فتح المبین لاہل الیقین
سلواۃ العاشقین و سکنۃ المشتاقین

(شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے دو رسائل کا اولین اردو ترجمہ)

تالیف

شیخ علاؤالدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

مفتی علی محمد ہادی

تعلیقات، تدوین واشاریہ

سید اویس علی سہروردی

اورینٹل پبلی کیشنز

کتاب خانہ کارڈ

سمنانی، علاء الدولہ، البیابانکی شیخ۔ قرن ۷-۸ ق

دو رسالہ ہائے سمنانی

فتح المبین لاہل الیقین، سلوۃ العاشقین وسکۃ المشتاقین

بہ اردو ترجمہ و مقدمہ و تعلیقات و اشاریہ مفتی علی محمد ہادی، غلام حسن حسنو، اویس سہروردی

لاہور، اورینٹل پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ۲۱۶ ص

۱-عنوان: ۲-تصوف و عرفان ۳-تذکرہ

الف. ہادی، علی محمد (۱۹۲۵ء) ترجمہ اردو ب. حسنو، غلام حسن (۱۹۵۵ء) مقدمہ نویس

پ. سہروردی، اویس (۱۹۵۳ء)، تدوین، تعلیقات و اشاریہ نویس

ISBN: 978-969-9788-00-0

(دو رسالہ ہائے سمنانی)

فتح المبین لاہل الیقین، سلوۃ العاشقین وسکۃ المشتاقین

تالیف: شیخ علاء الدولہ سمنانی اردو ترجمہ: مفتی علی محمد ہادی

بسعی و اہتمام: سید اویس علی سہروردی

طبع اول: ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء مطبع: حاجی حنیف سنز، لاہور

حروف چینی و صفحہ بندی: گرافک ان ناشر: اورینٹل پبلی کیشنز، 35-رائل پارک، لاہور فون: 3636 3009

قیمت: =/480 روپیہ =/15 ڈالر

بہ تعاون: شعبۂ نشر و اشاعت

سپریم کونسل علمائے صوفیہ نوربخشیہ پاکستان

واحد تقسیم کنندہ: گلگت بلتستان

ہارون بکس اینڈ سپورٹس

اورینٹل پبلی کیشنز

خوبصورت کتب کا اشاعتی مرکز

ORIENTAL PUBLICATIONS

35-Royal Park, Lahore 54000, Pakistan

Tel: 0333-4262450 awais.oriental@gmail.com

فہرست مطالب

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حمد باری تعالیٰ		مصنف کا اپنا واقعہ	
مصنف کا آغاز ذکر		خانقاہ کی تعمیر	
شیخ سے غائبانہ استوار تعلق		خلوت گزینی کی آٹھ شرائط	
شرط اول، چلہ خانہ		شرط دوم، دوام وضو	
شرط سوم، دوام صوم		شرط چہارم، دوام صمت	
شرط پنجم دوام ذکر		مفہوم ذکر الٰہی	
دوران ذکر آداب نگاہ		لقمہ حلال کی اہمیت	
شرط ششم دوام نفی خواطر		شرط ہفتم۔ ربط بہ شیخ	
شہادت شیخ		شرط ہشتم۔ ترک اعتراض بر حق تعالیٰ	
بے غرض عبادت		تسخیر لطیفۂ قالبی	
تسخیر لطیفۂ نفسی		تسخیر لطیفۂ قلبی	
تسخیر لطیفۂ سِرّی		لطیفہ روحی کی تسخیر	
لطیفہ خفیہ کی تسخیر		کتابت قلم کا مشاہدہ	
لطیفۂ حقیہ کی تسخیر		اہل سعادت کی خلوت نشینی	
معتکفین کی خدمت درویش کا پہلا سال		درویش کا دوسرا سال	
درویش کا تیسرا سال		واقعات کی تعبیر	
اضغاث احلام کا کوئی وجود نہیں		ہر واقعہ کی تعبیر کے دو رخ	

فیوض الٰہی کے نزول و عروج		معرفت حق تعالیٰ کے مدارج	
صورت تطبیق		نو افلاک	
چار کرہ جات		موالید ثلاثہ	
مولود اول یعنی معادن		مولود دوم یعنی نباتات	
مولود سوئم یعنی حیونات		لطیفۂ الٰہی کا حصول	
لطیفۂ نفسی کا حصول		لطیفۂ قلبی کا حصول	
لطیفۂ قلبی کا حصول		لطیفۂ سری کا حصول	
لطیفۂ روحی کا حصول		لطیفۂ خفی کا حصول	
لطیفۂ حقی کا حصول		تربیت کی ضرورت	
تجلیات کی اقسام		تجلیات کی اقسام	
پیرومرشد بننے کا اہل کون ہے؟		سالک مفرد	
مجذوب مفرد		سالک مجذوب	
بدن مکتسب کا حصول		پس چہ باید کرد؟	

مقدمہ مترجم

الحمد للّٰہ الذی فتح بذکرہ القلوب اهل الیقین فتحا مبینا والصلوۃ والسلام علی خیر حلقه محمد المؤید سلطانا نصیرا وعلی الہ و اصحابہ الباذلین جهد هم لابتغاء مرضات الله رضیا.

''کون ومکان کی ہر چیز کا ایک جسم ہے اور ایک روح. انسان جسے حق تعالی کا خلیفہ اور مسجود ملائکہ ہونے کا شرف حاصل ہے، پوری کائنات کی جان اور مقصد حیات ہے اللہ تعالی نے ساری کائنات ومافیھا انسان کے لیے خلق کی ہے جبکہ خود اسے اپنے لیے اور اپنی معرفت وعبادت کے لیے پیدا کیا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ ''میں نے جنات اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے خلق کیا ہے.''

انسان خلق اور شعور کے منظر پر آنے کے بعد کائنات اور اس کی رعنائیوں اور آلائشوں میں کھو کر مقصد حیات سے بہت دور نکل گئے تو اللہ تعالی نے ان کی رہبری

کے لیے انبیاء ومرسلین علیہم السلام بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا ،مختلف رسولوں پر کتابیں اتاریں، آسمانی شرائع کے ذریعے ان کے لیے مناہج متعین کیے اوراولیاء اللہ کے سیر و سلوک کے ذریعے خدائے تعالی سے ناتا جوڑنے کا انداز سکھایا لہذا انسان کی کامیابی کا واحد ذریعہ انبیا ومرسلین کی تعلیمات کو اپنا کراولیائے حق کے انداز پر قرب الٰہی کا راستہ طے کرنا ہے .اسی واسطے تمام اہل حق نے حق تعالی تک خلق خدا کی رسائی کو آسان بنانے کے لیے اپنی تبلیغی وتحریری مساعئ جمیلہ کوشرط دوام کے ساتھ جاری وساری رکھا ہے حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس اللہ سرہ ان نابغۂ روزگار ہستیوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالی نے دین ودنیا دونوں میں شرف ومقام سے نوازا ہے.

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس اللہ سرہ کی امامت دنیوی آپ کے خطاب علاؤالدولہ سے نمایاں ہوتی ہے آپ کو آپ کی سیاسی ملکی حسنِ انتظام وانصرام کی وجہ سے منگول ایل خانی نے جو اس وقت ایران اور عراق پر قابض تھے، علاؤالدولہ کے خطاب سے نوازا اور الخانیدی دور کی ہر تاریخی کتاب میں آپ اور آپ کے خاندان کا تذکرہ ملتا ہے آپ کی امامتِ دینی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے قرآنی تفسیر اور حدیث سمیت اسلامی حقائق ومعارف پر تین سو سے زائد کتابیں لکھی ہیں نیز قرآن وسنت سے مستنبط عقائد ونظریات اور اہل بیت عظام و صحابۂ کرام کو بلا امتیاز تعظیم وتوقیر کی نگاہ سے دیکھنے کی بناء پر اس طائر لاہوتی کو ہر اسلامی فرقہ نے اپنے مسلکی پنجرے میں بند کرنے کی سعی ناتمام کی ہے.

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس اللہ سرہ کا شمار سلسلۃ الذہب صوفیہ کے نامورترین شیوخ طریقت میں ہوتا ہے اس لیے آپ نے اپنی تصانیف میں جا بجا

اپنے پیشرو مشائخ طریقت کا حوالہ دیا ہے اور ان کی تعلیمات کو زیادہ واضح اور مدلل انداز میں پھیلانے کی سعیٔ مشکور کی ہے. چنانچہ آپ کی مبسوط کتاب

العروہ لاھل الخلوۃ والجلوۃ کی طرح زیرِنظر رسالہ *فتح المبین لاھل الیقین* میں بھی آپ نے سالکین راہ حق کے لیے انہی شرائطِ ہشت گانہ کو اختصاراً بیان کیا ہے جو سیّد الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ نے بیان فرمائی تھیں.

زیرِنظر رسالہ میں حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس اللہ سرہ نے اپنے راہ سلوک میں آنے کا واقعہ اختصار سے بیان کیا ہے مگر آپ نے اس کو *العروۃ* میں ذرا تفصیل سے بیان کیا ہے اس واقعہ کے ذریعے آپ نے اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ بظاہر کسی شیخ و مرشد کے بغیر بھی کوئی خلوص نیت کے ساتھ سیر وسلوک کرتا ہے تو بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ جیسے کاملین کے ذریعے اُس کی راہنمائی ہوتی رہتی ہے. بلکہ سرورِ کائنات خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی عالم رویا یا غیب میں کسب فیض و ہدایت کرتا ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ عالم اسباب میں کسی کامل و مکمل شیخ و مرشد سے رابطہ پیدا ہوتا ہے. اس تصنیف کے ذریعے آپ نے یہ حقیقت بھی اجاگر کی ہے کہ مرشد کامل کی روحانیت سے فیض حاصل کرنے کی راہ میں مسافت کی دوریاں بھی آڑے نہیں آ سکتیں چنانچہ آپ سمنان میں ہوتے ہوئے حضرت شیخ عبدالرحمٰن اسفرائنی قدس اللہ سرہ کی روحانیت سے کسب فیض کیا کرتے تھے جبکہ حضرت اسفرائنی اُس وقت بغداد میں تشریف فرما تھے. اس ضمن میں آپ نے اپنا آغاز ذکر کا واقعہ بڑے دلنشین انداز میں پیش کیا ہے. اس کے ساتھ ساتھ ذکر کے مفہوم، دوران ذکر آدابِ نگاہ، اور ذکر کا اثر قلب تک پہنچنے کے لیے لقمۂ حلال کی

اہمیت پر بڑے خوبصورت انداز میں روشنی ڈالی ہے.

خلوت ذکر کے آداب وشرائط کوٹھوس بنیادوں پر استوار کرنے کے بعد لطائف ذکر کا تذکرہ کیا ہے جن کو روحانیت کا 'ہفت اقلیم'' کہا جا سکتا ہے اور وہ طریقہ بتایا ہے جس کے ذریعے ہفت اقلیم روحانی پر اپنی فرمان روائی کا جھنڈا لہرایا جا سکتا ہے.

آپ کے نزدیک خلوت نشینی اور ذکر ہی اہل سعادت کی نشانی نہیں بلکہ خلوت نشینوں اور ذاکرین کی خدمت گزاری بھی اہل سعادت کی نشانی ہے حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس اللہ سرہ زیرنظر رسالہ میں اہل سعادت کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ سالک جب تک خدمت کا تین سالہ نصاب مکمل نہ کرے خلوت نشینی کا نصاب شروع نہ کرے.

اِس کتاب میں آپ فرماتے ہیں کہ اضغاث احلام یعنی پریشان خوابوں کا کوئی وجود ہے اور نہ حقیقت. وہ کہتے ہیں کہ جب معبر کسی واقعہ کی تہہ تک نہیں پہنچتا تو اس واقعہ اور خواب کو وہ ''خواب پریشان'' کہہ کر اپنا دامن چھڑانے کی کوشش کرتا ہے اس حقیقت کے ثبوت میں آپ قرآنی استشہاد پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ شاہ مصر کے خواب کو معبرین نے اضغاث احلام کہا مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے پوری تفصیل کے ساتھ تعبیر بھی بتائی اور تجویز بھی دیں جو من وعن سچ ثابت ہوئیں.

اِس رسالے میں افلاک، کرہ جات اور موالید کی حقیقت کو واضح طور پر بیان کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ لطائف کی تشکیل و پیدائش کیونکر ہوتی ہے؟ اِس ضمن میں آپ نے تربیت کی ضرورت پر بڑا زور دیا ہے کیونکہ آپ تربیت و کردار سازی کے ذریعے ہی انسان کا آفتاب اقبال طبیعت کی مٹی میں گہن پذیری سے رہائی پاتا ہے. پھر تجلیات

کے بیان میں فرماتے ہیں کہ یہ وصول بکمال کی نشانی نہیں بلکہ ابتدائے کمال کی علامت ہیں کیونکہ معارف الٰہیہ کی کوئی حد نہیں ہے. اِس ضمن میں آپ نے تجلیات کی اقسام و کیفیات کو بھی قرآن وسنت کے شواہد کے ساتھ بیان کیا ہے.

اِس کتاب میں حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس اللہ سرہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ کون پیر و مرشد کا اہل ہے اور کون اس مرتبۂ عالیہ کا اہل نہیں ہے؟ اِس ضمن میں تصحیح ہدایات کے ساتھ آپ تمام مقامات کو طے کرنے کی تاکید کرتے ہیں جن کو آپ نے اپنی کتاب *تبیین المقامات و تعین الدرجات* میں بیان کیا ہے. وہ کہتے ہیں کہ سالک مفرد پیر و مرشد بننے کا اہل ہے اور نہ ہی مجذوب مفرد پیر و مرشد بن سکتا ہے. پیر و مرشد بننے کا اہل صرف مجذوب سالک ہے.

اِس رسالہ میں حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس اللہ سرہ نے انسان کے جسم روحانی کی تشکیل اور ماہیت پر بھی روشنی ڈالی ہے. فرمان مصطفوی ﷺ کی روشنی میں اس کی کیفیت کو بھی الم نشرح کرنے کی سعی جمیل کی ہے. بدنِ روحانی کی اہمیت کے پیش نظر اُس کو پروان چڑھانے کے لیے آپ لقمۂ حلال اور آداب طعام کی اہمیت پر زور دیتے ہیں اور دوام ذکر و کمال حضور کی تاکید کرتے ہیں.

زیرِ نظر رسالہ کے سن تصنیف کا کہیں ذکر نہیں ہے تاہم اس میں ۱۱ شوال ۷۱۲ھ کو پیش آنے والے ایک واقعہ کا ذکر ہے. اِس رسالہ کا تذکرہ آپ کی کتاب *بیان الاحسان لاهل العرفان* میں بھی آیا ہے، جس کی تصنیف ۱۳ ذی القعدہ ۷۱۲ھ کو شروع ہوئی پھر آٹھ مہینے کی طویل التوا میں پڑے رہنے کے بعد ماہ رجب ۷۱۳ھ میں دوبارہ اُس پر کام شروع ہوا اور ۱۹ رمضان ۷۱۳ھ کی شام کو اُس کا مسودہ تیار ہوا.

اِس لیے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ رسالہ شوال ۷۱۲ھ اور رمضان ۷۱۳ھ کے دوران تصنیف ہوا ہے.

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس اللہ سرہ نے یہ رسالہ اخی عز الدین کی خواہش پر تصنیف فرمایا ہے. اخی عز الدین آپ کے مریدوں میں سے ہے اور حضرت شیخ عبدالرحمٰن اسفرائنی قدس اللہ سرہ کی خصوصی توجہ بھی اسے حاصل رہی.

نجیب مائل ہروی نے اِس رسالہ کے دو نسخوں کی نشاندہی کی ہے.

(۱) نسخہ دارالکتب قاہرہ مصر تحت شمارہ ۱۱–م مجامیع فارسی.

(۲) نسخۂ مرحوم سعید نفیسی جو کتابخانۂ دانشگاہ میں شمارہ ۹۸۶۳ محفوظ ہے.

نجیب مائل ہروی نے اِسی نسخہ کی روشنی میں اسے تیار کر کے شائع کیا ہے.

پروفیسر ڈاکٹر خواجہ جمال الیاس نے اِن دونوں کے علاوہ ایک اور نسخہ کا بھی ذکر کیا ہے جو ترکی میں محفوظ ہے.

☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام ابواب کے کھولنے والے اور تمام اسباب کے پیدا کرنے والے رب الارباب کی حمد سے اس کتاب کے آغاز کو مزین کرنا اولیٰ ہے جہاں معرفت کے بغیر حمد کرنا محال ہے وہاں حق تعالیٰ شانہٗ کی کما حقہٗ معرفت کا حصول بھی ناممکنات میں سے ہے. اس لیے حسب فرمان الہیٰ:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ''بیشک تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونے ہیں.'' (احزاب:۲۱)

کے تحت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق رب تعالیٰ کے حق میں حمد کی ادائیگی سے ((اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ كَمَآ اَنْتَ اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ)) ''اے اللہ! میں تیری حمد وثنا کا جیسے تو نے اپنی ذات کی ثنا خوانی کی ہے، شمار نہیں کر سکتا'' (حدیثِ نبوی) پڑھتے ہوئے عجز وانکساری سے دست نیاز اُٹھا لینے کو ہی تقویٰ کے قریب تر جانا. اور اُس بے نیاز ذات سے استدعا کی کہ اے اللہ ! اپنی بارگاہ کی ہر ناپسند چیز سے اِس بیچارے کے قلم، قدم اور دم حیات کو بچائے رکھ. اور برادر دینی اخی عزالدین جو کہ سعادت دارین سے سرفراز اور مقبول بارگاہ حق ہیں اور معنوی مقامات کے لحاظ سے اِس درجہ علیا پر فائز ہیں، جس کے بیان سے زبان

گنگ اور تحریر سے قلم شکستہ ہے. اللہ تعالیٰ اُن کے پاکیزہ اوقات سے خلق خدا کو فائدہ پہنچائے اور اُن کے شفا بخش انفاس سے طالبانِ راہِ حق کو معنوی فیوض سے محظوظ کرے (آمین).

یہ بندہ ناتواں اِس رسالہ کی اِس انداز سے تحریر کرتا ہے کہ تحتِ قضیۂ الٰہیہ:

﴿وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ﴾ تا کہ میرے دل کو اطمنان حاصل ہو. (بقرۃ:۲۶۰)

اُس کے قلب کو مقام اطمینان میں یقین کی ٹھنڈک حاصل ہو جائے. اُس کے "لطیفۂ شھادی کو غیوب سبعہ" میں دیدۂ بینا حاصل ہو جائے. اور اُس کی دعائے خیر کا ایک ذخیرہ اِس بندۂ بے چارہ کے حق میں جمع ہو جائے. اور حسب عادت الٰہیہ:

﴿وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ "ہم پیغمبروں کے تمام قصے آپ کو بیان کرتے ہیں اور تمہارے دل کو مضبوط کرتے ہیں تیرے پاس اس آیت میں حق، وعظ ونصیحت اور مومنین کے لیے ہدایت ہے". (ھود:۱۲۰)

اے دوست تجھے دل جمعی کے حصول کے لیے ایک ایسا واقعہ ذکر کرتا ہوں جو حضرت استادِ طریقت جنید قدس اللہ سرہ کی طالبین راہ حق تعالیٰ کو بتائی ہوئی شرائط ثمانیہ کے اختصار پر مشتمل ہے. اسی کے ضمن میں آپ کو ان شاء اللہ تعالیٰ اُس حقیقت کا بھی علم حاصل ہوگا کہ حبل المتین کیا ہے؟ اور اُسے پکڑنے کی صورت کیا ہے؟ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے.

مصنف کا اپنا واقعہ:

اے میرے پیارے! جان لے کہ جب میں پندرہ سال کا ہوا تو بادشاہ وقت کی خدمت گزاری میں مشغول ہوگیا میں اُس کی ملازمت میں اپنی پوری ہمت صرف کرتا تھا. اِس لیے میں اپنے ہم جنسوں میں ممتاز ہوا. اور مجھ پر اُس کی خاص نظرِ عنایت ہوئی. اس دورانیے میں مجھے فرض عبادت کی بھی کوئی پرواہ نہ تھی یہاں تک کہ ایک سال بادشاہ کو بلدہ موحدین قزوین میں سلطان احمد کے فوجی جرنیل علیناق سے جنگ لڑنے کا اتفاق ہوا. دوران جنگ میرے اندر یہ داعیہ پیدا ہوا اور حکم دیا گیا کہ تم اور تمہارے ساتھی نعرہ بلند کریں. جب میں نعرۂ تکبیر پڑھنے میں مشغول ہوا تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے میری آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا اور جمالِ آخرت جلوہ افروز ہوا. یہی حالت ظہر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک برقرار رہی اور جنگ بھی ہوتی رہی. اُس رات جب کہ ہم نے دشمنوں کو پسپا کردیا تھا یہی کیفیت باقی رہی، یہاں تک کہ دوسرے دن چاشت کے بعد جب میں نے ناشتہ کیا تو آہستہ آہستہ وہ حالت پردۂ غیب میں چلی گئی.

اس بے چارہ کے باطن میں ایک داعیہ پیدا ہوا جو ہمیشہ نفس کو ڈانٹ پلاتا. بادشاہ کی ملازمت سے دل کو ملامت کرتا جس کی وجہ سے دنیا کی جاہ ومنصب سے دل اکتا گیا اور لذات نفسانیہ سے نفرت پیدا ہوگئی. اب دل میں قضا شدہ فرض عبادات کی تلافی کا شوق پیدا ہوا. چنانچہ میں فوت شدہ فرائض کی بجا آوری میں مشغول ہوا اور گناہوں سے اجتناب کو میں نے اپنے اوپر لازم کرلیا. دھیرے دھیرے وہ زاجرِ غیبی

قوی تر ہوتا گیا، جو مجھے کلی طور پر لوگوں سے الگ تھلگ کر لینا چاہتا تھا.

بار ہا یہ خواب نظر آتا کہ سلطان العارفین حضرت ابو یزید بسطامی قدس اللہ سرہ اس بیچارہ کی روحانی تربیت کر رہے ہیں. کبھی کبھار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی دیکھتا کہ آپؐ وعظ فرما رہے ہیں اور مجھے جبر و اکراہ کے ساتھ مجلس وعظ میں لاتے ہیں. آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ دن رات میں کل خوراک سترہ اٹھارہ لقموں سے زیادہ نہ ہوتی میں نے روزانہ تین سو رکعات نمازِ نفل پڑھنا اپنے ذمہ لازم قرار دیا. اور بارہ ہزار مختلف وظائف واذکار پڑھتا. ساتھ ہی ایک تہائی قرآن مجید کی تلاوت بھی کرتا.

قریباً ایک سال دو مہینے کی مدت اِسی حالت میں بادشاہ کی ملازمت کرتے ہوئے گزر گئی. اِس کے بعد طعام و منام کی قلت اور ریاضت کی کثرت کی وجہ سے بدن میں کمزوری آ گئی اور ایسا بیمار ہوا کہ اطباء علاج سے عاجز آ گئے. چنانچہ ۱۲ شعبان المعظم ۶۸۵ھ کو بادشاہ سے اجازت لے کر تبریز سے سمنان کا رُخ کیا. اور یکم رمضان کو قباء و کلاہ اور کمر بند کو خانقاہ شیخ حسن سکاک قدس اللہ سرہ پر پھینک کر صلحا کا لباس زیب تن کیا. اور جو کچھ قوت القلوب میں مطالعہ کرتا اُس کے مطابق اپنے اوقات کو آباد اور انفاس کو شاداب کرتا. اُسی دوران خواب اور بیداری میں کچھ ایسے اچھے حالات پیش آئے جن کی وجہ سے نفس کو شہوانی لذتوں کا چھوڑنا آسان ہوا. اُسی حالت پر عمل کرتے کرتے یکم محرم ۶۸۶ھ کو حال کا غلبہ ہوا اور اِس بیچارہ نے خلوت نشینی شروع کر دی تو لوگوں میں یہ مشہور ہوا کہ فلاں (یعنی میں) دیوانہ ہو گیا ہوں. پھر اچانک حضرت اخی شرف الدین سعد اللہ بن حمویہ سمنانی خراسان سے پہنچ گیا اور میرا ساتھی بن گیا. اُس نے دن اور رات کے تمام معمولات میں میرا ساتھ دیا.

ایک رات میں نماز تسبیح پڑھ رہا تھا جبکہ وہ تنور پر بیٹھا ہوا تھا. میں نے نماز سے سلام پھیر کر دیکھا تو وہ سر ہلا رہا تھا، میں بہت دیر تک اُسے دیکھتا رہا تو وہ برابر سر کو ہلاتا رہا.

میں نے پوچھا: اخی! کیا آپ کی گردن میں درد ہے؟

جواب دیا: نہیں.

میں نے کہا: کیوں سر ہلاتے ہو؟

جواب دیا: میں ذکر پڑھ رہا ہوں.

میں نے پوچھا: کیا ذکر پڑھتے ہو؟

جواب دیا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

میں نے کہا: جب ذکر کرتے ہو تو کبھی لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَادِقُ الْوَعْدِ الْاَمِيْنِ بھی پڑھو. اِس کا بہت ثواب ہے. حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آدھی رات کو یہی ذکر کیا کرتے تھے.

اخی نے جواب دیا: میرا ایک مرشد ہے اُس نے مجھے اِسی ذکر کی تلقین کی ہے میں اِس کو تبدیل نہیں کر سکتا.

میں نے کہا: تلقین مردے کو کرتے ہیں مرشد کے لیے آپ کو تلقین دینے کی کیا ضرورت ہے. ہم بچپن سے ہی ماں باپ، استاد اور تمام مسلمانوں سے یہی ذکر سنتے آئے ہیں.

اس نے کہا: اِس ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین سیدِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے متصلاً ثابت ہے (ساتھ ہی سندِ اتصال بھی پڑھ کر سنادی.)

میں نے پوچھا: پھر سر کو کیوں ہلاتے ہو؟

جواب دیا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ذریعے غیر اللہ کی نفی کرتا اور اِلَّا اللّٰہ کے ذریعے حق تعالیٰ کی محبت کو دل میں ثابت کرتا ہوں اور سر کو حرکت اِس لیے دیتا ہوں کہ ذکر کی حرارت صنوبری شکل کے قلب میں جو سینے کے بائیں طرف واقع ہے، پہنچ جائے۔ اِس حرارت کی وجہ سے قلب صنوبری اور قلب حقیقی کے درمیان حائل پردہ جل جاتا ہے تو قلب حقیقی میں موجود نورِ ایمان کا پرتو وجود بشری پر پڑ جاتا ہے۔

مصنف کا آغاز ذکر:

جب میں نے یہ بات سنی تو جائے نماز سے اُٹھ کر اُن کے پاس گیا اور میں یہ جان گیا تھا کہ یہ بات پُر مغز ہے، چنانچہ میں نے اُن سے کہا: یہ طریقہ ذکر مجھے سکھا دیں۔ اُنہوں نے اُس کی تعلیم فرمائی۔ میں جائے نماز پر واپس گیا۔ میرے کہنے پر چراغ اُٹھالیا گیا اور میں بتائے ہوئے طریقہ پر ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں مشغول ہو گیا یہاں تک آدھی رات کے وقت اچانک سینے کی بائیں جانب سے کئی ایک شرارے نکلنے شروع ہو گئے۔ میں خیال کرنے لگا کہ یہ سر کو حرکت دینے کی وجہ سے ہو۔ اب میں نے ذکر کو چھوڑنا چاہا لیکن میرے بس کی بات نہ تھی۔ اب ذکر نے مجھے سحری تک اچک لیا تھا۔ میں پورے زور سے ذکر کر رہا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ نفی و اثبات کے طریقہ پر گامزن تھا۔ شرارے اِس حد تک اُٹھنے لگے کہ آسمان تک اُن کا تانتا بندھ گیا۔ میں جی ہی جی میں ڈر گیا کہ کہیں یہ جنون کی وجہ سے نہ ہو۔ لوگ متفقہ طور سے مجھے پاگل کہتے ہیں، اس لیے میرے وہم میں اضافہ ہوتا گیا۔ چنانچہ میں مصلّٰی سے اُٹھا اور تازہ وضو کیا اور صبح کی نماز پڑھ لی مگر میرا دل دھڑک رہا تھا۔ اُس کی دھڑکنوں سے میں اللہ، اللہ سنتا تھا۔

میں یہ بات اخی شرف الدین سے کہہ بھی نہ سکا کیونکہ مجھے یہ ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بھی اِس حال سے خوف زدہ ہو جائے اور لوگوں کے سامنے اُس کا اظہار کرے تو یہ لوگوں کے الزام کی تائید ہو جائے گی.

دوسرے روز اتنے شرارے نکلے کہ قریب تھا کہ جامہ چاک کروں اور نعرہ بلند کروں لیکن میں نے پوری قوت کے ساتھ عقل کو قابو کیا اور صبح کی نماز کے لیے جائے نماز پر کھڑا ہو گیا. سنت صبح پڑھی تو سامنے دائیں بائیں بیشمار ستارے چمکنے لگے. اور یہ فرض صبح کے دوران مصلیٰ پر چشمہ کی طرح جوش مارنے لگے اور ایسا لگا کہ یہ جوش مارتے ستارے مجھ سے ٹکرا رہے ہیں. جس کی وجہ سے اِس بیچارہ کے دل میں بڑی ہیبت پیدا ہوئی، چاہا کہ نماز توڑ لوں. اتنے میں حق تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہوئی اور نماز پوری پڑھ لی. اس کے بعد میں نے اخی شرف الدین سے خلوت میں کہا کہ دوران ذکر سینہ کے بائیں جانب شرارے دیکھے گئے ہیں.

آپ مسکرائے اور خوش ہو کر فرمانے لگے: کیا تیرا یہ حال ہوا ہے؟

میں نے کہا: ہاں

فرمایا: الحمدللہ، مجھے جب شیخ نے اِس ذکر کی تلقین فرمائی تھی تو ایک سال تک میں مکہ مکرمہ میں اِس ذکر میں مشغول رہا پھر عرفات میں مجھے یہ حال پیش آیا تھا. اُس کا ذکر میں نے حضرت شیخ سے کیا تو آپ کو بہت پسند آیا اور فرمایا کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کا کلمہ چقماق کے لوہے کی مانند ہے، دل پتھر جیسا اور نور ایمان اُس کی رگڑ سے نکلنے والے شراروں کی طرح ہے، جو پتھر میں چھپے ہوئے ہیں.

کلمہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ دل تک پہنچنے کی نشانی یہ ہے کہ یہ شرارے نکلنے لگتے ہیں.

اور باطنی مستعدی کے ساتھ اگر آپ حق تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو جائیں گے تو عنقریب ستارے اور چاند سورج بھی نظر آنے لگیں گے. جب اخی نے ستاروں کا ذکر کیا تو میں نے کہا: اخی؛ مجھے اِس وقت بھی بیشمار درخشاں ستارے جائے نماز پر نظر آرہے ہیں. اور یہ سارے طریقت کی صحت کا اقرار کر رہے ہیں.

اِس کے بعد میں نے اپنے وظائف و اوراد کو چھوڑ دیا اور اخی سے کہا: اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟

فرمایا: حضرت شیخ غیر اللہ کی نفی اور مولا کے اثبات کے ساتھ ہمیشہ ذکر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کا حکم دیا کرتے تھے.

میں نے پوچھا: آپ کا پیر و مرشد کون ہیں؟ اور اُن کا نام نامی کیا ہے؟

فرمایا: میرا پیر و مرشد اللہ کے ولی ہیں اور اُن کا اسم گرامی عبد الرحمٰن ہے. آپ کا تعلق کسرق، اسفرائن سے ہے اور اِس وقت بغداد میں رہائش پذیر ہیں.

خانقاہ کی تعمیر:

اس کے بعد میں باقاعدہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کے ذکر میں مشغول ہو گیا. خانقاہ اور اُس میں اعتکاف نشینی کی بنیاد رکھی.

ستائیسویں سال کی عمر میں یعنی ۶۸۷ھ میں میں ذکر و خلوت نشینی میں مشغول تھا کہ مجھ پر دیدارِ شیخ کے شوق کا غلبہ ہوا. چنانچہ ایک سال بعد میں اُن کی قدم بوسی کے لیے نکلا جب ہمدان پہنچا تو سلطان وقت کو پتہ چلا، میرے پیچھے آدمی لگا دیا اور جبراً مجھے واپس کر دیا. مجھے اپنے پاس روک لیا اور بخشی فرقہ (بدھ مت) والوں سے میرے

NYF Manzoor & Mehmooda Adunit Karachi

مناظرے کرائے تو حق تعالیٰ کی توفیق و مدد سے سب مغلوب ہوئے. سلطان وقت کو اِس ناتواں سے بڑی عقیدت پیدا ہوئی، اُس نے بت پرستی چھوڑ دی. اور مجھے کہنے لگا: آپ اِسی فقیری لباس میں ہی سہی، میری ملازمت کرتے رہیں.

میں نے کہا: میں آپ کی ملازمت نہیں کرسکتا کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے پیرو مرشد کی قدم بوسی کے لیے جاؤں اور اُن کی خدمت میں اعتکاف کروں.

کہنے لگا: کہ میں کسی صورت آپ کو بغداد جانے نہیں دے سکتا.

چنانچہ میں بلا اجازت واپس سمنان آیا. اور اپنے کچھ حال احوال حضرت شیخ کو لکھ بھیجے. آپ نے میری تمام باتوں کا جواب دیا اور فرمایا: اب تجھے میری ظاہری ملاقات کی کوئی ضرورت نہیں ہے. بلکہ پورے حضور قلب اور پکی ارادت کے ساتھ سلوک راہ میں مشغول رہو.

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

شیخ سے غائبانہ استوار تعلق:

چنانچہ میں اربعین موسوی کی نیت سے اعتکاف میں بیٹھا اور قطب ولایت سے ارادت کا رابطہ مستحکم ہوا. مسلسل تیس دنوں تک شیخ کی صورت مجھے اپنے دل کی جانب نظر آتی رہی جو مجھے حق تعالیٰ کے اسماء و صفات اور اُن سے متعلق معارف کی تعلیم دیا کرتی تھی. اور اُن شیطانی شکوک و شبہات کا شافی جواب دیتی جو نفس میں القاء ہوتے اور پیش آنے والے واقعات کی تعبیر بھی بتا دیتی.

تیسویں دن کے بعد وہ صورت غائب ہوئی مگر دل سے معانی و حقائق کی آواز آتی رہی اور قلبی توجہ، روحانیت شیخ سے حُسنِ ارادت اور اُن سے روحانی استفادہ کی

برکت سے بہت سے معنوی فوائد حاصل ہوئے. اگر حضرت شیخ کی صحبت میں ہوتا تو اِن فوائد کا حصول نہ ہوتا.

اِس بندۂ ناچیز کے حق میں اللہ تعالیٰ کے پوشیدہ الطاف میں سے ایک بادشاہ وقت کا بغداد جانے سے روکنا ہے. اس کی وجہ سے میری پوری توجہ شیخ کی صورت سے کٹ کر قلب شیخ سے قائم ہوئی.

خلوت گزینی کی آٹھ شرائط:

اس واقعہ کے ذکر کا مقصد یہ ہے کہ اُس اربعین موسوی میں میں نے لطیفۂ قالبی اور لطیفۂ مدرکہ کی تسخیر کی خاطر خلوت نشینی کی آٹھوں شرطوں کا پورا پورا لحاظ رکھا. لطیفۂ قالبی وہ لطیفہ ہے جس کی وجہ سے انسان کو باقی حیوانات سے امتیاز حاصل ہے اور اس کی وجہ سے اُسے حیوان ناطق کہتے ہیں. جبکہ لطیفۂ مدرکہ اُس بدن کو کہتے ہیں جو تمام حیوانات میں مشترک بدن خاکی کے خراب ہونے کے بعد بھی لطیفہ قالبی کو حاصل فیوضات کے حامل ہونے کی وجہ سے تا قیامت باقی رہتا ہے.

شرط اول چلہ خانہ:

NYF Manzoor & Mehmoodabad Karachi

پہلی شرط چلہ خانہ کا اختیار کرنا ہے.

(۱) چلہ خانہ ڈھائی گز X ڈیڑھ گز ہونا چاہئے اور

(۲) اُس کی بلندی اتنی ہو کہ معتکف کا سر چلہ خانہ کی چھت سے نہ لگے.

(۳) اُس میں کسی قسم کا روشندان نہ ہو، تا کہ اُس میں کہیں سے روشنی نہ آئے. کیونکہ اعتکاف کے فوائد میں ایک فائدہ حواس ظاہری کو

کنٹرول کرنا ہے.

(۴) دروازے پر کوئی پردہ لٹکایا جائے تا کہ دروازے کی جھریوں سے کوئی روشنی گزر کر نہ آسکے.

(۵) چلہ خانہ سے سوائے طہارت، تجدید وضو اور فرض نماز کے بلا ضرورت نہ نکلے.

(۶) جب چلہ خانہ سے نکلے تو اپنی نگاہوں کی حفاظت کرے.

جس طرح دورانِ نماز حدث لاحق ہو جانے پر باہر جا کر تجدید وضو کیا جاتا ہے اور پھر واپس آ کر حسب قاعدہ سابقہ نماز کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا شرعاً درست ہے. اسی طرح دوران اعتکاف سُستی اور اکتاہٹ کو دور کرنے کی خاطر باہر وضو کے لیے جائے تو اپنی نظر کی حفاظت کرے، اگر نہیں کرے گا تو شرط کے مفقود ہونے کی بناء پر فائدہ کلی حاصل نہ ہوگا.

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

شرط دوم دوام وضو:

دوسری شرط دوام وضو ہے. نفس وشیطان کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے وضو کے ہتھیار کی ضرورت پڑتی ہے. لیکن دوران وضو یہ ادب ہے کہ ہر حال میں زبان سے ذکر جاری رہے اور دل حضور حق میں حاضر ہو. اگر مبتدی سالک دوران وضو ماثور دعاؤں کی بجائے ذکر ہی پڑھتا رہے تو زیادہ سودمند ہے.

شرط سوم دوام صوم:

تیسری شرط دوام صوم ہے. روزہ بذات خود ایک بہت بڑی عبادت ہے اور اس

کے بیشمار فوائد ہیں، بشرطیکہ معتکف اسراف واقتار سے بچ کر رہے.

اسراف زیادہ کھانے اور اقتار کم کھانے سے عبارت ہے.

☆- میانہ روی کو مدنظر رکھا جائے.

☆- کوئی لقمہ ذکر لسانی اور حضور قلبی کے بغیر نہ اُٹھایا جائے.

☆- لقمے چھوٹے چھوٹے لیے جائیں اور اچھی طرح چبا چبا کر کھائے.

☆- جب تک پہلا لقمہ نگل نہ لے اگلا نوالہ نہ اٹھائے.

☆- کھانے کے دوران نفسانی حرص کا شکار نہ ہو.

☆- جتنا ہو سکے شبہات سے پرہیز کرے.

شرط چہارم دوام صمت:

چوتھی شرط یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے ذکر کے سوا ہر چیز سے مکمل طور پر خاموشی اختیار کی جائے.

جن واقعات کی تفسیر سالک کے لیے مشکل ہو اُس کا حل شیخ و مرشد سے دریافت کرنے کے سوا کوئی بات نہ کرے.

جتنا ممکن ہو شیخ سے غائبانہ طور پر معنوی استفادہ کرنے کی کوشش کرے. کیونکہ اگر شیخ سے غائبانہ استفادہ کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو وقائع بیانی میں کمی وبیشی نہ کرے تا کہ اُس پر غیبی واقعات کا دروازہ بند ہو اور نہ ہی اُس میں شیطان کو تصرف کا موقع ملے.

شرط پنجم دوام ذکر:

پانچویں شرط پورے حضور قلب کے ساتھ ہمیشہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کرنا ہے.

ذکر کے لیے بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ

(۱). چار زانو بیٹھے.

(۲). رخ قبلہ کی طرف ہو.

(۳). سرِ ناف سے پوری قوت کے ساتھ "لَا" نکالے.

(۴). "اِلٰہَ" پڑھتے ہوئے دائیں پستان کے جانب نیچے لے جائے.

(۵). "اِلَّا" کو دائیں پستان کی جانب سے کھینچ نکالے.

(۶). اور "اللّٰــــہُ" کی ضرب صنوبری شکل والے دل پر جو سینے کے بائیں جانب ہوتا ہے، اس زور سے لگائے کہ کلمہ اللہ کی حرارت دل کو لگ جائے اور پردۂ قلب جل جائے.

(۷). قلب صنوبری گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اور یہی روح حیوانی کا محل ہے. اس دل سے ایک دریچہ قلب حقیقی کی جانب کھلتا ہے. آیت کریمہ: ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ﴾ (ق:۳۷) "بیشک اس شخص کے لیے نصیحت ہے جس کے پاس دل ہے." میں اِسی جانب اشارہ ہے.

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نورِ ایمان کی صورت ہے. "اللہ" کی ضرب کی وجہ سے نورِ ایمان کا پرتو قلب حقیقی پر پڑتا ہے تو اُس کا باطن منور ہو جاتا ہے اور ظاہری وجود بھی نورانی ہو جاتا ہے حتیٰ کہ عالمِ انفس میں دوست و دشمن سب کو اس کی اطلاع ہو جاتی ہے.

مفہوم ذکر الٰہی:

ذکر کرتے ہوئے یہ شرط ہے کہ ابتدائی سطح پر جب مرد مسلم راہ سلوک طے کرنا چاہے تو اُسے چاہیئے کہ ذکر کا معنی دل میں پڑے ہے کہ مجھے اللہ کے سوا کسی چیز کی طلب نہیں ہے.

حتیٰ کہ خواہشات کے معبودانِ باطل کی مکمل طور پر نفی ہو جائے. (یعنی اِس درجہ پر، زبان سے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه کا اقرار ہو لیکن دل میں مفہوم لَا مَطْلُوْبَ اِلَّا اللّٰـه ہو، کہ اللہ کے سوا میرا کوئی مطلوب نہیں). دوسرے مرحلہ پر ہر صفت کی نفی ہو یعنی زبان پر لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه جاری ہو جبکہ زبانِ دل لَا فَاعِلَ اِلَّا اللّٰه وغیرہ ہو. اِسی طرح تمام صفات کی نفی کرے تا کہ جن لوگوں نے بتوں کو معبود بنا کر اُن کی پرستش شروع کر دی ہے اور اُن کو خدا کے مقام تک پہنچا دیا ہے، اُن سب کی نفی ہو جائے. کیونکہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی آسمانوں اور زمین کا خالق ہے. لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه کے معنی ہی یہی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں. الہ اُسے کہتے ہیں جو لائق پرستش ہو''اللہ'' کو فارسی میں ''خدا'' کہتے ہیں. جب بندہ ایک دفعہ یہ کلمہ اخلاص سے پڑھ لیتا ہے تو وہ دائرۂ کفر سے نکل کر حلقۂ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے. اور ظاہری بتوں کو توڑ دیتا ہے. مگر معنوی بتوں کا توڑنا جن سے ﴿ اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ ﴾ (جاثیہ:۲۴) ''کیا تو نے اُس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا'' عبارت ہے، کثرت ذکر کے بغیر ممکن نہیں ہے نیز یہ شرط بھی ہے کہ کثرت ذکر کامل حضورِ قلبی اور رعایت معنی کے ساتھ ہو.

اِس بات کی پوری پوری کوشش ہونی چاہئے کہ ''لاَ'' کے مد کے بعد دل میں کوئی اور خیال نہ رہے. ''اللہ'' کے ساتھ کسی اور خیال کا رہنا کسی صورت زیب نہیں دیتا کیونکہ پراگندہ خیالی کا بیج یہیں سے بویا جاتا ہے.

دوران ذکر آداب نگاہ:

دوران ذکر ضروری ہے کہ دونوں آبرو کے درمیان دیکھتا رہے تاکہ اُسے یہ حقیقت معلوم ہو جائے کہ ہم جو کھانا کھاتے ہیں وہ معدہ سے جگر تک، جگر سے دل تک اور دل سے دماغ تک پہنچتا ہے. پھر اُسے یہ پتہ چلے کہ یہ دماغ سے دونوں ظاہری آنکھوں کو روشنی دینے کے بعد قلب حقیقی میں کس قسم کا نور پیدا کرتا ہے. وہ نور مکدر ہے یا رنگین یا روشن؟

جان لے، لقمہٗ حلال کے آثار جو معدے سے اُٹھتے ہوئے دماغ تک پہنچتے ہیں، وہ دل کے پہلے ہی طور میں انسان کو حیوانی درجے سے ترقی دے کر انسانی مقام تک پہنچا دیتے ہیں. ظاہری آنکھ روشن کرنے میں تو اگرچہ حیوان اور انسان مشترک ہیں مگر لقمہٗ حلال کی وجہ سے طور اول قالب میں انسان حیوان سے ممتاز ہو جاتا ہے.

لقمہٗ حلال کی اہمیت:

انسان جو لقمہ کھاتا ہے اُس کے طور اول سے لے کر طور ہفتم تک پہنچتے پہنچتے کئی تصعیدات (اُٹھان) ہیں. آخر میں یہ لطیفہ حقیہ سے واصل ہو جاتا ہے.

جان لے، پاکیزہ اور حلال لقمہ کی تنقیہ و تصعید کلمہ طیبہ اور عمل صالح کے بغیر نہیں ہو سکتی.

اِن حقائق کی تفصیل اِس مختصر رسالہ کی تنگ دامنی میں نہیں آسکتی. کتاب منقذ (منتقد مطلع النقاط و ملتقط مجمع اللقات) میں میں نے بسط وشرح کے ساتھ لکھ دیا ہے. لہذا اُس کا مطالعہ کرے تو اِن شاء اللہ حقیقت سمجھ میں آجائے گی.

شرط ششم دوام نفی خواطر:

چھٹی شرط، اچھے ہوں یا بُرے ہر قسم کے خیال کا ہمیشہ کے لیے دل سے دور کرنا ہے. باطنی حواس کا کنٹرول حالات پر کنٹرول کئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا اگر کوئی اِسی ایک شرط پر قائم رہے تو اُسے بہت سارے فوائد حاصل ہوں گے.

سالک کو کسی صورت یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ واقعات ومشاہدات کی جانچ وتعبیر کے پیچھے لگ جائے. تبھی تو اُس کے اوقات ولحات محفوظ ہوں گے اور شیطان کو اُس میں القاء کرنے کی مجال نہیں ہوگی.

سالک پر یہ واجب ہے کہ وہ واقعات ومشاہدات کی جانچ کرنے والے اپنے شیخ کو جانے اور اپنے فکر وخیال سے واقعات کی پڑتال کرنے میں مشغول نہ ہو کہ آخر وہ اُس مقام تک رسائی پا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اُسے نورِ عقل اور نورِ عدل سے مشرف کرے. نورِ عقل کی وجہ سے اُس کے اندر قوت ممیزہ اور نورِ عدل کی وجہ سے اُس کے باطن میں قوتِ عدالت (توازن) پیدا ہو جاتا ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ ہر واقعہ کے پیچھے اُس کی تعبیر خود بخود آجاتی ہے. ہر مشاہدے کے ساتھ اُس کے معنی بھی مصاحب بن کر حاضر ہو جاتے ہیں. اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ واقعہ اور مشاہدہ سے قبل ہی اُس کی تعبیر عالمِ غیب سے اُس کے کان میں سنائی دیتی ہے. اور

دوران واقعہ ومشاہدہ اُس کی زبان پر یہ بات جاری کرادی جاتی ہے کہ یہ واقعہ و مشاہدہ ہے کیا؟ کس مقام پر ہے؟ اِس کا تعلق کس لطیفہ سے ہے؟ اور غیب کے کس عالم سے اِس کا نزول ہو رہا ہے؟ اِس طرح رفتہ رفتہ اسماء وصفات کا علم سالک پر منکشف ہو جاتا ہے.

شرط ہفتم ، رابطۂ شیخ:

ساتویں شرط کامل ارادت کے ساتھ شیخ کی ولایت سے قلبی رابطہ قائم رکھنا ہے.

اس شرط کی پاسداری سابق الذکر شروط کی بہ نسبت زیادہ مشکل ہے مگر اِس کا فائدہ بھی زیادہ ہے. اگر نعوذ باللہ تعالیٰ شیخ سے قلبی رابطے میں کمزوری آئی تو لامحالہ نبوت سے رابطہ میں کمزوری آئے گی.

مرید کو چاہئے کہ:

ا- وہ دل میں یہ ٹھان لے کہ وہ اپنے مطلوب تک رسائی اپنے مرشد کے بغیر پا ہی نہیں سکتا.

ب- تحت حکم الٰہی: ﴿قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ﴾ (بقرۃ:۶۰) ''ہر انسان نے اپنا مشرب جان لیا ہے''. چنانچہ سالک اپنا مشرب اپنے شیخ کے چشمۂ ولایت کو ہی جانے.

ج- ''اگر چہ دنیا کامل ومکمل اور واصل بحق مرشدین سے پُر ہے مگر اللہ تعالیٰ نے میری مرادِ دل اسی ایک مردِ کامل کے ہاتھ میں دے رکھی

ہے، ایک یہی مرشد ہی اُسے خدائے تعالیٰ سے ملا دے گا''. اگر یہ نہ جانے تو توحید المطلب ہاتھ نہیں آئے گی جو استاد سے عبارت ہے اور یہ حقیقت ہے کہ قبلۂ معیّن، نبیؐ معیّن اور شیخ معیّن کی ہی توجہ سے وحدانیت حق تعالیٰ کی معرفت کے ثمرہ تک رسائی حاصل ہوگی.

شہادت شیخ:

اور یہ شرط ہے کہ:

ا ظاہر و باطن دونوں میں بارگاہ ولایت کے صوری و معنوی آداب کو ملحوظ خاطر رکھے.

ب- گناہانِ صغیرہ سے استغفار کرے تا کہ گناہاں کبیرہ میں مبتلا نہ ہو.

ج- ہمیشہ اپنے آپ کو خطا کار جانے.

د- ''لا'' کی مد کے دوران اِس نیت سے شیخ کو حاضر فی الذہن جانے کہ اے شیخ! تو میرے اِس دعویٰ کا گواہ رہ کہ حق تعالیٰ کے سوا میرا کوئی مطلوب نہیں ہے اور اس دعویٰ میں میں سچا ہوں. تب شیاطین و خواہشات کے لشکر کے غلبہ کے وقت شیخ اُس کی دستگیری کرے گا، اُس کو طاقت فراہم کرے گا اور نفسِ امارہ کے ساتھ مقابلہ میں اس کی مدد کرے گا. ان شاء اللہ تعالیٰ.

شرط ہشتم، ترک اعتراض بر حق تعالیٰ:

آٹھویں شرط اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر پر اعتراض نہ کرنا ہے.

چاہے اللہ تعالیٰ سالک کو قبض سے دوچار کرے یا بسط سے، بیماری دے یا تندرستی، خوف کا غلبہ ہو یا رجاء کا، اور واقعات و مشاہدات اور تجلیات کا دروازہ کھول دے یا بند کرے، راضی بہ قضا رہے۔

اِسی مفہوم کا بندہ عاجز و ناتواں کا یہ شعر ہے:

وَكَّلْتُ اُمُوْرِیْ كُلَّهَا مُتَوَكِّلاً
عَلٰی مَنْ هَوَانِیْ قَبْلَ اَنِّیْ هَوَيْتُهٗ
فَاِنْ شَآءَ اَحْيَانِیْ وَاِمَّا اَمَاتَنِیْ
بِمَا شَآءَ مَحْبُوْبِیْ فَاِنِّیْ رَضِيْتُهٗ

"میں نے اپنے سارے معاملات میں اُسی پر بھروسہ کیا، جس نے مجھے چاہا قبل اس کے کہ میں اُسے چاہوں۔"

"پس اگر وہ چاہے تو مجھے زندہ رکھے یا موت دے جو میرے محبوب کا منشا ہے میں اسی پر راضی ہوں۔"

بے غرض عبادت:

سالک کو چاہئے کہ جنت کا سوال کرے اور نہ ہی دوزخ سے پناہ مانگے۔ بلکہ بندہ حق بنا رہے۔ اپنی بندگی میں حرص و طمع بالکل نہ کرے۔ خدا تعالیٰ کی بندگی محض اِس لیے بجالائے کہ وہ سزاوارِ عبادت ہے۔ سالک، کام چور مزدور کی طرح نہ ہو بلکہ تابعدار غلام کی طرح ہو۔ آقا سے دوستی صرف اِس لیے کرے کہ وہ آقا ہے اور صاحب احسان ہے۔ آقا کی دوستی بے غرض ہو۔

اگر مولا کی دوستی اور عبادت اِس انداز سے نہ ہو تو وہ غرض مندانہ دوستی اور عبادت ہوگی۔ اس طرح اگر اس کا مطلب نہ نکلے تو عبادت و دوستی بھی نہ رہے گی نعوذ باللہ من ذالک۔

تسخیر لطیفۂ قالبی:

خلوت نشینی کے آداب کا جب اِس انداز سے حق ادا ہو جائے تو عناصر، طبائع اور نباتی، بہیمی، سبعی اور شیطانی نفوس سالک کے کنٹرول میں آجاتے ہیں۔

لطیفۂ قالبی کے اِس مقام پر سالک کو جن آداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہیں کہ

(۱) وہ ان قُویٰ اور نفوس کے مسخر ہونے کو ہرگز نہ دیکھے تب اس پر لطیف و کثیف میں فرق اور ادنیٰ مرتبہ سے اعلیٰ مرتبہ تک پہنچانے کا راز کھل جائیگا۔

(۲) قویٰ ونفوس کے مسخر ہونے پر انہیں خوش آمد کی نظر سے نہ دیکھے۔

(۳) ان قویٰ ونفوس کی قوت کو عملاً فعل میں لانے کے درپے ہرگز نہ ہو۔ ورنہ لطیفۂ انفسی سے محروم رہے گا۔

تسخیر لطیفۂ انفسی:

لطیفۂ انفسی کی تسخیر انہی آٹھوں شرطوں کی رعایت سے ہی ہوسکتی ہے نیز

(۱) دورانِ خلوت نشینی اُس کا نفس سراً وجہراً فانی لذتوں کی مشغولیت سے خالی ہو۔

(۲) اُس کا وضو غفلت کی نیند سے دور ہونا ہے۔

(۳) اُس کا روزہ خواہشات سے پاک ہو جانا ہے.

(۴) اُس کی خاموشی بکواسات اور فضولیات سے خالی ہو جانا ہے.

(۵) اُس کا ذکر سستی اور فتور سے دور ہو.

(۶) اُس کے خیالات مالوفات و مستحسنات کے تصور سے پاک ہوں.

(۷) تمام احوال میں شیخ سے رابطہ حاضر فی الذہن ہو.

(۸) اللہ تعالیٰ کے غیبی امور پر اُس کا کوئی اعتراض نہ ہو جس طرح شہادی امور میں اس کا کوئی اعتراض نہ تھا.

جب خلوت نشینی کا یہ حق ادا ہو گا تب افلاک، سیارگان، کرسی اور عرش کے نفوس اُس کے تابع فرمان ہو جاتے ہیں. وہ اپنے آپ کو اُن سے بالاتر دیکھے گا. اور اُن میں جو بھی تصرف کرنا چاہے، کر سکے گا مثلاً

اُن پر جانا، سیاروں کے نور کو سلب کرنا، اُن سب کو نگل لینا، اُن کو گردش سے باز رکھنا وغیرہ وغیرہ.

ہاں، اِن تصرفات کے تذکرہ سے منکرین کے انکار میں ہی اضافہ ہوگا.

تسخیر لطیفۂ قلبی:

لطیفۂ نفسی کی تسخیر کا ادب یہ ہے کہ یہاں پیش آنے والے حالات کو خوش آمد کی نگاہ سے نہ دیکھے بلکہ لطیفہ قلبی کی تسخیر میں مشغول ہو جائے. اس کی تسخیر بھی اپنی شروط ثمانیہ کی رعایت سے ممکن ہے. چاہیئے کہ اس مقام پر،

(۱) اُس کی خلوت نشینی میں اُس کا دل جنت کی ہمیشہ رہنے والی صورتوں کو حسین

سمجھنے سے خالی ہو.

(۲) اُس کا وضو جنت کے نرم نرم سدا جواں حور وغلمان کو چھو کر بھی نہ ٹوٹے.

(۳) خیالات وخطرات کے آنے سے اُس کے دل کا ''روزہ'' ہو.

(۴) رفیع الشان واقعات کے بیان سے اُس کو ''دوام صمت'' حاصل ہو.

(۵) مالک الارض والسمٰوات کی بارگاہ میں اُس کا ''مسلسل ذکر'' ہو.

(۶) اُس کی ''نفی'' جنت کی نعمتوں کی نفی پر مشتمل ہو.

(۷) اُس کا ''قلبی رابطہ'' وارادات غیبی کے نزول کے وقت مرشد کی روحانی ہمت سے مدد لینے پر قائم ہو.

(۸) اور اُس کا ''ترک اعتراض'' تمام حالات میں حق تعالیٰ کے لطف وقہر کی دونوں انگلیوں کے درمیان اپنے دل کے الٹنے پلٹنے کے دوران اپنے آپ کو مردے کی مانند رکھنے سے عبارت ہو.

مذکورہ طریقہ پر ان شروط ثمانیہ کی رعایت سے جنات عدن اور اُن کی نعمتیں، سالک کے لیے مسخر ہو جاتی ہیں. اور جن حالات کا سعداء ومتقین کے حق میں آسمانی کتابوں میں پڑھا اور سنا ہے، وہ دیکھنے میں آجاتے ہیں. یہاں تک کہ سالک جس کسی کو چاہے جنت کی راہ دکھا سکتا ہے اور سارے اُس کے مطیع وفرمان بردار ہو جاتے ہیں.

تسخیر لطیفہ سرّی:

اِس مقام کا ادب یہ ہے کہ اپنی ہمت کو سرنگوں ہونے سے محفوظ رکھے. آنکھ کو کور نگاہی سے اور قدموں کی بے راہروی سے حفاظت کرے تاکہ تجھے لطیفہ سری کی تسخیر

ہو سکے.

جان لے، لطیفۂ سری کی تسخیر بھی انہی آٹھوں شرطوں کی رعایت سے ہی ہو سکتی ہے:

چنانچہ سالک کی خلوت صور معقولہ سے.

اُس کا وضو کرامات کی مباشرت سے.

اُس کا روزہ مشاہدات کی تائیدات سے.

اُس کی خاموشی شطحیات کی تحریر، اور غلبہ حال والوں پر طاری ہونے والے حالات کی تقریر سے.

اُس کا ذکر، فانی پیکروں میں سدا باقی رہنے والے چہروں کے مشاہدے سے پاک ہو.

اُس کی نفی، واردات غیبی کی گردن میں ارادت شیخ کی حبل المتین ڈالنے سے عبارت ہو. اور اُس کا ترکِ اعتراض طرح طرح کی بلاؤں کا اُس کی آزمائش کی خاطر آتے وقت اُس کا راحتوں کو کلی طور پر الوداع کہہ دینا ہو. کیونکہ سخت تر بلائیں انبیاء اور اولیاء پر آتی ہیں.

جب اِس طریقہ پر خلوت اختتام پذیر ہو جائے تو نفوس ملکیہ اُس کے لیے رام ہو جاتے ہیں. علوم لدنی کا حصول ہوتا ہے. حکمت کی ایمانی باتیں القاء ہوتی ہیں. اور نورانی صورتوں کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے.

اِس مقام پر سالک کا یہ ادب ہونا چاہئے کہ اس علم و حکمت میں سے توشۂ راہ کی طرح ناگزیر باتوں کے علاوہ کسی چیز کا اظہار نہ کرے تاکہ اسے لطیفۂ روحی کی

تسخیر ہو سکے.

لطیفہ روحی کی تسخیر:

لطیفہ روحی کی تسخیر بھی اُنہی آٹھ شرطوں کی رعایت کے بغیر ممکن نہیں ہے. اِس مقام پر اُس کی:

خلوت نشینی ایسی ہو کہ وہ ذات رفیع الدرجات کا راز دار بنی رہے.

اُس کا وضو، آیات بینات کے ملامسہ شواہد سے، اُس کا روزہ، تجلیات کے مشروبات سے، اُس کی خاموشی، عالم ارواح میں پیش آنے والے واقعات کے دوران سنائی دینے والے نغموں سے، اُس کا تسلسل نہ ٹوٹنے والا ذکر، تمام حرکات وسکنات میں عالم سرّ و خفیات کا مشاہدہ کرنا ہوتا ہے.

اُس کی نفی، ان حالات و واقعات کی تصحیح کے لیے پیش کئے جانے والے دلائل و براہین کی نفی ہوتی ہے. اُس کا رابطہ شیخ غیبی امور میں واقعات کی تعبیر اور مشاہدات کی تمیز شیخ کی روحانیت کی قوت سے استفادہ کرنا ہوتا ہے. اور اُس کا ترکِ اعتراض، ہر طرح کے کمالات سے ہاتھ اُٹھانے اور جھاڑنے سے عبارت ہے.

اِس مقام پر پہنچنے کے بعد بدنِ عنصری کا لباس مناسب حد تک اُتر جاتا ہے.

ارواحِ طیبہ اُس کے آگے سر بسجود ہوتی ہیں اور روح احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس پر تجلی ہو جاتی ہے.

اِس مقام کا ادب یہ ہے کہ کرامات عیانی و بیانی کی طرف بالکل التفات نہ کرے تا کہ اُسے لطیفہ خفیہ کی تسخیر کی توفیق حاصل ہو جائے.

لطیفہ خفی کی تسخیر

لطیفہ خفیہ کا مدار، اِن شرائط ثمانیہ کی رعایت پر ہے. اِس مقام پر سالک:

(۱) روحانیات سے خلوت گزینی

(۲) قدسی صورتوں کے معانقہ سے وضو

(۳) ترک خواہشات کا روزہ

(۴) ادنیٰ معارف سے خاموشی

(۵) فاطر السموات و مبدع المبدعات کی جانب توجہ، غروب و فانی ہونے والوں سے برات اور اور ممکنات سے اعراض کا ذکر

(۶) دقایق موجودات کو چھوڑ دینے کی نفی

(۷) عالم جبروت میں شیخ کی دقیقۂ ولایت سے تمسک کا ربط

(۸) اور ناسوتیات و ملکوتیات کے عوالم میں مسخر لطائف میں سے ہر ہر لطیفہ سے متعلق امور کی طمع کو نکال پھینکنے پر مشتمل ''ترک'' ہو تو وہ اِس مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے کہ وہ مقام محو و اثبات میں قدم صدق و ثبات کا مالک بن جاتا ہے.

کتابت قلم کا مشاہدہ:

اللہ تعالیٰ کے علمِ قدیم کے موافق، عدم نسبتی سے وجودِ حادث کے اظہار کے راز سے آگاہ ہو جاتا ہے اور سالک حق تعالیٰ کے لطف و قہر کا مظہر قرار پاتا ہے.

جب سالک کو اِس لطیفہ کی تسخیر کا شرف حاصل ہو جائے اور وہ قامتِ حبیب

کے قلم کی تجلیات کے زیور سے آراستہ ہو جائے تب اُس پر اِس مقام کے مخصوص آداب کی بجا آوری واجب ہو جاتی ہے۔ اِن آداب میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱) اپنے آپ کو ایک ذرے سے بھی حقیر تر سمجھے۔

(۲) نصیحت کو کبھی نظر انداز نہ کرے۔

(۳) ہمیشہ خلوص وللٰہیت کو ملحوظ خاطر رکھے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کے امر محکم کی پاسداری کرے۔

اِن آداب کی بجا آوری سے اُسے وجودِ مقید اور وجودِ مطلق کے اسرار سے آگاہی ملے گی۔ حق تعالیٰ کے وجود سے ہی اُس کی توجہ وابستہ ہوگی۔ اور لطیفۂ حقیہ کی تسخیر میں وہ مشغول ہو سکے گا۔

لطیفۂ حقیہ کی تسخیر:

جب لطیفہ حقیہ مسخر ہوتا ہے تو حسب فرمان مشائخ کرام:

كُلُّ الصَّيْدِ فِيْ جَوْفِ الْفَرَا "یعنی ہر چیز سالک کے ہاتھ آتی ہے لیکن اس کا اپنا کوئی ہاتھ نہیں ہوتا"۔ اب اُس کی

خلوت قدسیات سے،

وضو صورِ تجلیات کو چھونے سے،

روزہ جبروتی مشروبات اور تمام ذوقی تائید سے،

ذکر تمام موجودات میں حلول واتحاد کے شبہ کے بغیر ذات واجب الوجود کے وجدان سے،

نفی   اپنے اور کائنات کے وجود کی نفی سے عبارت ہے۔

رابطہ: ہمیشہ شیخ کی حبل المتین کو تھامے رکھنے سے عبارت ہے کہ ہمتِ شیخ کی حبل المتین ہی تو ہے جو صفاتِ ذاتیہ کے حقائق سے متصل ہے۔

ترک: مقاماتِ عالیہ کو عبور کرتے اور درجاتِ رافعیہ پر عروج کرتے وقت جو کچھ حاصل ہوا ہے، اُن کے ترک کرنے اور اُس قبلۂ ذات کی طرف رُخ کرنا جو جسمانی و روحانی قرب و بُعد سے منزہ، تمام جہان کے صوری و معنوی وصل و فصل سے پاک اور غیبیات و شہادیات میں جہال، مشرکین اور کافرین جو اِس کا وصف بیان کر تے ہیں اُن سے وہ برتر ہے۔

اہل سعادت کی خلوت نشینی:

جس جس سعادت مند کو ایسی خلوت نشینی کی توفیق ہو جائے تو:

اُس کی خلوت: خلق خدا کے مابین ہوتی ہے۔

اُس کا وضو: دن رات میں روشنی کا ذریعہ ہے۔

اُس کا ذکر: صورت و معنی میں حق تعالیٰ کی ثنا ہے۔

اُس کی نفی: آفاق و انفس میں حصول صفا ہے۔

اُس کا ربط: محبت اور محبوبیت کی وفا سے عبارت ہے۔ اور

اُس کا ترک: عبودیت اور ربوبیت کے مابین موجود حیا ہے۔

ایسا نیک بخت انسان خلاصۂ کائنات ہوا کرتا ہے، مُردہ دلوں کو حیات دینے والا ہے۔ بنجر نفسوں کا دارا و سکندر ہے۔

وہ ایسا صوفی ہے جس کی صحبت سے آلائشیں پاک وصاف ہوتی ہیں.
وہ خود کبھی بشری آلائشوں سے آلودہ نہیں ہوتا.

معتکفین کی خدمت:

درویش کا پہلا سال

اے برادر عزیز! تو نے اخوت فی اللہ کے مقدس رشتے کے ہونے کے باوجود اِس بیدل و بیچارہ کے دل میں شفقتِ فرزندی کا رابطہ مضبوط کرلیا ہے (لہذا تجھے یہ نصیحت ہے کہ) جب تک تو درویش کو خدمت پر مامور کر کے اُس کا نفس پائمال اور اُس کی ہوا وہوس مغلوب نہ کردو، تب تک اُس کو ذکر کی تلقین نہ کرنا، کیونکہ ذکر بیج اور باطنِ ذاکر زمین کی حیثیت رکھتا ہے. زمین جب تک قابل کاشت نہ ہوجائے اُس میں تخم ریزی کرنا کوئی فائدہ نہیں دیتا بلکہ بیج بھی ضائع ہوجاتا ہے.

درویش کا دوسرا سال

تمہیں چاہیئے کہ دوسرے سال جب درویش میں پوری صلاحیت آجائے تب اُس کی صبح وشام کے اوقات کو ذکر سے معمور کرو جبکہ باقی اوقات میں اسے معتکفین کی خدمت پر لگائے رکھو.

خیال رہے کہ وہ خدمت سے متعلق کسی کام سے خانقاہ سے باہر نہ جائے. خانقاہ ہی کے مجاورین کی طرح خانقاہ میں رہا کرے. اگر کسی درویش میں کامل صلاحیت پیدا ہوجائے اور اُس پر وقت کو غلبہ حاصل ہوجائے تو آتے ہی خدمتِ شیخ میں مشغول ہوکر راہ سلوک میں پیش قدمی کرتا جائے تو دوسروں کو اُس پر قیاس نہ کیا جائے. کیونکہ

صاحبِ تجربہ کامل و مکمل بزرگوں کا فرمان ہے:

لَا حُکْمَ عَلَی النَّادِرِ. ''شاذ و نادر پہ کوئی حکم نہیں لگایا جاتا''.

درویش کا تیسرا سال

دوسرے سال کے بعد اگر خلوت نشینی اور شرائط ثمانیہ کی رعایت کی استعداد کما حقہٗ درویش کے اندر نظر آئے اور حق تعالیٰ یا روحِ نبی یا روحِ ولی یا اُس کے اپنے دل کی طرف سے بشرطیکہ اُس کا تصفیہ ہو چکا ہو، اشارہ ہو، خلوت میں بٹھانے میں اُس کی رضامندی کا اظہار ہو، اور اُس کے کمال تک پہنچنے کا عندیہ ملے، تب اُسے اعتکاف میں بٹھالے.

تمام امور بالخصوص کھانے پینے کے معاملے میں افراط و تفریط میں پڑنے سے اُس کی نگرانی کرے، پیش آمدہ واقعات کی تعبیر بتانے میں پوری احتیاط برتے. اُس سے مشاہدات سننے کے دوران پوری توجہ دے تاکہ صورتِ واقعہ کا عالمِ غیب میں مشاہدہ کیا جا سکے. اگر واقعہ کے بیان میں کمی و بیشی واقع ہو جائے تو نہ صرف تعبیر بتانے سے گریز کرے بلکہ اُس کی تنبیہ بھی ہو، تاکہ آئندہ واقعات بتانے میں وہ اپنی طرف سے کمی و بیشی نہ کرے.

واقعات میں کمی و بیشی کرنے سے آئینہ مدرکۂ قلب، کجی والی صورتوں کو انحراف کی وجہ سے قبول نہیں کرتا اور اُس کے بدن مکتسب کی صورت کا ذہن لغو اور فضولیات میں مبتلا ہو جاتا ہے. یقین جانئے کہ انسان کے اخلاق میں جھوٹ سے بڑھ کر کوئی بُرا اخلاق نہیں ہے. جھوٹ برے اخلاق کا سردار ہے. اِسی طرح اچھے اخلاق کا سردار سچائی ہے. کلمہ صدق کا سردار لا الہ الا اللہ ہے جبکہ کلمہ کذب کا سردار خدا تعالیٰ کے ساتھ

کفر و شرک کرنا ہے.

واقعات کی تعبیر:

عالم غیب میں پیش آنے والے واقعہ کی تعبیر ہر لطیفہ کے اعتبار سے مختلف ہوا کرتی ہے اور سالکین کی استعداد کے تفاوت سے تعبیر بھی مختلف ہوتی ہے. اِس لیے ضروری ہے کہ اُن حقائق سے غافل نہ ہو، تا کہ مرید زیورِ کمال سے عاری نہ ہو.

مثلاً اگر کسی سالک نے واقعہ میں کوئی آگ دیکھی تو اس سے پوچھا جائے کہ اُس کا رنگ کیا تھا؟ اُس کی جہت کیا تھی؟ اُس کے اُٹھنے کی رفتار کیا تھی؟

اگر اُس آگ کے اوپر دھواں کا غلبہ ہو تو وہ آگ اِس بات کی نشانی ہے کہ اُس نے کھانا زیادہ کھایا ہے. لہذا سالک کو آئندہ زیادہ کھانے سے منع کیا جائے.

اگر وہ آگ زمین پر پھیل گئی ہے، بڑی مشکل سے وہ آگ اوپر اُٹھتی ہے اور اُس پر خونِ جگر کی مانند سرخ قطرے پڑے ہوئے ہیں تو وہ شیطانی آگ ہے.

اگر اُس آگ میں دھواں نہ ہو، وہ آگ تیز تیز اوپر کی جانب اٹھتی ہو اور اُس سے نورانی شعلے اُٹھ رہے ہوں تو وہ آگ، آتشِ ذکر ہے.

اگر وہ آگ فیروزے کی رنگت کی حامل ہے تو وہ آتشِ عشق ہے.

اگر وہ سونے کے رنگ کی ہے جو آنکھ کو بہت بھائے اور وہ آگ محدود ہے تو وہ آتشِ دل ہے.

اگر وہ آگ لامحدود ہے اور حدِ نگاہ رکتی نہیں، تو وہ آتشِ مبارکہ کہلاتی ہے.

اور اگر اِس آگ کے سفید سفید نورانی شعلے ہوں تو وہ آتشِ ولایت ہے.

اِن کے علاوہ بھی آگ کی بہت سی صورتیں ہیں. مثلاً شمع، قندیل، مشعل، چراغ، انگارے.

ہر ایک کی تعبیر الگ الگ ہے غیب کے ہر عالم کے مناسب ہر لطیفہ کی الگ الگ تعبیر ہے.

اضغاث احلام کا کوئی وجود نہیں:

اِس عاجز و بیچارہ کے نزدیک پریشان خوابوں کا کوئی وجود نہیں. اِس لیے چاہیے کہ خواب کے متعلق اُس کے بیان کنندہ سے اُس کی کیفیت اور دورانِ مشاہدہ اپنے وجدان کے مطابق پوچھ لے اور اُس کی تعبیر حق تعالیٰ سے حاصل کرے. تعبیر رویاء کا علم اُن علومِ شریفہ میں سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر احسان رکھا ہے. چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا حال بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ﴾ ''اور تو نے مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم سکھایا.''

اِس عاجز و ناتواں کے نزدیک اضغاثِ احلام کا کوئی وجود نہیں ہے کیونکہ میں نے غیب و شہادت میں کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس کی کوئی حکمت نہ ہو. حقیقت یہ ہے کہ بعض لوگ علمِ تعبیر رویاء میں درجہ کمال کو نہیں پہنچ پاتے تو جس خواب کی تعبیر وہ نہ جان سکیں، اُسے اضغاث احلام یعنی پریشان خواب کہہ دیتے ہیں. چنانچہ حق تعالیٰ نے ناقص معبرین کا حال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ قَالُوٓا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ ﴾

''وہ بولے: یہ تو پریشان خواب ہیں، ہم ایسے خوابوں کی تعبیر جاننے والے نہیں ہیں''

اور جب یہی خواب حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے بیان ہوا تو آپؑ نے اُس کی تعبیر بتادی اور جو صورت آپؑ نے بتادی تھی بعد میں واقعات بھی اُسی کے مطابق رونما ہوئے.

ہر واقعہ کی تعبیر کے دو رُخ:

(جان لے) کہ ہر واقعہ کی ایک خاص حکمت ہوتی ہے. جس کا تعلق دیکھنے والے کے وجود سے ہوتا ہے اور ایک عام حکمت ہے جس کا تعلق عالم خارج سے ہے. سالک کا واسطہ صرف حکمت خاص سے ہے کیونکہ اُسی سے اُس کو اپنے سلوک و ارادت کے کمال و نقصان اور قوت وضعف کی اطلاع ملتی ہے. سالک کو چاہیئے کہ اُس واقعہ کا اثر خارجی دنیا میں ظاہر ہو یا نہ ہو، اُس کی جانب دھیان ہی نہ دے.

جب عالم غیب کی سیر سے واسطہ پڑتا ہے تو پوری احتیاط کرنا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ اِس سیر کے دوران حق تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت میں قدم پھسل جانے کا خدشہ رہتا ہے. اگر نعوذ باللہ اُس میں کوئی خطا سرزد ہو جائے تو خسرانِ عظیم اور غبنِ فاحش کا شکار ہو جاتا ہے. اور اگر اُس غلطی پر دنیا سے چلا جائے تو اُخروی عالم میں اُس کا بدنِ مکتسب عذاب میں مبتلا ہو جائے گا. اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے ناپختہ اعتقاد سے اپنی پناہ میں رکھے جو حقیقت کے مطابق نہ ہو.

اجسامِ عنصریہ میں مخفی لطائف امریہ کا کسب کرنے والا، بدن مکتسب علت جنسیت کی بناء پر نفس ناطقہ کے فیض کو اپنے اندر جذب کرتا ہے اور بدنِ خاکی کے

خراب ہونے کے بعد یہ بدن اُسی فیض کو لیے ہوئے ہوتا ہے.

فیوض الٰہی کے نزول وعروج:

اے بھائی! جو بیٹے کی صفت کا حامل ہے! تو خوب مجاہدہ کر، تاکہ تو فیوضِ الٰہی کے تنزلات کی حقیقتِ ترتیب تک پہنچ سکے. کہ فیوض الٰہی کے تنزلات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

﴿ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ إِلَى الْأَرْضِ ﴾ ''یعنی آسمان الٰہی سے زمین امکان تک نزول کرنے والے امر کی تدبیر وہی اللہ کرتا ہے''.

پھر اِس کے بعد تو فیوضِ الٰہی کے عروج کی کیفیت سے بھی مطلع ہو جائے گا. فرمان الٰہی ہے: ﴿ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ ﴾ ''پھر (وہ امر) اُسی کی طرف اوپر جاتا ہے''. اسی سے عبارت ہے. یہاں تک کہ تجھے اُس چیز کا راز معلوم ہو جائے گا جس کا تو نے غیبی واقعات میں مشاہدہ کیا ہے پھر تو ہر بات دیکھ کر اور جان کر کرے گا. کیونکہ:

(دنیا میں چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں)

ا- بعض لوگ وہ ہیں جو بات کرتے ہیں لیکن انہوں نے نہ دیکھا ہے اور نہ سمجھا ہے.

ب- بعض وہ ہیں جو جان کر تو بات کرتے ہیں لیکن انہوں نے دیکھا نہیں ہے.

ج- بعض وہ ہیں جو دیکھ کر بات تو کرتے ہیں لیکن وہ جانتے نہیں ہے.

د- اور بعض وہ ہیں جو بات کرتے ہیں تو وہ دیکھتے بھی ہیں اور جانتے بھی. اور یہی خلق خدا میں کامل ترین لوگ ہیں.

میری دعا ہے کہ حق تعالیٰ اِس بیٹے جیسے بھائی کو اُسی آخری گروہ میں سے کر

دے اور خلق خدا کو اِس سے پورا پورا مستفیض کر دے (آمین).

مجھے یقین ہے کہ میری یہ دعا شرفِ قبولیت سے مقرون ہے کیونکہ میں نے اپنے پیر و مرشد (حضرت شیخ عبدالرحمٰن اسفرائنی، اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کو، ہمارے اور حوادثِ زمانہ کے درمیان آڑ بنائے) کو بارہا آپ کی تعریف کرتے ہوئے سنا اور آپ کے دہانِ درفشاں پر یہ جملہ جاری ہوا: من ھر گز از او نرنجیدہ ام میں کبھی اُس سے ناراض نہیں ہوا.

پیر و مرشد کی رضا کی برکت ہمیشہ ہمارے اور آپ کے شامل حال رہے (آمین).

معرفت حق تعالیٰ کے مدارج

آمدیم برسر مطلب، تجھے معلوم ہو کہ 'بطن عمآء'' میں جس کی طرف ((كُنْتُ كَنْزاً مَّخْفِياً)) ''میں ایک مخفی خزانہ تھا'' (حدیث قدسی) کا اشارہ ہے حق تعالیٰ کی معرفت، نقطۂ ذاتی کے سوا حاصل نہیں ہوسکتی. اِس نقطۂ ذاتی کی معرفت کی بناء پر ہم حق تعالیٰ کے واجب الوجود ہونے کا اقرار کرتے ہیں.

جب اُس نے ((فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ)) 'میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں'' فرمایا تو ہم نے اُسے نقطہ احدی حی، سمیع، بصیر، متکلم سے پہچانا جو اُس کے اسمائے صفات ہیں. اور جب اس نے ((فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ)) ''پس میں نے خلق کو پیدا کیا'' فرمایا تو ہم نے اسے نقطۂ واحدی علیم، مُرید، قدیر، حکیم سے معرفت حاصل کی یہ بھی اُس کے اسمائے صفات ہیں.

عالم کثرت کے اعدادِ ممکنہ نے نقطۂ واحدی کے ہی فیض سے تجلی پائی ہے. اسی علم ،ارادت، قدرت اور حکمت کے فیض تجلی سے قامت محمودی کا قلم جسے صاحب مقام محمود کہتے ہیں، روح احمدی کی دوات، مداد محمدی کا نور اور عقل مصطفوی کی روح ظہور پذیر ہوئے ہیں.

انسانی جسم جسے عالم صغیر بالجثہ اور عالم کبیر بالمعنی ہونے کا شرف حاصل ہے، میں لوح عقل قلب سے عبارت ہے. یہی عالم امکان میں خدا تعالیٰ کی پہلی مخلوق ہے. مقام جوہریت اسی کو حاصل ہے. چنانچہ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

((اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالیٰ الْعَقْلُ)) ''سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جسے پیدا کیا، وہ عقل ہے.''

صورت تطبیق

اِن چاروں میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے مرتبے میں اول مخلوق ہونے کا شرف حاصل ہے.

قلم قامت محمودی کو: مرتبہ نقطگی میں

دوات روح احمدی کو: مرتبہ خطی میں

مداد نور محمدی کو: مرتبہ سطحی میں

لوح عقل مصطفوی کو: مرتبہ جوہری میں

عالم امکان کے حروفِ مفردہ کا الف عقل ہے.

حق تعالیٰ نے اپنے علمِ قدیم سے جس جس چیز کو جانا اور ارادہ ازلی سے چاہا کہ

کس زمانے میں کون سی چیز ظہور پذیر ہوگی؟ اُس چیز کو لوح پر خالص نورانیت کی روشنائی سے لکھ دیا.

اس کے بعد فیضِ اول کو قوت سے فعل میں آنے کا امر کیا، جس کے نتیجہ میں عرش جسے حکماء، نفسِ ناطقہ کہتے ہیں، وجود میں آیا.

تجلی سوم سے جوہر مادہ جس میں قوتِ قابلی ودیعت ہے، نے وجود پایا.

چوتھے امر سے نفس ناطقہ اور مادہ کے ملاپ کے نتیجہ میں جوہر حاصل ہوا.

چنانچہ جسم لوح عقل کا ظل ہے.

مادہ مداد نور کا ظل ہے.

صورت دوات روح کا ظل ہے.

اور نفس قلم قامت کا ظل ہے.

بعض مسلمان متکلمین اور بیشتر حکماء، جوہرِ نفس وصورت اور مادے کے خارجی وجود کے قائل نہیں ہیں. اور وہ قلم، دوات اور مداد کے وجود کو ہی نہیں مانتے، جبکہ لوح کا عالمِ امکان میں تحقیق ناممکن سمجھتے ہیں.

نو افلاک

اِس کے بعد حق تعالیٰ کے فیض امر کی بدولت بیضوی شکلِ والی زمین (آسمان سے) جُدا ہوئی چنانچہ قرآن کریم کی تصریح ہے: ﴿كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا﴾ ”یہ دونوں باہم جُڑے ہوئے تھے ہم نے ان کو الگ کیا.“

اس کے اوپر اور نیچے (کا تصور) نمایاں ہوا.

فلک اول: کرسی کو کہتے ہیں، اِسے فلک اطلس اور فلک الافلاک بھی کہتے ہیں.

فلک دوم: سماءذات البروج ہے، جسے فلک ثوابت بھی کہا جاتا ہے.

فلک سوم: فلک زحل ہے.

فلک چہارم: فلک مشتری ہے.

فلک پنجم: فلک مریخ ہے.

فلک ششم: فلک آفتاب ہے.

فلک ہفتم: فلک زہرہ ہے.

فلک ہشتم: فلک عطارد ہے.

فلک نہم: فلک قمر ہے.

چار کرہ جات:

اِن افلاک کا نفوس وعقول اور حرکات کی بناء پر ایک اچھا نظام بنایا گیا ہے جس کی وجہ سے تدویرات وافعال کی بناء پر افلاک کو آباءعلوی کہتے ہیں. اِن کے بعد (چار کرہ جات ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں)

(۱) کرۂ اثیر، جس سے کرہ آتش عبارت ہے.

(۲) کرۂ ہوا

(۳) کرۂ آب

(۴) کرۂ خاک

کثافتِ مطلق کرۂ خاک کے حصے میں آتی ہے. اس لیے اُس کا رحم افلاک،

انجم، جواہر اور اولیات کے صلب میں ودیعت رکھے ہوئے فیض نطفہ اور دائم الفیض ہستی کی جانب سے فیضاں ہوتے رہنے والے فیوض و برکات کے لیے قابل ہے.

موالید ثلاثہ:

یہ چاروں کرہ جات حرکت افلاک سے متحرک اور آباء علوی کے فعل سے متفعل ہیں. انہی کروں کو ان میں ودیعت رکھی گئی قوت قابلہ کی وجہ سے امہات سفلی کہتے ہیں. آباء کے فعل سے امہات منفعل ہوتی ہیں. اِس کے نتیجہ میں موالید ثلاثہ جنم لیتے اور نشو ونما پاتے ہیں.

مولود اول یعنی معادن:

پہلا مولود، معدن ہے، معدن اجرام فلکی کے اُن فیوض کے عروج سے عبارت ہے جو زمین پر پہنچنے کے بعد جنسِ زمین میں انضمام پائے بغیر اپنے اصل کی طرف عروج کر رہے ہیں مگر اپنے ضعف کی وجہ سے مرکز تک پہنچنے سے قاصر ہیں. اِس لیے مجبوراً اپنی فیضیت و مفرد یت کے مرتبہ سے ہٹ کر قدم ترکیب کے مقام پر رکھا ہے اور عناصر اربعہ کے اجتماع کی وجہ سے یہ مولود اجرام فلکی کے فیوض کے قابل بنا ہے.

اِس مفہوم کو نئے الفاظ کا جامہ اِس بندۂ بیچارہ نے ہی پہنایا ہے. ممکن ہے بعض لوگوں نے یہ عبارت دیگر سنی ہو اور یہ عبارت غیر مانوس ہونے کی وجہ سے مفہوم کے سمجھنے میں دشواری پیش آتی ہو. اُن کو چاہئے کہ غیر مانوس الفاظ کے سننے پر زبان طعن دراز نہ کریں بلکہ کہیں کہ:

نہ ہر چہ ترا نیست کسی را نبود یعنی ایسی بات نہیں کہ جو تجھے حاصل

نہیں کسی اور کو بھی حاصل نہ ہو.

مولود دوم یعنی نباتات:

دوسرا مولود نباتات ہے. فلک الثوابت اور سیارگان کے فیوضِ مغلوبہ کے زمین پر آنے سے اس کا حصول ہوتا ہے.

مولود سوم یعنی حیونات:

تیسرا مولود حیوانات ہیں. سیارات وثوابت کے فیوض غالبہ اور کرسی جسے فلکِ اطلس کہتے ہیں، کے فیوضِ مغلوبہ جب زمین پر پہنچتے ہیں تو اِس تیسرے مولود کا حصول ہوتا ہے.

جنس حیوان کا نوع کامل انسان ہے. جسے خاتم الموالید، معارف اسماء وصفات اور ذات کی امانت کا حامل اور حق تعالیٰ کی خلافت کا مستحق ہونے کا شرف حاصل ہے. عالم لاہوت، جبروت اور ملکوت سے پے درپے آنے والے فیوض، عالم ناسوت کے آباء وامہات میں پوشیدہ لطائف اور لطائف سبعہ میں ودیعت رکھے گئے حقائق کی برکت سے انسان عروج پاتا ہوا اپنے اصل کی طرف رجوع کرتا ہے. یہاں تک کہ وہ اپنی اصل تک رسائی حاصل کر لیتا ہے اور ابد الآباد کی لذاتِ دائمہ سے محظوظ ہو جاتا ہے.

لطیفہ ٔ قالبی کا حصول:

لطیفہ ٔ قالبی وہ لطیفہ ہے، جس کی وجہ سے انسان جنس حیوان سے ممتاز ہو جاتا ہے اور یہ بدن عنصری کے خراب ہونے کے بعد بھی باقی رہتا ہے. زمین پر آئے

ہوئے کرسی کے فیوضِ غالبہ اور عرش کے فیوض مغلوبہ سے لطیفہ قالبی کا حصول ہوتا ہے.

صاحب لطیفۂ قالبی کو ہم انسانِ آفاقی کہتے ہیں. یہ لوگ شمال اور جنوب کے افق پر ہوتے ہیں. اور کتاب وحکمت کے زیور سے عاری ہوتے ہیں.

لطیفۂ نفسی کا حصول:

لطیفۂ نفسی کی وجہ سے صاحب لطیفہ، انسانِ آفاقی سے ممتاز ہوتا ہے، اور وہ سیاست، طہارت اور عبادت کے امور کی انجام دہی اپنے ذمہ واجب جانتا ہے.

اُس کا بدنِ باقی خوارک کی ظلمات سے وافر حصہ پاتا ہے. اُس کا عقیدۂ جازمہ، حقیقت سے دور ہوتا ہے اِس لیے اُس پر کفر کا اطلاق ہوتا ہے.

یہ لطیفہ زمین تک آئے ہوئے عرش کے فیوضِ غالبہ اور لوح کے فیوضِ مغلوبہ سے حاصل ہوتا ہے.

اِن دونوں لطیفوں میں دوسرے فیوض بھی شامل ہوتے ہیں مگر وہ فیوض، ترابِ طبیعت کے پاؤں تلے روند دیئے جاتے ہیں. آیت کریمہ ہے: ﴿ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ﴾ "جس نے اسے پامال کیا وہ نامراد رہا." کا اشارہ اسی جانب ہے.

لطیفۂ قلبی کا حصول:

(۱) صاحب لطیفۂ قلبی دائرہ اسلام میں قدم رنجا ہوتا ہے.

(۲) اُس کا بدنِ مکتسب، ظلمتِ طبیعت سے آزاد ہو چکا ہوتا ہے.

(۳) اور نورِ ایمان کے رنگ میں رنگا جاتا ہے.

یہ لطیفہ زمین تک پہنچے ہوئے جواہر کے فیوضِ غالبہ اور مدادِ نوری و دواتِ روحی

کے فیوضِ مغلوبہ سے حاصل ہوتا ہے.

لطیفۂ سرّی کا حصول:

(۱) صاحبِ لطیفۂ سری، ایمانِ کامل کے نور سے آراستہ ہوتا ہے.

(۲) اس کا بدنِ مکتسب رنگارنگی سے منزہ ہوتا ہے.

یہ لطیفہ جواہریات اور مدادِ نوری کے فیوضِ غالبہ اور دواتِ روحی کے فیوضِ مغلوبہ سے حاصل ہوتے ہیں. جو زمین تک رسائی پا چکے ہیں.

لطیفۂ روحی کا حصول:

صاحبِ لطیفۂ روحی کا قدم مقامِ احسان پر استوار ہوتا ہے اور وہ اولیاء اللہ کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے. اِس لطیفہ کا حصول زمین پر آئے ہوئے جوہریات، مدادِ نوری اور دواتِ روحی کے فیوضِ غالبہ اور قلمِ خفی کے فیوضِ مغلوبہ سے حاصل ہوتا ہے.

لطیفۂ خفی کا حصول:

اِس لطیفہ کی وجہ سے صاحبِ لطیفہ، دائرۂ نبوت میں قدم رکھتا ہے اور وہ ولی سے ممتاز حیثیت حاصل کر لیتا ہے.

اِس کا حصول جوہریات و اولیات کے اُن فیوضِ غالبہ اور مدادِ نوری کے فیوض مغلوبہ سے ہوتا ہے جو روئے زمین تک پہنچے ہیں.

لطیفہ حقی کا حصول:

صاحبِ لطیفۂ حقیہ کے تین درجے ہیں.

۱ مبتدی

ب متوسط

ج منتہی

ا-مبتدی:

لطیفہ حقی کی ابتداء تک رسائی پانے والے کو مبتدی کہتے ہیں. یہی انسان، مرسلِ الیہ یعنی مقام رسالت پر فائز ہونے کا سزاوار ہوتا ہے.

اِس مقام کا حصول، جوہریات و اولیات کے فیوضِ غالبہ، نقطۂ واحدی کے آغاز سے زمین کی طرف آنے والے فیض اور نقطۂ واحدی کے وسط سے زمین پر فیضان ہونے والے حیاتِ طیبہ کے فیوض مغلوبہ سے ہوتا ہے. لطیفۂ حقیہ کے اِس مقام تک رسائی پانے والے کو "مبتدی" کہتے ہیں.

ب-متوسط:

لطیفۂ حقیہ کے وسط مقام کو رسائی پانے والے کو ہم اولوالعزم کہتے ہیں. اِس درجے کا حصول زمین پر پہنچنے والے

(ا) جوہریات واولیات کے فیوض غالبہ.

(ب) ازراہ اصالت نقطۂ واحدی کے آغاز سے ہونے والے فیض.

(ج) ازراہ خلافت نقطہ احدی، نقطۂ واحدی کے وسط سے فائض ہونے ولی حیات طیبہ.

(د) اور ازراہِ نیابت نقطۂ ذاتی، نقطۂ واحدی کے آخر سے فیضاں ہونے والے وجود کے فیض مغلوب سے ہوتا ہے،

لطیفۂ حقیہ کے اس مقام کو پہنچنے والے متوسط کہتے ہیں.

ج-منتہی:

لطیفۂ خفیہ کی انتہاء تک رسائی پانے والے انسان کی چشمِ کائنات میں حیثیت، ایسی ہے جیسے انسان کی آنکھ کی پتلی ہو، یہی ہستی خاتم النبین ہے.

اِس درجے کا حصول زمیں پر پہنچنے والے

(ا) جوہریات واولیات کے فیوض معتدلہ

(ب) نقطۂ واحدی کے آغاز سے ازراہ اصالت آنے والے نور

(ج) نقطۂ احدی سے ازراہ خلافت، نقطۂ واحدی کے وسط سے ملنے والی حیات طیبہ

(د) اور نقطۂ ذاتی کی نہایت میں نقطۂ واحدی کے آخر سے فیضاں ہونے والے وجود حقیقی سے ہوتا ہے.

کائنات کی تخلیق کا مقصد اسی صاحب مقام کا وجود مبارک ہے جو لطیفہ خفیہ کے آخری درجے پر فائز ہے. آپ ہی کا دین باقی تمام ادیان کے لیے ناسخ ہے. کیونکہ اسی میں ہر طرح کا کمال موجود ہے. کہ اگر دنیا کے سارے عقلاء اور حکماء مل کر آپ کے دین میں کسی کمی وبیشی کی کوشش کریں تو اُن کے لیے اِس کی گنجائش نہیں ہوگی. کیونکہ کمال پر اضافہ کرنا باعث نقص اور کمال میں سے کمی کرنا اصل عمارت کو ڈھادینے کے مترادف ہے.

تجلیات کی اقسام:

یقین جانیے کہ بنی آدم کے ہر ہر فرد میں یہ فیوض ہیں لیکن انتہائی ضعف و

کمزوری کی وجہ سے طبیعت کی مٹی میں پوشیدہ ہیں. اگر کوئی طالب حق اِس بات کا خواہاں ہے کہ طبیعت کی مٹی سے آفتاب فیض کو رہائی دے تاکہ وہ وجودِ انسانی کے درخت سے معرفت کے پھول چن لے اوراس کی خوشبواس کے ساتھی سونگھ لیں تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ

(۱) افراد کی تربیت کو نظر انداز نہ کرے اور کردار سازی میں افراط وتفریط دونوں سے دور رہے.

(۲) پسندیدہ تواضع اختیار کی جائے جو کہ چاپلوسی اور تکبر سے ظاہری و باطنی طور پر پاک وصاف ہونے سے عبارت ہے.

(۳) جو دوست اُس کا کہنا مانتے ہیں اُن کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کرے.

(۴) اُس کا دل تواضع شعار ہو.

(۵) سب لوگوں کو اپنے سے بہتر جانے.

(۶) ظاہر میں راہِ حق کی طرف لوگوں کا پیار اور نرمی کے ساتھ رہنمائی کرے.

(۷) ہر کسی سے اُس کی استعداد اور ارادت کی قوت وضعف کو مدنظر رکھ کر مودبانہ انداز میں گفتگو کرے. چنانچہ اہل دل فرماتے ہیں:

ھر کسی را جام درخورش دہ
از سوختہ فرق کن تران را

گر قطرہ رسد بہ بی دلان می
دریا ھا دہ دلاوران را

''ہر کسی کو اس کی استعداد کے مطابق جام مے پلا جلے دل اور تر دلوں میں فرق کیا کر۔''

''اگر مردہ دل لوگوں کو شراب کا ایک قطرہ ملتا ہے تو زندہ دل لوگوں کے لیے شراب عشق کا دریا بہادے۔''

تجلیات کی اقسام:

جب (سالک) شرف تجلیات سے مشرف ہو جائے تو وصول بہ کمال کا خیال باندھنے سے اُس کی حفاظت کرنی چاہیئے اور اس سے کہا جائے کہ وصول کمال کی ابتداء ہے انتہا نہیں ہے. کیونکہ معارف الٰہیہ غیر متناہی ہیں.

(تجلیات کی چار قسمیں ہیں)

۱. تجلیاتِ آثاری جنہیں اِس حقیر نے تجلیاتِ صوری کا نام دیا ہے.

۲. تجلیات افعالی جنہیں تجلیاتِ نوری کہا ہے.

۳. تجلیاتِ صفاتی جن کا تجلیاتِ معنوی نام رکھا ہے.

۴. تجلیاتِ ذاتی جن کو تجلیاتِ ذوقی کہا ہے.

حق تعالیٰ کی تجلیات کی کوئی حد نہیں ہے. حتیٰ کہ عناصر میں بھی اللہ تعالیٰ کی تجلی ہوتی ہے جیسے کہ قرآن مجید کی صراحت موجود ہے: ﴿فَلَمَّآ اَتٰـھَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی! اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا﴾ ''جب موسیٰ اس (آگ) کے پاس آیا تو ندا آئی اے موسیٰ! میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے.''

حق تعالیٰ کی تجلی موالید میں بھی ہوتی ہے چنانچہ حق تعالیٰ اِس حقیقت کی یوں خبر

دیتا ہے: ﴿مِنَ الشَّجَرَةِ اَن يّٰمُوْسٰى اِنِّىْٓ اَنَا اللّٰهُ...... ﴾ ''درخت سے یہ ندا آئی: کہ اے موسیٰ؛ میں ہی اللہ ہوں'' (30:28)، لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنَـا میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے.

اِسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ.))

''میں نے اپنے رب تعالیٰ کو بہترین صورت میں دیکھا.'' بالفاظ دیگر

تجلیاتِ صوری کا ربوبیت سے

تجلیاتِ نوری کا رحیمیت سے

تجلیاتِ معنوی کا رحمانیت سے

اور تجلیاتِ ذوقی کا الوہیت سے تعلق ہے

جب سالک کو جذبۂ حق کے ذریعے بارگاہِ الٰہی کے دریچوں سے گزارا جاتا ہے تو اُس کے اسماء مضمرہ کے عالمِ سواد کی سیر تمام ہو جاتی ہے اور اسمائے مظہرہ کی عالمِ بیاض کی سیر کرائی جاتی ہے.

تجلیاتِ ھُویت تجلیاتِ ربوبیت

تجلیاتِ انیت تجلیاتِ رحیمیت

تجلیاتِ نحسیت تجلیاتِ رحمانیت

اور تجلیاتِ انائیت تجلیاتِ الوہیت

کی قائم مقام ہو جاتی ہیں. پھر اس کے بعد نقطۂ واحدی اور نقطۂ ذاتی کی سیر کرائی جاتی ہے جن کی تجلیات دیگر تجلیات کی مانند نہیں ہیں.

الغرض ہر دقیقہ ملکوتی کے اندازے کے مطابق حق تعالیٰ کی ہر صفت کی کئی کئی ہزار تجلیاں ہوتی ہیں.

دقائق ملکوتی وابستہ ہیں رقائق جبروتی سے، رقائق جبروتی کا مدار حقائق لاہوتی پر ہے اور اُس کی ہر شقیقہ ناسوتی کے اوپر تجلی ہوتی ہے. جبکہ حق تعالیٰ وتقدس اُن تمام سے پاک ومنزہ ہے. وہ بندے کو کمالِ معرفت کے حصول کی خاطر دقائق، رقائق اور حقائق کی صورت میں تجلی فرماتا ہے.

بندۂ سالک جب تجلیاتِ صوری وتجلیات نوری کے مرحلے سے گزر رہا ہو تو اُسے چاہیئے کہ جو کچھ اُس نے تجلیات میں دیکھا ہے اُس سے حق تعالیٰ کو پاک ومنزہ جانے. تجلیاتِ معنوی میں بھی جو کچھ اُس نے دیکھا ہے اُس سے ذات حق تعالیٰ کی تقدیس کرے. پھر جب تجلیاتِ ذوقی تک رسائی پائے تب گمراہی کا شکار نہ ہو. تجلیاتِ ذوقی کے لیے شرط ہے کہ سالک ذوقِ حقیقی کا حامل ہو ورنہ وہ غلطی کا شکار ہو جائے گا. چونکہ تجلی صوری، نوری اور معنوی میں بھی اپنا اپنا ذوق ہوا کرتا ہے اور نفس اپنے آپ کے کمال کو ثابت کرنے کی خاطر اُسی کی بات چھیڑ لیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہی تجلی ذوقی ہے (حالانکہ ایسا نہیں ہوتا) چاہیئے تو یہ ہے کہ سالک اِس پر مغرور نہ ہو بلکہ یہ جان لے کہ تمام مشاہدات، مکاشفات اور تجلیات میں ذوق ہوا کرتے ہیں لیکن اُن کا ذوقِ حقیقی میں کوئی دخل نہیں ہے.

پیرومرشد بننے کا اہل کون ہے؟:

دیگر (جان لے کہ) جب تک مردِ سالک تمام مقاماتِ معنوی کو عبور نہ کرے

اور ہر مقام کی کما حقہ تصحیح نہ کرے وہ پیر و مرشد بننے کا اہل نہیں ہے. اگر چہ وہ شرف تجلیات سے مشرف کیوں نہ ہوا ہو. اصل برکتیں تصحیح مقامات میں ہیں، کیونکہ اس سے حقیقی یقین حاصل ہوتا ہے.

میں اس حقیقت کی تحقیق کر کے لکھ رہا ہوں کہ مجھے آٹھویں صدی ہجری کے آغاز میں یعنی ۷۰۱ھ کے آغاز میں حق تعالیٰ نے تجلیاتِ صوری و تجلیاتِ نوری سے نوازا اور اُن کو اتنا کامل حصہ ملا کہ اُن کی مانند اکابر متقدمین میں بھی شاذ و نادر کو ملا ہو مگر اہل سلوک کی اِس مختصر جماعت میں جو خیر و برکت ہے وہ اُن میں نہ تھی. بندہ ناچیز ایک مدت اِس حیرانی میں تھا کہ قلتِ برکت بلکہ عدمِ برکت کا سبب کیا ہو سکتا ہے؟

مگر جب روز جمعہ گیارہ شوال ۷۱۲ھ کو اپنے پیر و مرشد متعنا اللہ بطول بقائہٖ کی صحبت میں جامع مسجد بغداد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں مجھ پر غیبت طاری ہوگئی، حالتِ غیب میں ہی استادِ طریقت حضرت جنید قدس اللہ سرہ کا یہ فرمان ذہن میں آیا کہ **لَا یَصِلُ الْعَبْدُ اِلَی النِّهَایَاتِ اِلَّا بِتَصْحِیْحِ الْبِدَایَاتِ** ''بندہ شروعات کی تصحیح کیے بغیر نہایتوں کو نہیں پہنچ سکتا.''

نیز الہام کی صورت میں میرے دل میں یہ بات بھی آگئی کہ بے برکتی کی وجہ یہ ہے کہ سالکین مقاماتِ ولایت میں سے جس جس مقام پر پہنچتے ہیں تصحیح بدایات کی کوشش نہیں کرتے. اب مجھے یقین ہوا کہ اِس بندہ بیچارہ سے غلطی ہوئی ہے.

لہذا ضروری ہے کہ جب تک کتاب *تبیین المقامات و تعیین الدرجات* میں مندرج ہر مقام سے گزر کر سارے مقامات ولایت کو عبور نہ کر لے اُسے ارشادِ خلق کی اجازت نہیں ہے. ورنہ فائدے کی بہ نسبت نقصان زیادہ ہوگا. یہ بات میں اپنے

تجربہ سے لکھ رہا ہوں جبکہ مشائخِ طریقت کا اتفاق ہے کہ:

سالک مفرد: یعنی وہ سالک جو جذبۂ حق سے مشرف ہوا ہے اور نہ ہی وصول بہ حق سے بہرہ مند ہوا، مرشد بننے کا اہل نہیں ہے.

مجذوب مفرد: یعنی اِسی طرح وہ سالک بھی جو درجہ کمال کو تو رسائی پا گیا ہے لیکن اُس نے مقاماتِ ولایت کی سیر و سلوک نہیں کی، وہ بھی مرشد بننے کا اہل نہیں ہے.

سالک مجذوب: تاہم وہ فرد جس نے سیر و سلوک کے ذریعے مقاماتِ ولایت طے کر لیے ہیں اور مبتدی و متوسط کے درجات پر فائز ہو چکا ہے مگر اُس نے ہستی کے درجات پر قدم رکھا ہی تھا وہ مجذوبِ حق ہوا اور حق تعالیٰ نے اُسے دارالوصال میں دعوت دے دی سالکِ مجذوب کہلاتا ہے. یہ آدمی مسندِ ارشاد پر بیٹھنے کا اہل ہے. لیکن شرط یہ ہے کہ وہ بھی منتہی اور قطب کے درجات کی سیر و سلوک میں تقصیر نہ کرے تاکہ وہ اُس کمال سے بے بہرہ نہ رہے جو اُس کا اصل مطلوب ہے.

بدنِ مکتسب کا حصول:

مزید براں آپ نے بدنِ مکتسب کے حصول کے بارے میں تفصیل چاہی تھی. تو اُس طرف اگرچہ کچھ کچھ اشارے ہو چکے ہیں مگر اب اُس پر بہ غور مزید کچھ تفصیلات کا اضافہ کرتا ہوں. (اس کے لیے درج ذیل مقدمات پر غور کریں) کہ:

(۱) نفس انسانی کا ایک متعلق ہونا چاہیے (جس کے ساتھ اُس کا قیام ہو)

(۲) بیشتر عقلاء بلکہ تمام اہل ملل و نحل کے ساداتِ عظام نے بدنِ خاکی کے خراب ہونے کے بعد بقائے نفس اور اُس کے تنعم و تالم پر گفتگو کی ہے.

(۳) سادات اہلِ ملل ونحل کا اِس پر اتفاق ہے کہ نفسِ انسانی بدنِ خاکی کے خراب ہونے کے بعد بھی باقی رہے گا اور اُس کا تنعم وتالم سے واسطہ پڑے گا.

(۴) حق بات یہ ہے کہ بدنِ عنصری کے ختم ہونے کے بعد نفسِ انسانی باقی رہے گا اور وہ یا تو فرحت ونعمت سے مالا مال ہوگا یا زحمت وعذاب سے دوچار ہوگا.

(۵) بقاء اور تنعم وتالم کی بہترین صورت وہی ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بیان فرمائی ہے:

(۶) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدنِ مکتسب کی کثافت ولطافت کا ذکر احادیث صحاح میں بیان فرمایا ہے. چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے((اِذَا قُبِضَتْ رُوْحُ الْمُؤْمِنِ لُفَّتْ فِیْ حَرِیْرٍ وَ وُضِعَتْ فِیْ عِلِّیِّینَ. وَاِذَا قُبِضَتْ رُوْحُ الْکَافِرِ لُفَّتْ فِیْ مَسَحٍ وَّ وَضِعَتْ فِیْ سِجِّیْنَ.)) ''جب مومن کی روح قبض ہوتی ہے تو ریشم کے کپڑے میں اُسے لپیٹ کر علیین میں رکھ دیا جاتا ہے. اور جب کافر کی روح قبض ہوتی ہے تو اُسے ٹاٹ میں لپیٹ کر سجین میں رکھ دیا جاتا ہے.''

نیز فرمان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: ((اَرْوَاحُ الشُّھَدَاءِ فِیْ حَوَاصِلِ طَیْرٍ خُضْرٍ یَسْرَحُوْنَ فِیْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ)) ''شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے حوصلوں میں ہوں گی. جو جنت کے باغوں میں پرواز کرتے

رہتے ہیں"

جب بدن، نفسِ انسانی کے فیض کے قابل بن جاتا ہے تو وہ اُس بدن کے اندر تدبیر و تصرف کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے اور مجانست کی وجہ سے عناصر میں مضمر لطائف کو بھی جذب کر لیتا ہے اور وہ اُسے اپنا متعلق بنا لیتا ہے.

پس اگر وہ بدن لطیف اور نورانی ہو تو وہ نعمتوں میں ہوگا اور اگر کثیف اور ظلمانی ہو تو درد و الم میں گرفتار ہوگا. اور یہی دو ہمیشہ حق تعالیٰ کے لطف و قہر کے مظاہر ہیں.

موالیدِ ثلاثہ میں سے جنسِ حیوانی کا نوعِ اخص، انسان کے سوا کوئی بھی نفس ناطقہ کے فیض کے قابل نہیں. جب انسان کا بدن زمان و مکان کے عالم میں آتا ہے تو فساد کا شکار ہو کر ختم ہو جاتا ہے اور اُس کا کوئی ایسا لطیفہ باقی نہیں رہتا جو فیض نفس کے قابل ہو.

<u>پس چہ باید کرد؟</u>

پس یہ کوشش ہونی چاہیے کہ آج جب کہ آپ میں استطاعت اور استعداد موجود ہے اپنے اندر ایسا کمال پیدا کرے جس سے آپ کو دونوں جہاں کی خوشی حاصل ہو ورنہ حسرت و ندامت اُٹھانی پڑے گی اور شقاوت دامن گیر ہو کر ابدی عذاب سے دوچار ہوگا. نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِكَ.

اگر کوئی اپنے بدنِ مکتسب کو خوراک کی آلائشوں سے مأمون و مصؤن رکھنا چاہتا ہے تو اُسے چاہیے کہ:

ا. اپنی قُوتِ لایموت کا حصول پاکیزہ چیزوں سے کرے.

۲. کھانا کھاتے وقت دل بارگاہِ حق میں حاضر ہو.

۳. زبان سے ذکرِ حق جاری ہو.

۴. نوالے چھوٹے اُٹھائے.

۵. اچھی طرح چبا چبا کر کھائے.

۶. جب تک پہلا لقمہ نگل نہ لے اگلے نوالے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے.

۷. کھانے پینے میں اسراف ہرگز نہ کرے.

۸. آخری لقمہ میں نفس کی چاہت زیادہ ہوتی ہے اِس لیے ضرور اُسے چھوڑ دے کیونکہ اُس کے چھوڑنے میں زیادہ برکت ہوتی ہے.

۹. جب قُوتِ لا یموت کھا چکا اور اُس کے جز وَ بدن بننے کا عمل شروع ہو چکا تو دورانِ مراقبہ میں دونوں آنکھوں اور پلکوں کے مابین دیکھتا رہے تا کہ اُس کی نگاہِ بصیرت میں اُس کھانے کا حال نمایاں ہو جائے.

اگر اُس سے ظلمت پیدا ہوئی ہے تو کثرتِ ذکر اور کمالِ حضور کے ذریعے اُس ظلمت کو دور کرے، کھانے کے معاملے میں محتاط رویہ اختیار کرے اور نفسانی شرارت کی بنیاد پر کھانے سے پرہیز کرے.

انسان جب تک بدنِ خاکی کی قید میں ہوتا ہے تو عالمِ کون وفساد میں وہ ایک نوالہ بھی اُٹھاتا ہے یا کسی چیز کی بُو سونگھتا ہے تو اُس کی ظلمت سے اُس کا بدنِ مکتسب مکدر ہوتا ہے. اگر وہ اُس ظلمت کو ہٹانے کی سبیل نہ کرے تو اُس پر ظلمت کی تہہ "رین" جم جاتی ہے. اِسی حالت میں جب ایک عرصہ گزر جاتا ہے تو اُس ظلمت کا اثر انسان کے وجودِ اصلی پر پڑتا ہے اور اُس کا تدارک اُس کے لیے ناممکن ہو جاتا ہے.

مگر جونہی کسی ظلمت کا مشاہدہ ہو یا کوئی رنگ دیکھا گیا تو سب سے قبل لقمہٗ حلال کی تطییب و تطہیر کی کوشش کرے تا کہ سالک کے روحانی صعود کے دوران وہ ظلمت دور ہو جائے اور خالص نور میں بدل کر لطیفہٗ قالبی کو رسائی پائے. اسی سے انسان اپنا قدم دائرہٗ حیوان سے آگے مرتبہ انسانی میں رکھتا ہے. اور یہاں سے آگے ترقی کا عمل جاری رکھتے ہوئے لطیفہٗ حقی کو رسائی پا جاتا ہے.

حقیقی فائدہ جسے حق تعالیٰ نے پاک و پاکیزہ لقمہ میں رکھا ہے، کلمہ طیبہ (لا الہ الا اللہ) اور عمل صالح کے ذریعے حاصل ہوتا ہے. ارشادِ الٰہی ہے ﴿ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ﴾ ''اچھی باتیں اُس کی جانب اوپر جاتی ہیں اور عمل صالح انہیں اور اونچا کرتے ہیں.'' کا راز اُس کے لیے محقق ہو کر چشم آشنا ہو جاتا ہے. وہ وجودِ انسانی کے درخت سے مطلوبہ معارف کے ثمرات چن لیتا ہے اور اُس کی لذتوں سے اُس کے کام و دہن آشنا ہوتے ہیں. اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

یہ فقیر الی اللہ علاء الدولہ (سمنانی)

تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ تَوْبَةً نَصُوْحاً وَ بَلَغَهٗ اَقْصَى الْاَمَانِى

کی تحریر ہے جسے اُس نے اُس (سالک) کے لیے لکھا ہے جس کے ساتھ میرا رشتہٗ اخوت منسلک ہے تا کہ وہ اُس رشتہ کو مضبوط تر کرتا جائے. میرے دل میں اُس کے لیے والدین کی سی شفقت موجزن ہے. امید ہے کہ وہ مجھے اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھے گا. بالخصوص دوران نماز اور دوران اعتکاف کہ اللہ مجھے کسی فتنہ میں ڈالے بغیر اپنی طرف اُٹھا لے اور اس کتابچہ سے اسے ایسا نفع دے جیسا اُن مخلصین کو نفع دیا جن کو کوئی خوف ہے

اور نہ ہی وہ غمگین ہوتے ہیں.

تَمَّ الْكِتَابُ بِعَوْنِ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ

اس رسالہ کے ترجمہ سے

آج ۶ جمادی الثانیہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۱ مئی ۲۰۱۰ء

بروز جمعہ بہ وقت ۳:۳۰ فارغ ہوا

علی محمد ہادی شگری

حال مقیم سنٹرل جیل، گلگت

اختتام کمپوزنگ 7 جون 2011ء

بوقت 8:57pm

بدست: غلام حسین ہنڈیلی، خپلو

رسالۂ دوم

سلوۃ العاشقین وسکنۃ المشتاقین

تصنیف منیف

حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ

فہرست مطالب

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
مصنف کی سچی طلب	114	وجہ تصنیف رسالہ	116
ترک حب دنیا	117	سالک کیلئے آٹھ بنیادی شرطیں	118
(۱)دوام وضو	118	(۲)دوام خلوت	119
(۳)تقلیل طعام	119	(۴) دوام خاموشی	119
(۵)دوام ذکر	119	(۶)دوام نفی خواطر	120
(۷)ربط شیخ	120	(۸)ترک اعتراض	120
ذکر بہترین عبادت ہے	122	یکسوئی	123
دیوانگی کا الزام	123	ارواح انبیاء واولیاء کی مدد	123
سیر فی اللہ کا آغاز	124	بشارت خداوندی کی آمد	124
رجوع بہ اول	125	راہ احتیاط	126
مقام وجولیت	127	مقام فنا	127
علامات صحت مقام فنا	127	مرید کیلئے ضروری امر	129
مرشد کی نظر سے گرنے کی شامت	129	نفوذ ذکر	130
ولایت شیخ کا عکس	130	عالم ربوبیت کو رسائی	131
ظہور جذبہ	132	متابعت سنت ہی ربانیت کی نشانی ہے	133
بدنامیوں اور مصیبتوں کی حقیقت	133	دہ خصال مرید	135
ابتلایات اولیاء	137	متابعت سنت کی برکات	138

غنیمت کے لمحات	138	آمدیم برسر مطلب	139
مشائخ طریقت کا معمول	139	ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی اہمیت	140
اللہ تعالیٰ تک رسائی کا بہترین ذریعہ	141	فضائل ذکر	142
ذکر اللہ کرنے والوں کے فضائل	143	مزید فضائل ذکر اور مقام عوام:	143
مقام خواص	145	قول لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے کرشمے	146
مقام معراج کو رسائی	146	مقام فنا کو رسائی	147
واقعات کے ذکر کا مقصد	147	بندگی کا خیال	148
اعانت مسلم	149	شیخ علی لالاؒ کا واقعہ	150
اہل ریاضت کی خدمت گزاری	151	بزرگان دین سے حسن ظن	152
بزرگان دین کے مقامات وکرامات کا بیان	152	شیخ علی لالاؒ کے کلمات دعا	154
اہل ایمان کو آزار پہنچانے کی شومیت	155	شیخ علی لالاؒ کی نصیحت	155
طلب حق کی بنیادی شرط ترک دنیا ہے	155	شیخ عبدالرحمٰن اسفرائنی کی وصیت	160
خلوت کی حقیقت	160	ہنگامہ خیزی کی ممانعت	164
رسالہ کا نام اور مشتملات	164		

☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا عَلٰى اَنْ جَعَلَ الصُّوفِيَّةَ سِرَاجَ الْخَلْقِ وَبَهْجَةَ اَهْلِ الصِّدْقِ لِاَنَّهُمْ اَهْلُ صِدْقٍ وَّصَفَاءٍ وَّوُدٍّ وَّوَفَاءٍ وَّفَقْرٍ وَّفَنَاءٍ اَبْدَانُهُمْ بَيْنَ الْخَلْقِ مَحْبُوْسَةٌ وَاَرْوَاحُهُمْ فِى الْمَلَكُوْتِ جَاسُوْسَةٌ اَلْخَلْقُ يَتَعَامَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ بِالرَّغْبَةِ وَالرَّهْبَةِ وَهُمْ يَتَعَامِلُونَ بِالْمَوَدَّةِ وَالْمُحَبَّةِ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ مِنَ الرَّبِّ اِلٰى رَبٍّ

اَحَبَّ اللّٰهُ قَوْماً اِسْتَقَامُوْا
عَلٰى طُرُقِ الْوِدَادِ فَمَا يَنَامُوْا

سَقَاهُمْ شَرْبَةً مِّنْ كَأْسِ وُدٍّ
فَصَاحُوْا فِىْ مَحَبَّةٍ وَّ هَامُوْا

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ الْمُجْتَبٰى وَرَسُوْلُهُ الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَئِمَّةَ الْهُدَا وَعَلٰى تَابِعِيْهِ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الْجَزَاءِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں کہ اس نے صوفیائے کرام کو خلق خدا کے لیے چراغ اور اہل صدق کی رونق بنایا کیونکہ یہی لوگ (حقیقت میں) صدق وصفا، محبت ووفا اور فقر وفنا والے ہیں. ان کے اجسام تو خلق خدا میں گھرے ہوئے ہیں مگر ان کی اروح عالم ملکوت کے جاسوس ہیں خلق خدا کا اللہ تعالیٰ سے معاملہ لالچ اور خوف کی بنیاد پر ہوتے ہیں. جبکہ وہ اللہ سے مودت ومحبت کا معاملہ کرتے ہیں.

اَحَبَّ اللّٰـهُ قَوْمـاً اِسْتَقَـامُوْا
عَلٰى طُرُقِ الْوِدَادِ فَمَا يَنَامُوْا
سَقَـاهُـمْ شَرْبَةً مِّنْ كَـأْسِ وُدٍّ
فَـصَـا حُوْا فِىْ مَحَبَّةٍ وَّ هَـامُوْا

"یعنی اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں سے محبت ہے جو راہ مودت پر ثابت قدم رہے اور وہ سوتے نہیں ہیں انہیں جام محبت سے شربت پلایا چنانچہ وہ محبت سے سرشارو مست ہیں."

اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اُس کے چنے ہوئے بندے اور برگزیدہ رسول ہیں. آپ ﷺ کی آل اور اصحاب پر جو ہدایت کے امام ہیں بہت بہت درود وسلام ہو اور روز جزا تک حُسنِ متابعت والے تابعین پر بھی.

مصنف کی سچی طلب:

جب اِس بیچارہ نے دنیا سے منہ پھیر لیا اور حق تعالیٰ کے عشق نے اِس مفلس

کے دل کی گریبان پکڑلی تو کچھ مدت کوئی پیرو مرشد نہ ہونے کی وجہ سے در بدر پھرا اور ہر آنے جانے والے سے، اطراف وجوانب میں کسی ایسے شخص کے بارے میں پوچھتا جو روحانی تربیت کر سکے لیکن کوئی نشان نہ پایا. اکثر اوقات ''قبض'' کی مہلک بیماری میں مبتلا رہتا اگر حق تعالیٰ کا لطف وکرم نہ ہوتا تو میرے وجود میں اُس کی تاب نہ تھی. میں مشائخِ طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعیں کی کتابوں میں مذکور طرح طرح کی طاعات وعبادات اور اذکار وریاضات بجالاتا. اُنہی میں اپنی مشکلات کا حل دیکھتا، اپنے اوقات کا زیادہ حصہ قوت القلوب، احیاء العلوم اور دیگر کتابوں کے مطالعہ میں صرف کرتا تھا جو علم طریقت میں لکھی گئی تھیں. اُن ساری کتابوں کے نام گننا طوالت طلب ہے. مگر میری اس ساری طلب میں کوئی آخر وانتہا نہ تھی. جب میری بے چینی اور اضطراب حد سے بڑھ گیا تو میں نے بارگاہ حق تعالیٰ میں رجوع کیا. چونکہ میں نے مشائخِ کرام کی کتب میں اُن کا یہ فرمان دیکھا تھا کہ: ''اللہ تعالیٰ وتقدس کسی طالب صادق کی محنت کو رائیگاں نہیں کرتا ہے''. اسی لئے اللہ تعالیٰ:

۱. یا تو اُس طالب صادق کو فائدہ پہنچانے کی خاطر حضرت خضر پیغمبر کو اُس کی طرف بھیج دیتا ہے. یا

۲. کسی جن کو اُس کا موکل بنا دیتا ہے تا کہ وہ اسکی راہنمائی کرے. یا

۳. کسی ایسے فرد کو اُس کے پاس بھیج دیتا ہے جس نے راہ طریقت پر چل کر منزل مقصود تک رسائی پائی ہو اور آبِ حیات نوش کیا ہو. تا کہ وہ اُس کی تربیت کرے اور اُسے محرومی کی گھاٹی سے نکال کر بارگاہ رحمان میں پہنچادے.

میں اپنا دل اِسی خیال سے خوش رکھتا تھا اور جب اس چیز کو پیش نظر رکھتا تو اس

چیز کا خیال نہ رکھتا جو ریا سے منسوب ہوتی. اتنے میں اچانک میری قسمت کی صبح طلوع ہوئی اور شیخ حقیقی سلطان المشائخ نور الملۃ والدین عبدالرحمٰن اسفرائنی جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں، بارگاہ حق تعالیٰ کے واصلوں اور راہ طریقت کے سالکوں میں سے تھے، کا ایک مرید پہنچا. میں اُن کی قدم بوسی کے شرف یاب ہونے کے لیے تیار ہوا.

شیخ عبدالرحمٰن اسفرئنی سے بیعت:

حق تعالیٰ کی اُس بندہ پر خصوصی عنایت تھی کہ اُس نے مجھے اُس ظلمت کدہ سے نجات دلائی. ایسی کرم نوازی اور نوازش اُس نے کسی اور مخلوق پر نہیں فرمائی ہوگی کہ اُس نے مجھے حضرت شیخ نور الدین عبدالرحمٰن اسفرائنی (اللہ اُن کے طول البقا سے ہمیں بہرہ مند کرے) جیسے عظیم بزرگ کی ولایت سے مطلع فرمایا. چنانچہ میں نے اپنا معاملہ اُن کے حوالہ کیا، اُن کے دامن کو تھام لیا. اُن کے فرمان کے آگے سر تسلیم خم کیا اور اُن کے اشارات کی بجا آوری کو لازم جانا.

وجہ تصنیف رسالہ:

اِس تفصیل سے مقصود یہ ہے کہ ایک دن میں نے بر سبیل تذکرہ اُس سے کہا کہ: ''سلطان السالکین رضی الدین علی لالاؔ دورانِ سلوک دیگر ساتھیوں کو تلقین کیا کرتے تھے اور اُنہوں نے اِس تلقین کے بارے میں کئی ایک رسائل بھی لکھے ہیں''.

اِس پر میرے ساتھی فرمانے لگے: ''ہاں طالبانِ حق کے لیے ضروری امور کو ایک رسالہ میں جمع کیا جانا چاہیے تا کہ طالبان حق کو الگ الگ کتاب ڈھونڈنے کی زحمت نہ ہو''

اگر چہ میں ہر چیز سے بے پرواہ ہوکر خلوت وذکر میں مصروف تھا لیکن اُن کے حکم کی تعمیل کو ضروری سمجھا اور اِس مختصر رسالہ کو زیرِ قلم لایا. ان شاء اللہ میرا قلم صرف وہی کچھ صفحۂ قرطاس پر لائے گا جس میں حق تعالیٰ کی رضا ہوگی اور اُن کی وجہ سے مجھے مشائخِ طریقت قدس اللہ اسرارھم کے ہاں شرمندگی بھی نہیں ہوگی. اِس رسالہ سے طالبانِ حق کو فائدہ پہنچے گا اور مریدوں کے شوق و ذوق اور عشق میں اضافہ بھی ہوگا. مریدین وطالبین سے یہ اُمید ہے کہ وہ دورانِ مطالعہ اِس مفلس و بے نوا کے حق میں دعا کریں گے. حق تعالیٰ اُن کے انفاس کی برکت سے اِس رسالہ کے گناہ گار مؤلف احمد بن محمد بن احمد البیابانکی المعروف علاؤالدولہ سمنانی کے گناہوں کو معاف اور متابعتِ سنت مصطفیٰ ﷺ وطریقت مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توفیق میں اضافہ فرمائیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اِسی پر اُس کی موت واقع ہوجائے.

ترکِ حبِ دنیا:

اے راہِ حق کے طالب اور اے درگاہِ الٰہی کے مرید! چاہئے کہ دل وجان کے کانوں سے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سن لے کہ وہ فرماتا ہے ﴿فَأَعْرِضْ عَمَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا﴾ ''پس تو اُس شخص سے منہ پھیر لے جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی کی اور حیات دنیوی کے سوا کچھ نہ چاہا.'' (53:29)

جان لے، دنیا حق تعالیٰ کی نظر میں مبغوض ہے جبکہ تو اُس سے دوستی کا دعویٰ کر رہا ہے. دوست کے دشمن کو دشمن ہی جاننا مناسب ہے. چنانچہ فرماتے ہیں:

اندر زمانہ باد و کست دوستی مباد
با دوستان دشمن و با دشمنان دوست

''یعنی دنیا میں دو طرح کے لوگوں کے ساتھ تیری دوستی نہیں ہونی چاہئے ایک دشمن کے دوستوں سے دوسرا دوست کے دشمنوں سے''

ایک اور آیت میں فرماتے ہیں: ﴿فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ﴾ ''جب تم نماز ادا کر چکو تو تم کھڑے، بیٹھے بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے اللہ کا ذکر کیا کرو.'' (103:4)

سالک کے لیے آٹھ بنیادی شرطیں:

یہ اللہ تعالیٰ کا انتہائی لطف و کرم اور بندہ نوازی ہے کہ اُس نے تجھے ہر حال میں ذکر حق کرتے رہنے کی اجازت دی. جب اُس نے اِس حد تک کرم نوازی اور مہربانی فرمائی ہے تو دل و جان سے اُس کی حکم برداری کے لیے کمر ہمت باندھ لے (اور درج ذیل بنیادی شرطیں پوری کر)

ا- دوام وضو:

ہمیشہ باوضو رہنا چاہیے تا کہ حق تعالیٰ کا محبوب بنے (ارشاد خداوندی ہے)

﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ ''اس (قبا) میں ایسے لوگ ہیں جو پاک وصاف رہنا چاہتے ہیں بیشک اللہ پاک رہنے والوں کو چاہتا ہے'' (108:9)

جب وضو کر چکے تو دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھے نماز سے فارغ ہونے کے بعد بارگاہ حق میں دعا مانگے.

۲-دوامِ خلوت:

جتنا ممکن ہو سکے خلوت نشینی پر مداومت اختیار کرے کیونکہ معنوی اور روحانی لولو و مرجان صرف دوامِ خلوت کے سمندر سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں.

۳-تقلیلِ طعام:

کھانا پینا کم کرے اور جتنا ہو سکے روزے پر مداومت کرے. کم کھانا مرید کے لیے اور دوسروں کے لیے پورا کھانا مستحب عمل ہے. حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَا يَمْلَأُ ابْنُ آدَمَ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنِهٖ)) ''سب سے بدترین برتن جسے بنی آدم بھر دیتے ہیں، وہ اُن کا اپنا پیٹ ہے''

۴-دوامِ خاموشی:

(چاہیے کہ) خاموشی کو اپنا وظیفہ بنالے اور ذکر اللہ کے سوا کسی اور چیز میں اپنی زبان کو مشغول نہ کرے. کیونکہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَنْ صَمَتَ نَجَا)) ''جس نے خاموشی اختیار کی وہ نجات پا گیا.''

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ)) ''جو آدمی اللہ پر ایمان لائے اُسے چاہیے کہ وہ نیکی کی بات کرے یا خاموش رہے.''

۵-دوامِ ذکر:

چاہیے کہ ایک آن کے لیے بھی ذکر سے غافل نہ رہے. ہاں نماز میں اور بیت الخلاء میں زبان سے ذکر کرنا چھوڑ دے. بیت الخلاء میں ذکر لسانی عنداللہ ناپسند ہے اِس لیے وہاں ذکر قلبی کرے.

۶-دوام نفی خواطر:

چاہیے کہ ہر قسم کے خیالات کی نفی کرے۔دل میں کسی قسم کا اچھا یا برا خیال نہ رکھے ورنہ تیرا وقت عزیز انتشار و پریشان کا شکار ہو جائے گا۔

۷-ربط شیخ:

پیر و مرشد جہاں کہیں بھی ہو، چاہیے کہ دل کو اُس سے ربط حاصل ہو۔اور یہ بھی چاہیے کہ اپنے پیر و مرشد کی روحانی قوت کے بارے میں حیرانی کا شکار نہ ہو۔کیونکہ اگر مرید مغرب میں اور مرشد مشرق میں ہو، مرید اپنے مرشد سے استفادہ کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ ارادتِ تام کے ساتھ قلبی ربط قائم ہو۔میں یہ بات اپنے تجربہ سے کر رہا ہوں یہ کوئی سنی سنائی بات نہیں کیونکہ ہم مرید لوگ تو سمنان میں ہوتے تھے جبکہ ہمارا پیر و مرشد (شیخ حضرت عبدالرحمٰن اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ) بغداد میں۔آپ کی زبان مبارک پر بارہا یہ الفاظ آئے ہیں آنھا کہ آنجا اند فائدہ بھتر تو انند گرفت از بعضی کہ اینجااند "وہ لوگ جو وہاں سمنان میں ہیں بعض اُن لوگوں سے جو یہاں بغداد میں ہیں، بہتر استفادہ کر سکتے ہیں"

۸-ترک اعتراض:

اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اعتراض نہ کرے۔اور راضی بہ قضا رہے۔اور اِس بیت کو جو اِس بیچارہ نے کہا ہے اپنا وظیفہ بنائے رکھے:

وَ كُنْتُ اُمُوْرِیْ كُلَّهَا مُتَوَكِّلاً
عَلٰی مَنْ هَوَائِیْ قَبْلَ اَنِّیْ هَوَيْتُهٗ

فَاِنْ شَآءَ اَحْیَانِیْ وَ اِمَّا اَمَاتَنِیْ
بِمَا شَآءَ مَحْبُوْبِیْ فَاِنِّیْ هَوَیْتُهٗ

فَلَمَّا رَاٰی صِدْقِیْ وَ قَصْدِیْ وَنِیَّتِی
وَ تَفْوِیْضَ اَمْرِیْ، قَالَ لِیْ جِاْ فَجِئْتُهٗ

فَکَلَّفَنِیْ ثُمْ اصْطَفَانِیْ فَعَزَّنِیْ
تَلَطَّفَ فِیْ حَقِّیْ وَ اِنِّیْ نَسِیْتُهٗ

یعنی۔

۱۔میں نے اپنے سب معاملات اُسی کے بھروسہ پر چھوڑ دیے ہیں جس نے مجھے چاہا قبل اس کے کہ میں اُسے چاہوں.

۲۔اگر وہ چاہے تو مجھے زندہ رکھے یا مجھے موت دے بیشک میں اسی پہ راضی ہوں جو میرے محبوب کا منشا ہے.

۳۔مگر جب اُس نے میری سچائی، میرے قصد، میری نیت اور میری سپردگی کے حال کو دیکھا تو مجھ سے کہا: آجا، تو میں آ گیا.

۴۔پہلے تو اُس نے مجھے مکلّف بنایا، پھر مجھے برگزیدہ بنایا اور مجھے عزت بخشی، مجھ پر لطف و کرم کیا، جبکہ میں اُسے بھول بیٹھا تھا.

اور یہ یقین جانے کہ حق تعالیٰ جو بھی بندہ کے حق میں کرتا ہے اسی میں بہتری ہے.

ذکر بہترین عبادت ہے

جان لے کہ ذکر اللہ ہی سب سے بڑی عبادت ہے قرآن مجید کی نص ہے:
﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ ''بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔''

(اسکی تفسیر میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: ذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ عِبَادَةٍ سِوَاهُ ''اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی ہر عبادت سے بڑا ہے۔''

نیز رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ((اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) ''سب سے افضل ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔''

جو کوئی سب سے بہتر عمل اور سب سے اچھی عبادت کو حضرت رسالت مآب ﷺ سے طلب نہ کرے وہ غلط کر رہا ہوتا ہے، جب سرور کائنات ﷺ سے سب سے بہتر عبادت کا علم ہو گیا اور بارگاہ حق تعالیٰ سے اِس بات کی اجازت بھی ملی کہ ہر حال میں میرے ذکر میں مشغول رہو تو چاہیے کہ دن رات لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ذکر کے سوا کسی اور کام میں مشغول نہ ہو۔ دریچۂ دل کو خدا تعالیٰ کی طرف وا رکھے اور مسلسل زبان دل سے عظمت و ہیبت کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتا جائے یہاں تک اُس کے بال اور ناخن سمیت تمام اعضاء و جوارح اُس کے ساتھ ذکر پڑھنے میں لگ جائیں۔
دوران ذکر عجیب و غریب احوال کا سامنا ہوتا ہے مثلاً مشاہدات کا ہونا، بھینی بھینی خوشبوؤں کا سونگھنا اور پر کیف آوازوں کا سننا، اِن احوال سے عقل مدہوش ہو جاتی ہے۔

یکسوئی و دلجمعی:

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خوف خدا کی دہشت و ہیبت کی وجہ سے جان کے نکلنے کا خطرہ ہوتا ہے لیکن اِس کی پروانہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ سب کچھ آزمائش کے طور پر ہوتے ہیں. اِس لیے کسی چیز کی طرف توجہ ہی نہ دے بلکہ مذکورہ آٹھ شرطوں کی بجا آوری کے ساتھ ذکر کرتے رہنے میں مداوَمت کرے. اس طرح کے ذکر پر ثابت قدمی سے آخراس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ ذکرِ نفسی، ذکر قدسی میں تبدیل ہوجاتا ہے. ذکر قدسی کی الفاظ میں تعبیر ممکن ہے اور نہ ہی یہ بنی آدم کی فہم وسمجھ میں آسکتا ہے اور نہ اُس کا پتہ لگایا جاسکتا ہے.

دیوانگی کا الزام:

اگر کوئی اِن معانی اور حقائق کا اظہار کرتا ہے تو اُسے لوگ دیوانہ اور پاگل کہتے ہیں. یا یہ کہا جاتا ہے کہ یہ آدمی ڈینگیں مارتا اور لاف زنی کرتا ہے. چنانچہ حضرت شیخ ذوالنون مصری قدس اللہ سرہ کے بارے میں حکایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے: کہ میں خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں تو لوگ کہتے: یہ پاگل ہوگئے ہیں.

ایسے واقعات بہت زیادہ ہیں جن کا ذکر کرنا وقت طلب ہے اور وقت اِس کی اجازت نہیں دیتا

ارواح انبیاء واولیاء کی مدد:

نیز کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ارواح انبیاء علیہم السلام، ارواح اولیاء قدس اللہ ارواحہم، ارواح ملائکہ اور جنّات کا مشاہدہ ہوتا ہے. اور اُن کی مدد بھی حاصل ہوتی ہے.

چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے ((مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ)) ''ایسی چیزوں کا مشاہدہ ہوتا ہے جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اُس کا خیال گزرا ہے.

اس موقع پر ضروری ہوتا ہے کہ

(۱) اسرار عالم ملک اور حقایق عالم ملکوت کا اپنے اندر مشاہدہ کرنے کے شکرانہ میں اپنا ہزار دل و جان قربان کرے.

(۲) اِس دوران اِس آیت کا وظیفہ کرے: ﴿فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ﴾ یعنی بھاگو اللہ کی طرف.

(۳) عجز وانکساری اور تضرع کرتے ہوئے خدا کے حضور پیش ہو جائے.

(۴) اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِیْ فِیْ طَلَبِكَ یعنی میرے دل کو اپنی طلب میں ثابت قدم رکھ کا ورد زیادہ سے زیادہ کرے. اور

(۵) بارگاہ حق تعالیٰ میں مزید درجات کی دُعا کرے.

سیر فی اللہ کا آغاز:

یہاں تک جو کچھ بیان ہوا اُس کا تعلق ''سیر الی اللہ'' سے تھا یہاں سے آگے'' سیر فی اللہ'' کا آغاز ہوتا ہے (جس کا ذکر قرآن مجید کی اِس آیت میں ہے.)

﴿وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِی الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ ''جہاد فی اللہ ایسے کرو جیسا کرنے کا حق ہے. اُسی نے تمہیں چن لیا ہے. اور اُس نے دین میں تمہارے اوپر کوئی تنگی نہیں رکھی. (78:22)

''سیر فی اللہ'' میں سالک کا حال ایسا ہوتا ہے جیسا کہ ایک عزیز نے کہا ہے:

ایں ہمہ شادی و ہیچ اندوہ نی

ہر دو تنہا یسم و ہیچ انبوہ نی

☆ یعنی مجھے یہاں کوئی خوشی ہے اور نہ کوئی غم. یہاں صرف معشوق اور میں تنہائی میں ہیں غیروں کا کوئی ہجوم نہیں ہے.

بشارت خداوندی کی آمد:

رب خدائے اکرم الاکرمین و ذات ارحم الراحمین کے لطف و کرم کی بشارت دینے والے یوں مژدہ سناتے ہیں کہ

(ا) مبارک ہو آج تجھے ولایت کا پروانہ عطا ہوا ہے.

(ب) خداتعالیٰ کے ہاں رجسٹروں میں تیرا نام اولیاء اللہ کی فہرست میں ثبت ہو چکا ہے.

(ج) ﴿ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَان" ﴾ ''یعنی اے ابلیس! بے شک میرے بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چلے گا.'' کی منادی کرادی گئی ہے.(42:15)

(د) تیری مقبولیت پر مہر ثبت ہو چکی ہے.

(ہ) تمام عالمین میں تیرے نام کا خطبہ پڑھا گیا ہے.

(ل) اور پورے عالم میں یہ اعلان کرایا گیا ہے.

﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴾

'' آ گاہ رہو! اولیاء اللہ کو کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم''۔(62:10)

رجوع بہ اول:

اب ہم اصل بات کی طرف لوٹتے ہیں کہ پہلے سالک ''ذکر میں مشغول'' ہوتا تھا اب یہاں وہ ''مذکور میں مشغول'' ہوتا ہے ''مذکور'' سے مراد حق تعالیٰ کی ذات ہے.

اے بندہ ضعیف و ناتواں! تیری کیا ہستی ہے جو آپ سے آپ اِس مقام کو رسائی پائے؟

جہدم چہ بود اگر نباشد توفیق
نابینا را عصا و ابریق رفیق

''یعنی جس طرح نابینا آدمی کا عصا اور آفتابہ رفیق ہوتا ہے اسی طرح توفیق الٰہی میرے شامل حال نہ ہوتی تو میری جد و جہد کی کیا حقیقت تھی؟''

راہ احتیاط:

ہوشیار و خبر دار! ہزار بار خبر دار! اپنے اور حق تعالیٰ کے مابین جو راز ہے اُس کی بھر پور انداز میں حفاظت کرنا. لوگوں کے میل جول اور برے لوگوں کی صحبت سے اجتناب کرنا بلکہ اپنی مانند لوگوں سے بچے رہنا. ماسوا اللہ پر بے التفاتی کا خط کھینچ. پوری تندہی کے ساتھ بارگاہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رہ تاکہ تیری توفیقات میں مزید اضافہ ہو. اِس چیز کا حصول یا تو حق تعالیٰ کے لطف و کرم کے بلا واسطہ اشارے سے ہوگا یا انبیائے کرام علیہم السلام یا اولیائے عظام یا ملائکہ و جنات کی ارواح میں سے کسی روح کے واسطے سے ہوگا.

مقام رجولیت:

جب انسان ثابت قدمی کے ساتھ اِس مقام سے آگے گزر کرے گا تو ''مردیت'' کے مرتبہ پر فائز ہوجائے گا. اس کے اوپر ''رجولیت'' کا بھی اطلاق کرتے ہیں.

ارشادِ الٰہی ہے: ﴿ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ ''یہ ایسے مرد ہیں جن کو کوئی خرید و فروخت ذکر خدا سے غافل نہیں کرتی.'' (37:24) کا معنوی اشارہ اِسی مرتبہ ''مردیت'' کی طرف ہے جب سالک اِس مقام کو پہنچتا ہے تو سالکان کہتے ہیں کہ فلاں شخص بحر حیات کو پہنچ گیا ہے. جہاں سے اُس نے حیات جاویدانی کا پانی پیا ہے اور غیر اللہ کے فتنہ و غوغا سے رہائی حاصل کرلی ہے. اِس مقام کو رسائی حاصل کرنے کے بعد اُسے جو بھی حال درپیش ہو وہ حال اُس سالک کے احوال میں گم ہوجاتا ہے کیونکہ سالک اِس مقام پر دریا کی مانند ہوتا ہے.

مقام فنا:

جب سالک طالب اِس مقام کو پہنچ جاتا ہے تو اچانک خدائے جل جلالہ کے فضل و کرم سے اُس کے دریا میں موجیں اُٹھتی ہیں تو سالک اُس میں غرق ہوجاتا ہے یہاں سے ''فنا'' کا حصول ہوجاتا ہے. تب اُسے نہ اپنی خبر ہوتی ہے اور نہ کسی غیر کا پتہ ہوتا ہے.

علامات صحت مقام فنا:

اس مقام کے صحت حال کی علامات یہ ہیں کہ:

(۱) اُس سے آداب شریعت میں سے کوئی ادب نہیں چھوٹتا. اگر خدانخواستہ اُس سے کوئی ادب چھوٹ جاتا ہے تو بارگاہ حق میں مقبول ومحبوب ہونے کی بجائے وہ مردود ومفتون بنتا ہے.

اے اللہ: تیرے کرم کا واسطہ! تمام سالکین کو اِس آفت عظیم سے محفوظ رکھ. کیونکہ ولی ہوتا ہی وہ ہے جو محفوظ ومصوٗن ہو اور کوئی خلاف شرع کام اُس سے سرزد نہ ہو.

(۲) اِس مقام بے شعوری میں بعض سالکین کا مقام زیادہ اونچا ہوتا ہے اور بعض کا کم.

(۳) جب تک اللہ تعالیٰ اپنی کرم نوازی سے سالک کو دریائے فنا سے پار نہ کر دے وہ حق تعالیٰ سے ہی لگا رہتا ہے.

(۴) جب وہ افاقہ حاصل کر لیتا ہے تو اُسے احساس ہونے لگتا ہے کہ گویا وہ خواب سے بیدار ہوا ہے.

(۵) مقام فنا والا جب افاقہ حاصل کر کے آنکھ کھولتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اپنے شہر اور اپنے گھر میں دیکھتا ہے.

(۶) بعد ازاں اُس پر ''خلوت در انجمن'' کا اصول صادق آتا ہے.

(۷) عالم غیب کی کوئی چیز اُس کے لیے حجاب نہیں بنتی. بلکہ غیب کی ہر چیز اس کے لیے نگہبان وحاجب بن جاتی ہے.

(۸) اُس کے بعد اُس کا کچھ اور حال ہو جاتا ہے کہ اُسے عالم محسوسات میں واپس کیا جاتا ہے تا کہ اُن سالکان راہ حق کی برکت سے بندگان حق فیض

حاصل کریں.

(۹) اور سالکان راہ حق کی ولایت کی بدولت دل بندگان حق میں کوئی ایسی خوشبو محسوس ہو جس سے ان کے ''سیر'' میں شوق وطلب اور عشق ومحبت پیدا ہو جاتی ہے اِس حقیقت کا نام ''ارادت'' ہے. ''طالب حق'' اب ''مرید حق'' بن جاتا ہے.

مرید کے لیے ضروری امر:

(۱) اِس مقام پر مرید کو چاہئے کہ سابق الذکر آٹھوں شرطوں پر ثابت قدم رہے.

(۲) پیر ومرشد کے امر ونہی کی خلاف ورزی نہ کرے ورنہ العیاذ باللہ وہ شیخ کے معاملہ میں شیطانی خیالات کا شکار ہو جائے گا.

(۳) اپنا حال ومستقبل خدا کے حوالہ کر دے.

(۴) اُسے چاہیے کہ مرشد کی خدمت میں چلا جائے اور اپنا حال قلب اُسے بیان کرے تا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اُس کے اِس شیطانی خیال کو ختم کرے اور اُس کی مشکل کو حل فرمائے.

(۵) اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو نعوذ باللہ پھر وہ شیطانی تصرفات میں پھنس جائے گا.

مرشد کی نظر سے گرنے کی شامت:

اگر نعوذ باللہ مرشد کی نظر سے گر گیا تو جن وانس کے اعمال کے برابر اُس کے اعمال ہوں تو بھی اُن سے اُس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا.

اے اللہ! سارے مریدین کو اِس بلا سے محفوظ رکھ. اور دل شیخ کا دریچۂ غیب

جہاں سے حق تعالیٰ کے مواہب وعطایا بیچارہ مرید کو حاصل ہوتے ہیں، مریدان کے لیے کشادہ رکھ.

ایں دعا از من و از خلق جہان آمین باد

" یعنی یہ میری دعا ہے اوراس دعا میں دنیا کی ساری مخلوقات کی آمین شامل ہو."

نفوذ ذکر:

اب چاہیے کہ:

۱- ایک آن بھی بغیر ذکر کے نہ رہے.

۲- مراقبہ قلبی میں مشغول رہے تاکہ حق تعالیٰ کے سوا کوئی بھی دل میں نہ آئے.

۳- ذکر حق، ہیبت و تعظیم کے ساتھ کیا جائے تاکہ یہ مرید کے ظاہر و باطن میں داخل ہو جائے اور نور ذکر اُس کے رگ و پے میں سرایت کر جائے.

ذکر حق، کیمیا کی مانند ہے جس سے مس خام کندن بن جاتا ہے.

ولایت شیخ کا عکس:

جب ذکر ذاکر کے رگ و پے میں نفوذ کر جاتا ہے تو ذاکر خالص نور بن جاتا ہے. یہ نور اُن انوار کے قبیل سے نہیں جن کو خلائق نے دیکھا یا جانا اور سنا ہے.

اگر صاحب واقعہ کی زبان پر اُن احوال کا بیان ہو جائے تو سامعین (اللہ تعالیٰ اُن کے کان کھول دے اور اُن کے دیدۂ دل کو روشن کردے) کی سمجھ میں آجاتے ہیں وگرنہ صاحب واقعہ اور سامعین کے مابین نہ متابعت کی وجہ سے وہ اُن احوال کو سودا پن پر محمول کرتے ہیں.

حقیقت یہ ہے کہ وہ اصل میں ذکر پر مداومت کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے اور ہوتا یوں ہے کہ مداومتِ ذکر کا پرتو حق تعالیٰ ولایتِ شیخ کے اوپر ڈال لیتا ہے تو اُس کا عکس مرید کے وجود پر پڑتا ہے. یہ عکس کبھی غالب تر یا ظاہر تر ہوتا ہے اور کبھی پوشیدہ تر.

عالم ربوبیت تک رسائی:

جب ذاکر کا یہ حال ہو جائے تو اُسے ذکر کی بدولت ایک ایسی حلاوت ملتی ہے کہ اس کی برکت سے وہ تمام لذات کو بھلا دیتا ہے اور اُسے کھانے پینے کی ضرورت ہی نہیں رہتی. اِس مقام پر اُسے پیر و مرشد کی دستگیری کی ضرورت ہوتی ہے. مرشد اُس کی اِس مقام پر کوشش سے مقامِ کشش کی جانب اپنی حُسن تربیت کے ذریعے رہنمائی کرتا ہے یہاں تک کہ سالک کے احوال میں جذبہ کی تاثیر پیدا ہوتی ہے اور یہی جذبہ اُسے ولایت کے اُس عالم سے اٹھالیتا ہے اور وہ اس عالم سے آگے گزر جاتا ہے جہاں اسے نقطۂ بیشمار سورج، چاند، ستارے، بجلی اور کڑک دکھائی دیتے ہیں. اب وہ عالم ربوبیت کی سرحد میں داخل ہو جاتا ہے. عالم ربوبیت کی خوشبوئیں اُس کے مشام میں آنے لگتی ہیں. موجودات سے اُس کے وجود کا تعلق چھوٹ جاتا ہے. اب وہ سراپا ''ربانی'' ہو جاتا ہے، وادیٔ فقر کی سموم فنا چلنے لگتی ہے. کائنات کی ہر چیز پر آیت کریمہ ﴿لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ﴾ ''کسی چیز کو باقی رہنے نہیں دیتی.'' (74:28) کی تلوار چلائی جاتی ہے. خرمن ماسوی اللہ کو آگ لگتی اور اس کے راکھ کو ''لا ابالی'' کی طوفانی ہوا میں اڑا دیا جاتا ہے.

اِس مقام پر ((كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَّعَهٗ شَيْئٌ)) ''صرف اللہ تھا، اُس کے ساتھ اور کوئی نہ تھا'' کا راز آشکارا ہو جاتا ہے.

﴿ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾ ''آج بادشاہت کس کی ہے؟'' (40:16) کی صدا لگائی جاتی ہے تو﴿ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ ''اُس اللہ کی ہے جو واحد قہار ہے.'' (40:16) کا جواب واشگاف طور پر مل جاتا ہے. اور ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کی صدا اُٹھنے لگتی ہے.

ظہورِ جذبہ:

اب اِس کے بعد العزیز الرحیم کی تقدیر کے طفیل مرید و سالک میں حال، کششِ حق تعالیٰ کے جذبہ کی صورت میں نمودار ہو جاتا ہے. اُسے شرابِ جمال کا چھلکتا ہوا جام پلایا جاتا ہے اور بادۂ جلال کا لبالب بھرا ہوا جام اُس کے ہاتھوں میں تھمایا جاتا ہے تاکہ شرابِ جمال کے نشے کی برکت سے وہ بادۂ جلال کو بھی قبول کرنے کے لیے مستعد ہو جائے. اس مستی میں جو ''صحو'' کی کیفیت ملتی ہے، اُس کی بدولت آیت کریمہ ﴿ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ﴾ ''جو نیکی کریں اُن کے لیے نیکی اور اضافہ بھی ہے'' (10:26) میں مضمر استعدادِ کمال عیاں ہو کر سامنے آ جاتی ہے.

یہاں تک کہ آیت کریمہ ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ ''وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں'' (59:23) کی تجلی ھویت کا ظہور، فانی ہو کر سالک کو ایسی فنا مل جاتی ہے کہ اس کے بعد سالک کی بشریت جس کا خاصہ ظلمتِ محض ہے، نورِ محض میں تبدیل ہو جاتی ہے اور اُس کا نفس جس کی صفت میں حق تعالیٰ نے ﴿ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ﴾ ''بیشک نفس برائی کرنے پر اکساتا ہے'' (13:53) فرمایا تھا وہ اپنی ضد میں بدل جاتا ہے جس کو حق تعالیٰ یوں خطاب فرماتا ہے ﴿يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اِرْ

جِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴾ ''اے اطمنان والے نفس! اب تو اپنے رب کی طرف لوٹ آ، اِس حال میں کہ تو اُس سے خوش ہے اور وہ تجھ سے راضی'' (89:28) اِس مقام پر سالک کی شیطانیت، ملکیت میں بدل جاتی ہے.

متابعت سنت ربانیت کی نشانی:

اب اس کے بعد وہ مکمل طور پر ''ربانی'' بن جاتا ہے. چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿کُوْنُوْا رَبَّانِیِّیْنَ﴾ ''لوگو! تم رب والے بن جاؤ.'' (3:29) اب اُس سے سوائے عبادت کے کوئی اور کام سرزد ہی نہیں ہوتا.

وہ ظاہراً و باطناً افعال میں حق تعالیٰ کا مظہر بن جاتا ہے اور خواجہ کائنات، سرور موجودات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کا شرف پالیتا ہے.

جان لے! اس مقام کو رسائی متابعت سنت کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی.

بدنامیوں اور مصیبتوں کی حقیقت:

چاہیے کہ بلاؤں سے راہ فرار اختیار کرے اور نہ ہی بدنامیوں سے اجتناب کرے حق تعالیٰ جَلَّ جَلَالُهٗ وَعَمَّ نَوَالُهٗ فرماتے ہیں: ﴿عَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ﴾ ''ممکن ہے کہ تم کسی ایسی چیز کو ناپسند کرو حالانکہ وہی تمہارے لیے بہتر ہو.'' (2:216)

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بلا کی صورت میں اپنی عطا سے نوازتے ہیں. اگر سالک احوالِ مشائخ کی بابت عربی اور فارسی میں لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ کے بندگان خاص میں سے کوئی ایسا نہیں ہے

جس پر بلائیں نہ آئی ہوں یا اُس پر بہتان طرازی نہ ہوئی ہو *ابتلایات الاولیاء* کے نام سے ایک کتاب ہے اگر دسترس ہو جائے تو اُسے پڑھ کر معلومات حاصل کی جا سکتی ہے. اگر چہ میرے پاس فرصت کی کمی ہے اور وقت کا دامن ہاتھ سے چھوٹ رہا ہے پھر بھی میں تھوڑا بہت مصائب اولیاء کا ذکر کر لیتا ہوں.

میں نے دوستوں کے حکم کی بجا آوری میں کمر ہمت باندھ کر اِس رسالہ کو لکھنا شروع کر دیا ہے. تو لازم ہے کہ *ابتلایات اولیاء* کی ایک دو حکایات جو اِس دنیا میں پیش آئی ہیں، بیان کروں. تا کہ اگر سالک کسی بلا میں مبتلا ہو جائے تو وہ اُسے بارگاہ حق تعالیٰ کی جانب سے بڑی نعمت جانے.

حدیث قدسی میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم حق تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((مَنْ اَحَبَّنِي اَحْبَبْتُهٗ وَ مَنْ اَحْبَبْتُهٗ اِبْتَلَيْتُهٗ وَ مَنِ ابْتَلَيْتُهٗ قَتَلْتُهٗ وَ مَنْ قَتَلْتُهٗ فَاَنَا دِيَتُهٗ)) ''جو مجھ سے محبت کرتا ہے میں اُس سے محبت کرتا ہوں جس سے میں محبت کرتا ہوں اُسے میں مصیبتوں میں مبتلا کرتا ہوں. جسے میں ابتلاء میں ڈالوں اُسے میں قتل کرتا ہوں جسے میں قتل کر دوں تو میں ہی اُس کی دیت ہوں.''

سالکین کو چاہیے کہ اِس حدیث قدسی کو مدنظر رکھیں اور اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں ہزار دل و جان قربان کریں کیونکہ حق تعالیٰ نے خون بہا کے حوالہ سے فرمایا کہ میں ہی اُس کا خون بہا ہوں.

دیگر مرید کے اندر جن دس خصلتوں کا ہونا ضروری ہے اُن میں سے ایک ''عیاری'' ہے. اِس کا مطلب ہی یہ ہے کہ اگر راہ سلوک میں جان بھی چلی جائے تو

منت جان پر رکھنی چاہئے نہ کہ اللہ تعالیٰ پر.

مرید کے دس خصائل:

عجیب بات ہے کہ میں بات کو مختصر کرنا چاہتا ہوں مگر یہ طول پکڑتی جارہی ہے، جب مرید کی دس ضروری خصلتوں کا تذکرہ چھڑ گیا تو اختصار کے ساتھ اُنہیں بیان کر دینا چاہئے تاکہ مرید سالک اپنے اندر اِن خصلتوں میں سے کوئی خصلت نہ دیکھے تو اسے اپنی خامی جانتے ہوئے اُس کے حصول کی کوشش کرے.

شیخ محقق ابوسعید قدس اللہ روحہ کے فرمان کے مطابق مرید کے دس خصائل یہ ہیں:

اول: چاہیے کہ مرید ہوشیار اور تیز فہم ہو، تاکہ وہ اپنے شیخ کے اشارات سمجھ سکے.

دوم: چاہیے کہ مرید کا نفس مطیع و فرمانبردار ہو، تاکہ وہ شیخ کے اوامر کو بجالا سکے.

سوم: چاہیے کہ مرید کی سماعت تیز ہو، تاکہ وہ شیخ و مرشد کے کلام کا فوراً ادرک کر سکے.

چہارم: چاہیے کہ مرید روشن دل ہو، تاکہ وہ دیدۂ دل سے ولایت شیخ کی عظمت کو دیکھ سکے.

پنجم: چاہیے کہ مرید صادق القول ہو، تاکہ وہ واقعات کے بیان میں کمی و بیشی نہ کرے. واقعات میں کمی وبیشی کرنا راہ سلوک میں حجاب بنتا ہے اور اس سے غیب کا دروازہ بند ہو جاتا ہے.

ششم: چاہیے کہ مرید وعدے کا سچا ہو.

ہفتم: چاہیے کہ مرید جوان مردی کا حامل ہو تا کہ جو کچھ وہ اِس دنیا میں خرچ کرتا ہے اُس سے اُس کے دل میں کوئی حرج نہ ہو.

ہشتم: چاہیے کہ مرید اسرارِ شیخ اور احوال و واقعات کی اچھی طرح حفاظت کرنے والا ہو.

یہاں ایک حکایت بیان کر دیتا ہوں تا کہ سالکین اِس سے فائدہ اُٹھا سکیں. وہ حکایت یہ ہے کہ میں 686ء میں ماہ رمضان میں اعتکاف میں بیٹھا ہوا تھا. چھ دنوں کے بعد اچانک یہ خیال آیا کہ حضرت شیخ مجدالدین بغدادی قدس اللہ روحہ کہ ہماری ہزار جانیں آپ پر فدا ہوں، جیسی عظیم شخصیت کو بہت جلد لوگوں کے درمیان سے اٹھالیا گیا. اِس کا راز کیا ہے؟:

اتنے میں اچانک یہ آواز سننے میں آئی کہ: "وہ یہ کہ آپ یہ چاہتے تھے کہ راہ سلوک کی باتیں ا، ب، ت، ث کی طرح زبان زدعام ہو جائیں. اِس کے فوراً بعد یہ آواز سنائی دی کہ خبردار! راہ سلوک کے اسرار غلط کاروں اور باطل لوگوں سے محفوظ رکھنا".

(اِس آواز کا سننا تھا) کہ میں نے شیخ کے اسرار و واقعات کی حفاظت کو ضروری سمجھا.

نہم: مرید کو چاہیے کہ ہر اُس شخص کو دوست رکھے جو اُسے نصیحت کرے. اور اُس کی نصیحت کو قبول کرے.

دہم: مرید کو چاہیے کہ وہ عیار ہو یعنی اگر اِس راہ سلوک میں اُس کی پیاری جان بھی چلی جائے تو منت اپنی جان پر رکھے.

جب مرید اِن دسوں خصلتوں سے آراستہ ہو جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ راہ سلوک

اُس کے لیے جلد طے ہو جائے گی.

ابتلایات اولیاء:

اب ہم اصل بات کی طرف لوٹ آتے ہیں کہ مرید کو چاہیے کہ وہ بلا و مصیبت سے راہ فرار اختیار نہ کرے.

اویس قرنی رضی اللہ عنہ: حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ جب کسی محلّہ سے گزرتے تو بچے اُن کو پتھر مارتے تھے حتیٰ کہ اُن کی کمزور کمزور پنڈلیاں خون آلود ہو جاتیں. بچے کہتے کہ یہ پاگل ہے مگر آپ فرماتے کہ تم پتھر میری پشت پر مارو تا کہ میرے پاؤں میں زخم نہ آئیں ورنہ میں نماز میں قیام سے رہ جاؤں گا لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوتی تھی.

حضرت ذوالنون مصری: حضرت ذوالنون مصری قدس اللہ روحہ کا واقعہ ہم نے پہلے ذکر کر لیا ہے.

حضرت شیخ ابوسعید: حضرت شیخ ابوسعید قدس اللہ روحہ کو 'مہنہ' (اُن کے اپنے شہر) سے لوگوں نے نکال دیا. اگر کوئی راستہ میں اُن سے ملتا تو اُن سے منہ پھیر لیتا تھا. جب آپ با جماعت نماز کے لیے تشریف لے جاتے تو آپ کے سر پر خاکستر اور گوبر ڈالتے تھے.

حضرت ابراہیم ادہم: حضرت ابراہیم ادہم قدس اللہ روحہ اگر کچھ دیر ستانے کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے تو آپ کو بالوں سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے نکال باہر کرتے تھے.

حضرت بایزید بسطامی: حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ کی پیٹھ پر بسطام میں کوڑا کرکٹ اور گوبر پھینکتے تھے. اور یہ ظلم وزیادتی اِس لیے ڈھائی جاتی تھی کہ آپ نے فرمایا تھا: اَوْلِیَآئِی تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں. انہیں میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا.

متابعت سنت کی برکات:

لیکن اِس زمانے میں عجب حالات کا سامنا ہے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اولیاء اللہ فرشتوں سے بھی بہتر و برتر ہیں اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے اولیاء اللہ کو عطا فرمایا ہے وہ کسی اور کو مل ہی نہیں سکتا. اِن لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ اولیاء اللہ کو جو کچھ ملا ہے وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی متابعت کی وجہ سے ملا ہے. متابعت سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوگا. جو کوئی صدق نیت کے ساتھ راہ سلوک پر چلتے ہوئے جادۂ شریعت پر گامزن ہوگا اللہ تعالیٰ قلیل وقت میں اپنے فضل وکرم سے وہ سب کچھ عطا کرے گا جو گزرے وقتوں میں مدت دراز کے بعد ہی حاصل ہوتے. ایسے بندے کی خاطر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے.

غنیمت کے لمحات:

اے خانقاہ میں جمع ہونے والے بھائیو! عزیزو! اِس وقت کو غنیمت جانو، اپنے پیر ومرشد کے دامن ارادت کو ہاتھ سے چھوٹنے مت دو، وہ جو فرماتے ہیں اُس میں مشغول رہو عنقریب احوال غیب کی خوشبو تمہارے مشام سے ٹکرائے گی اور تمہارے دیدہ ودل اور کان کے دریچے کھول دے گی. اور عالم ملکوت کا تُو نظارہ کرنے لگے گا. اور

وہاں کی خوشنوائی سے تمہارے کان آشنا ہوں گے۔

خبردار! منکرانِ طریقت کی باتوں میں نہ آنا ورنہ عنقریب اولیاء اللہ کی بچی کچھی یہ برکات اُٹھ جائیں گی پھر راہ طریقت کبھی طے نہ کرسکو گے۔ چنانچہ مشائخ طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا ہے:

"کہ ایک دن ایسا ہوگا کہ اولیاء اللہ کا وجود کبریت احمر کی مانند ہوگا۔ اطراف عالم میں لوگ انہیں ڈھونڈتے پھریں اور اُن کے وجود کا کوئی نشان نہیں پائیں گے تب لوگ پشیمان ہوں گے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوگا"۔

آمدیم برسر مطلب:

مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ" کے ذکر میں ہی مشغول رہو۔ اور یہ حضرت شیخ کا بھی فرمان ہے۔ یقین جانو جتنے مقامات پر قرآن مجید میں اِس ذکر کی فضیلت آئی ہے اُتنی کسی اور عبادت اور ذکر کے بارے میں نہیں آئی ہے راہ طریقت پر چل کر بارگاہ حق میں رسائی پانے والے اکثر و بیشتر حضرات نے اِسی ذکر کو ہی اختیار فرمایا ہے۔ اگر بعض حضرات نے اسم ذات "اللہ" کا ذکر اختیار کیا ہے تو یہ بھی "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" کے ذکر میں داخل ہے مگر نفی و اثبات کے واسطہ کے ساتھ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

مشائخ طریقت کا معمول:

مشائخ طریقت قدس اللہ ارواحہم فرماتے ہیں:

"تاَ مُرید چھل سال به طریق لا اله الا الله سلوك نه كند ،

بہ حقیقت اللہ نرسد. جب تک مرید چالیس سال تک لَا اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ کے ذکر کے طریق پر سلوک نہ کرے گا، اِسم ذات کی حقیقت تک
رسائی نہیں پا سکے گا"۔

ہمیشہ یہی ذکر کرتے رہنے کی وجہ سے مشائخ کرام کے آگے سے رکاوٹیں دور ہوگئی ہیں اور وہ بارگاہ حق تعالیٰ میں باریاب ہو چکے ہیں. اِسی ذکر کی برکت سے وہ مسجد اِقصیٰ کی معنویت کو پہنچ چکے ہیں جو کہ مقامات اولیاء کی انتہا اور کرامات اولیاء کی غایت ہے. اِس مقام کو عبور کرنا اس لیے ناممکن ہے کہ یہاں اشارت بے سود ہوتے ہیں اور بولنے والی زبان گنگ. (چنانچہ مشائخ کرام رضوان اللہ علیہم کا قول ہے)

" مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ. جسے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائے
اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے"

اِس مقام پر کان سننے سے بہرے ہوتے ہیں اور عقل اُس واردات کی تہہ میں شکستہ پا ہوتی ہے. علم کے میدان میں راہنمائی کرنے والے راستہ گم کر دیتے ہیں اور شہباز معرفت اُس عالم میں پرواز کرنے سے رہ جاتے ہیں. علم جہل میں بدل جاتا اور معرفت انکار میں، اور یہ مقولہ ہے کہ:

"قلم این جا رسید سر بشکست" جب قلم یہاں پہنچا تو اُس کی نوک ٹوٹ گئی.

ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی اہمیت:

اب ہم اصل بات کی طرف آتے ہیں کہ ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سالکوں کا رہبر

ہے، طالبانِ حق کی پونجی ہے، اہلِ خوف کی اُمید ہے، امیروں کے مال کا نگہبان ہے، درویشوں کا سرمایہ ہے، دردمندوں کے زخم کا مرہم ہے، عاشقوں کو مست کرنے والی شرابِ طہور ہے، مشتاقین کا غمخوار ہے، بے دلوں کی آفتِ جان ہے، وہم وگمان کو ملیامیٹ اور جڑ سے اکھاڑنے والا ہے، تمیز ومعرفت اللہ کی ہوا اِسی سے چلتی ہے، اور خانۂ دل (جسے عرش الرحمٰن ہونے کا شرف حاصل ہے) علم وفہم اور اُرادت کے اندازے کے مطابق ہوتا ہے.

اللہ تعالیٰ تک رسائی کا بہترین ذریعہ:

جب ذکر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کا سرِ نہاں، حرف وکلمہ اور صوت سے ماوراء ہو کر دلِ ذاکر پر تجلی ڈالتا ہے تو اُس کے حواس کی مملکت میں آگ لگ جاتی ہے. سلطنتِ عقل درہم برہم ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ اپنی ولایت میں غیر اللہ پر آیت کریمہ ﴿لَا تُبۡقِیۡ وَلَا تَذَرُ﴾ "کسی چیز کو باقی نہیں چھوڑتا ہے" (74:28) کی صدا لگاتے ہیں.

زحمت غوغا بہ شہر بیش نہ بینی

چون علم پادشہ بہ شہر درآید

☆جب شہر میں بادشاہ کے جھنڈا کی آمد ہوتی ہے تو شہر میں شور وغوغا خوب ہوتا ہے.

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کلمہ ذاکر کی نگہبانی کرتا اور اُسے واصل بحق بنا دیتا ہے. اِسی واسطے بزرگانِ دین نے فرمایا ہے:

هیچ کس به هیچ عبادت به حق نرسد الا به مداومتِ ذکر الله عزوجل جلاله، کوئی فرد ذکر اللہ جل جلالہ پر مداومت

کیے بغیر کسی اور عبادت کے ذریعے واصل بحق تعالیٰ نہیں ہوتا.

فضائل ذکر:

اِسی حقیقت کے پیش نظر ذکر ہی افضل الاعمال، خیر الاعمال اور اشرف الاعمال ہے. اور جو خصوصیت ذکر کو حاصل ہے وہ کسی اور عبادت کو حاصل نہیں ہے، چنانچہ مشائخ طریقت قدس اللہ ارواحہم سے نقل ہے کہ اُنہوں نے فرمایا:

مَا سَلَكَ الْمُرِيْدُوْنَ طَرِيْقًا اَصَحَّ وَاَوْضَحَ مِنْ طَرِيْقِ الذِّكْرِ وَلَا يَصِلُ اَحَدٌ اِلَى اللّٰهِ جَلَّ جَلَالُهٗ. "مریدین طریق ذکر سے صحیح تر اور واضح تر کسی طریق پر چلے ہیں اور نہ ہی کوئی مداومت ذکر کے بغیر اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہنچا ہے."

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ ﴾ "تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کرتا ہوں." (10:26)

حدیث قدسی میں ارشاد حق تعالیٰ ہے: ((اَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِيْ)) "جب بندۂ ذاکر میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں."

((وَاَنَا مَعَ الْعَبْدِ الذَّاكِرِ اِذَا ذَكَرَنِيْ اس ذاکر بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے.))

((وَاَنَا اُحِبُّ الذَّاكِرَ)) اور میں ذکر کرنے والے کو دوست رکھتا ہوں.

وَهُمْ قَوْمٌ لَّا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ. ذاکرین ایسے لوگ ہیں جن کی صحبت میں بیٹھنے والا کبھی شقاوت کا شکار نہیں ہوتا.

ذکراللہ کرنے والوں کے فضائل:

کلمہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کی برکت ہے کہ تمام موجودات ذاکر کے حق میں تسبیح پڑھتے ہیں. فرشتے اُس پر درود بھیجتے ہیں. نباتات وحیوانات اس بات پر ناز کرتے ہیں کہ ہم اس کے بدن کے جزو بنتے ہیں اور جمادات بھی فخر کرتے ہیں. زمین کہتی ہے کہ ذاکر میری پشت پر ہے. آسمان کہتا ہے کہ ذاکراللہ کے طفیل سے ہی میں معلق ہوں. اور چاند سورج کہتے ہیں کہ ہماری تابانی اِسی ذاکراللہ کی برکت سے ہے. اور ذاکراللہ کے دم سے حق تعالیٰ دنیا کو قائم رکھتے ہیں.

مزید فضائل ذکر اور مقام عوام:

کلمہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کا ہی یہ شرف ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں ((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ)) ''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اُس وقت تک قتال کروں کہ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے لگیں.''

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ ((جو کوئی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتا رہے حق سبحانہ و تعالیٰ اُس کے پڑھنے سے سبز پروں والا ایک پرندہ پیدا فرماتا ہے جو پرواز کرتا ہوا عرش کے ستون تک پہنچ جاتا ہے. حق تعالیٰ و تقدس اُس پرندے کو ندا دیتے ہیں کہ اے پرندے! تو آرام کر. تو وہ پرندہ کہتا ہے: اے خداوند! جب تک تو میرے پڑھنے والے کو بخشے گا نہیں میں کیسے آرام کروں؟ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے تیرے پڑھنے والے کو بخش دیا. تب وہ پرندہ آرام سے بیٹھ جاتا ہے.))

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ ((جو کوئی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتا رہے تو حق سبحانہ

وتعالیٰ اس کلمۂ پاک کو حکم دیتا ہے کہ اس کے پڑھنے والے کے نامۂ اعمال میں جا کر جو اس میں گناہ نظر آئے اُسے مٹا دے اور جہاں نیکی نظر آئے وہاں قرار پائے.))

یہ اِسی کلمہ کا ہی تو شرف ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والسلام نے فرمایا ہے((مَا نَزَلَتْ كَلِمَةٌ اَجَلَّ مِنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ)) "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے بڑھ کر جلالت شان والا کوئی کلمہ زمین پر نہیں اترا گیا."

اِس کلمہ کی فضیلت یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے بارالٰہا! مجھے خصوصیت کے ساتھ کوئی ایسی چیز سکھا دے جس سے میں تجھے پکاروں. اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا کر. موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! یہ کلمہ تو تیرے سارے بندے پڑھتے ہیں. مجھے ایسا کلمہ سکھا دے جو میرے لیے ہی مخصوص ہو. حق تعالیٰ وتقدس نے دوبارہ فرمایا: تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہی پڑھا کر، اگر ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں اور اُن کے مابین جو کچھ بھی ہے اُن سب کو ترازو کے ایک پلڑے میں اور اِس کلمہ پاک کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا وزن بڑھ جائے گا.

یہی وجہ ہے کہ سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے((خَبَرًا عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِیْ وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ فَقَدْ اٰمِنَ مِنْ عَذَابِیْ)) "کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میرا قلعہ ہے. جو میرے قلعہ میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے مامون ہوا."

کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے فضائل وستائش تو بیشمار ہیں اگر وقت میں گنجائش ہوتی

اور اِس بندۂ بیچارہ کو جمعیتِ خاطر ہوتی تو بلا مبالغہ کئی دفاتر اِس کلمہ کی فضیلت میں لکھ ڈالتا مگر چونکہ میں شروع میں ہی (بات مختصر کرنے سے) معذرت کر چکا ہوں اور انسان کے لیے تھوڑی بات بھی کافی ہوتی ہے اس لیے اسی پر اکتفا کرتا ہوں.

مقامِ خواص:

سلطان السالکین حضرت شیخ رضی الدین علی لالا قدس روحہ العزیز فرماتے ہیں کہ یہ جو کچھ فضائل، ذکرِ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ آپ نے سنے ہیں یہ اُن لوگوں کے لیے ہیں جو اخلاص سے یہ کلمہ پڑھتے ہیں اور یہ مقام عوام کا ہے. خواص کا مقام ذرا دیکھئے جو قول لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ سے آگے بڑھ کر علم لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه تک پہنچ چکے ہیں. اُن کی کیا رفعت وشان ہوگی؟.

حضرت شیخ علی لالاؒ کا واقعہ:

حضرت شیخ قدس اللہ روحہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس معاملہ میں ایک واقعہ پیش آیا ہے جبکہ بارہا میری اُن سے بحث بھی ہوئی ہے. وہ واقعہ یہ ہے کہ نفس نے کہا:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ عام اولیاء کا انتہائی مرتبہ ہے. اور یہ ساری منزلت اُن کو صرف اس کلمہ کے پڑھنے کی برکت سے ملے گی. یہی کہتا تھا کہ میں نے ایک حجاب دیکھا اور یوں لگا کہ اُس پردہ کی اوٹ سے کوئی باہر آرہا ہے. حقیقت یہ تھی کہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کے حجابِ قول سے نورِ علم نمودار ہوا اور اِس ناتواں کے وجود میں داخل ہوگیا. ایسا لگتا تھا کہ گویا آسمان سے آگ آئی، کسی چیز کو لگی اور اُسے جلا ڈالا. لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کا نورِ علم اِس ناتواں کے وجود میں داخل ہوا. میرا سارا وجود اُس سے جل گیا. کچھ بھی باقی نہ رہا.

اور جس وجود کی طرف اشارہ ہو رہا ہے وہ یہی نور ہے. مثلاً کسی چیز کو لگ کر جلا ڈالے تو جو باقی رہتا ہے وہ آگ ہی ہے. اب پورا وجود نور ہی نور تھا. نگاہ میں وحدانیت کے سوا کچھ نہ تھا. اور کانوں میں سراپا کلام احدیت تھا جبکہ دل میں کلی طور ذوق ربوبیت تھا. اس کے علاوہ موجودات کی کوئی چیز نظر میں نہیں تھی. پورا وجود اُس نور کے اندر ایسا تھا جیسا کہ آگ میں اگر سونے کو پگھلایا جاتے تو سونا اور آگ ایک ہو جاتے ہیں اِسی طرح کلُ موجودات وہی نور تھے. یہ مقام خواص کا ہے جو علم لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ سے ملتا ہے اور یہ مقام عوام سے عالی تر اور شریف تر ہے جو قول لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے ملتا ہے.

قول لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے کرشمے:

اگرچہ قول لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ حجاب ہے مگر یہ عظمت، عزت و جبروت، جلال و کبریاء اور ربوبیت والوہیت کا حجاب ہے اور سالک کو علم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰـهُ کے نور سے جو چاشنی ملتی ہے اُس کی حقیقت کے متعلق حیران ہوتا ہے کہ جب سالک آتش ذکر میں کلی طور پگھل جاتا ہے تو وہ نور پیدا ہوتا ہے اور اپنے وجود میں لذت وحلاوت اور ذوق و راحت پانے لگتا ہے. سالک اس کشمکش میں رہتا ہے کہ اگر میرا وجود نور سے الگ ہے تو نور کا وجود کہاں ہے؟ اور میں ہی نور ہوں تو یہ کون ہے؟ اور وجدان و ذوق اور لذت کیسے حاصل ہوتا ہے؟ اس مقام کو رسائی پا کر ظلمت وجود خالص نور میں، نفس کا ثقل خفت میں اور کثافت لطافت میں بدل جاتی ہے اور حق جل جلالہٗ کی طلب کے سلسلے میں اس کے وجود کے اندر ارادت وطلب، حرافت وشوق اور حرکت وجد پیدا ہوتے ہیں.

مقام معراج کو رسائی:

لحظہ بہ لحظہ اہتزاز و وجد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک اُس کے اندر جذبہ حق تعالیٰ پیدا ہوتا ہے جو اُسے ہر روز اور ہر آن ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچاتا ہے یہاں تک کہ اُسے روحانی طور عروج و پرواز کا اتفاق ہو جاتا ہے۔ اِسی عروج و پرواز کے دوران ہی اُن صفاتِ حق جل وعلا کے انوار و اسرار اور علم و معانی سے گزرنا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے اُس سالک کے اوپر اپنی صفات الٰہیہ کی تجلی فرمادیتے ہیں۔

مقام فنا کو رسائی:

جب سالک کو روحانی طور پر عروج و سیر حاصل ہوتی ہے اور حق تعالیٰ اُسے اپنی صفات کی تجلی سے مشرف کر دیتے ہیں تو اُسے مقام خاص الخاص کے راستے پر لگا دیتے ہیں اور یہ وہ مقام ہے جہاں سالک پر صفت ربوبیت اور الوہیت کی تجلی پڑتی ہے اور وہ ہویت حق تعالیٰ کی تجلی ظاہر ہونے پر مقام فنا کو پہنچ جاتا ہے۔ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں یہی مقام فنا ہے جہاں اشارت عبادتِ سرّی میں بدل جاتی ہے۔ اِسی مقام فنا کے متعلق صوفیاء فرماتے ہیں: "ھر کہ بچشید بدانست" یعنی اِس مقام کو صرف وہی جانتا ہے جو اُسے چکھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی، آپ کو، تمام طالبینِ صادق کو اور مریدین و عاشقین کو اپنے جودِ کرم سے اِس کی توفیق بخشے، ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو کہ اِس کا سزاوار ہے اور درود ہو، اشرف المخلوقات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ ﷺ کی آل پر۔

عَرَفَهَا مَنْ عَرَفَهَا وَ جَهِلَهَا مَنْ جَهِلَهَا

جس نے اُسے پہچانا وہ تو پہچانا اور جو نہ پہچانا وہ جاہل رہا.

راہ طریقت کے طالبین کو چاہیے کہ وہ اِس راہ کو پیر و مرشد کی صحبت و خدمت میں ہی طے کریں اور اِس بات کی خوب کوشش کریں کہ.

۱- ترک دنیا.

۲-جاہ و رتبہ سے اعراض.

۳- دنیاداروں کی صحبت سے بے رغبتی.

۴-ہم جنسوں کی صحبت سے لاتعلقی اختیار کریں.

کیونکہ یہ راستہ اسی طرح طے ہوتا ہے. راہ طریقت بحث و مناظرہ، قیل و قال اور زیارت و اسفار سے کبھی طے نہیں ہوتی.

واقعات کے ذکر کا مقصد:

طالبان راہِ حق کو چاہیے کہ وہ جان لیں کہ اگر کوئی واقعہ ذکر کیا جاتا ہے تو اُس کا واحد مقصد یہ ہوتا ہے کہ اِس سے طالبانِ حق کے شوق اور عشق میں اضافہ ہو. اگر کسی واقعہ کے ذکر سے سالکان راہ کا نقصان ہوتا ہے. تو واقعہ کے بیان سے گریز کرنا ہی بہتر ہوتا ہے نقصان ہونے کی صورت یہ ہے کہ سالک اِس کشمکش میں مبتلا رہے کہ اُسے بھی حال غیب میں واقعہ کا اتفاق ہوگا کہ نہیں؟ تو ایسے سالک کے آگے واقعہ بیانی کا دروازہ دیر تک کھلا رکھا تو وہ روحانی طور پر قبض کا شکار ہو جائے گا لیکن مجھے امید ہے کہ نہ کوئی قبض کا شکار ہوگا اور نہ اُسے کوئی اورزیاں پہنچے گا.

بندگی کا خیال:

طالب راہ حق کو چاہیے کہ اُس کے پیش نظر صرف اور صرف حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی بندگی کے سوا کچھ نہ ہو. کہ حق تعالیٰ کے فرمان ﴿وَمَا خَلَقْتُ الجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلاَّ لِيَعْبُدُوْنِ﴾ "میں نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے." (51:56) سے معلوم ہوا کہ ہماری تخلیق کا واحد مقصود حق تعالیٰ کی بندگی ہے.

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ارشاد سے عیاں ہوا کہ لا الہ الا اللہ کا ذکر بہترین عبادت ہے. تو اُسے چاہیے کہ اِسی بہترین عبادت میں ہی مشغول رہے. اور اپنے اندر جو کچھ نقص ہے، جان لے وہ نقص ترکِ ذکر کی وجہ سے ہے. حال غیب میں واقعہ نہ دیکھنا نہیں.

جان لے، مرید کی رفعت مقام مداومتِ ذکر سے وابستہ ہے انوار وغیرہ کے نظر آنے سے نہیں. مداومتِ ذکر سے ہی جلد طالب حق مقام عبودیت کو پہنچ جائے گا اور دار جلال الٰہی کو رسائی پائے گا. انشاء اللہ وحدہٗ.

اعانت مسلم:

واقعہ غیب کے ذکر کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ طالبان راہ سلوک میں شوق و ذوق پیدا ہو اور اُن کے ایمان میں اضافہ کا سبب ہو. دراصل یہ مسلمان بھائی کی مدد ہے.

مسلمان بھائی کی مدد کرنے کے بڑے فضائل ہیں چنانچہ سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں:

«إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا دَامَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ

اَلْمُسْلِمِ))

''جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی اعانت میں مصروف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی مدد فرمارہے ہوتے ہیں''

شیخ علی لالاؒ کا واقعہ:

اعانت مسلم کے حوالہ سے حضرت شیخ رضی الدین لالا رضی اللہ عنہ کا واقعہ ذکر کرتے ہیں تاکہ سالکانِ راہ جان لیں کہ اعانتِ مسلم میں جوانمردی دکھانے سے حق تعالیٰ یہ مقام عطا کرتا ہے. اگر اعانت کے حق دار مسلمان بھائی کی کوئی مدد کرتا ہے تو اُس کے مقام کا کیا کہنا!

حضرت شیخ علی لالا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں ایک بستی میں تھا اتنے میں اچانک ایک آدمی بستی سے دوڑتا ہوا آیا اور کہا:

بھائی! مجھے کوئی گرفتار کررہا ہے، براہ کرم، میری فریادرسی فرما.

حضرت شیخ اُٹھ کھڑے ہوئے اور دوڑ پڑے تو اچانک بادل چھا گئے رات پھیلی اور خوب برف باری ہوئی نیز آپ تر بتر ہو گئے حضرت شیخ سے راستہ گم ہوا، گھٹا ٹوپ اندھیرے میں چلنا دوبھر ہو گیا تو آپ نے بارگاہ حق تعالیٰ میں فریاد کی، اتنے میں عصا کی نوک سے روشنی پھوٹنے لگی اور اُس روشنی میں اضافہ ہوتا گیا. اُسی روشنی میں راستہ طے کیا یہاں تک صبح نمودار ہوئی تو وہ نور غائب ہو گیا. جب وہ نور ضوفشاں تھا اُس دوران آپ کو بیشمار فوائد حاصل ہوئے جن کی تفصیل وقت طلب ہے.

اہل ریاضت کی خدمت گزاری:

لہذا ضروری ہے کہ ہروقت مسلمان بھائی کی مدد کے لیے کمر ہمت باندھی رہے اور اِس سلسلے میں کوتاہی نہ کرے. خانقاہیں بنا کر اہل ریاضت کے لیے جو سہولتیں فراہم کی گئی ہیں اُن کا واحد مقصد صرف یہ ہے کہ اگر کوئی راہِ سلوک طے کرنے والا درویشوں کی صف میں شامل نہ ہوسکے تو درویشوں کے کھانے پینے اور لباس کے سلسلے میں خدمت کر کے اس کارِ خیر میں شامل ہوجائے تاکہ درویش حضرات اپنے کھانے پینے اور لباس کی فکر سے فارغ ہوجائیں. خدمت گزار جب درویشوں کے دوستدار ہیں تو اُن کا حشر بھی اُنہی کے ساتھ ہوگا.

حدیث نبوی ﷺ ہے ((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ)) "آدمی کا حشر اُسی کے ساتھ ہوگا، جس سے وہ محبت کرتا ہے."

ایسے لوگوں ہی کے بارے میں ہے جو خود تو درویش نہیں مگر وہ اُن کے دوست اور چاہنے والے ہیں، تو محنت اور خدمت کی وجہ سے اُنہیں میں شمار سمجھے جاتے ہیں اور حق تعالیٰ کیسے کیسے مراتب و مقامات سے اُنہیں سرفراز فرما دیتے ہیں؟

از کمال حال ایشان بی خبر باشد ملك

وزسلوك و نطق ایشان بی اثر باشد فلك

☆ یعنی اہل سلوک کے کمال حال کو جاننے سے فرشتے عاجز ہیں. اور اُن کے سلوک وریاضت سے فلک پر کوئی اثر نہیں پڑتا.

اُن کو اُن کے سیر و سلوک اور روحانی پرواز کی حقیقت سے آگاہی ہے اور نہ

زبان کو علم لا الہ الا اللہ کے "مقصد صدق" پر جلوہ افروز ہونے کی خبر۔ ہر چکھنے والے کو علم کہاں؟ اور ہر باریاب ہونے والے کو آگاہی کہاں؟ جو باریاب نہ ہوا، وہ اس لیے کہ راہ چلا نہیں. اور وہ جو چلا نہیں وہ اس لیے کہ وہ جانتا نہیں.

جو بزرگوں سے صحبت نہیں رکھتا وہ اس لیے کہ وہ اُن کے سیر و سلوک سے بے خبر ہے، چنانچہ وہ اُن کی محبت و ارادت سے محروم ہے.

وہی شخص بادشاہ حقیقی کی باریابی کی سعادت حاصل کر سکتا ہے جسے حق تعالیٰ بزرگانِ دین سے حسن ظن کی توفیق بخشے. جو بزرگانِ دین کی محبت و ارادت سے محروم رہا اُس کے لیے سعادت کا دروازہ بند ہی رہتا ہے. وہ شخص نعوذ باللہ تعالیٰ شقاوت و بدبختی میں گرفتار رہے گا.

بزرگان دین سے حسن ظن:

جس طرح علمِ شریعت علمائے دین کے حق میں حسن ظن سے حاصل ہوتا ہے اِسی طرح بارگاہ رب العزت تک رسائی اور قربت و کرامت کے حصول کا طریق، مشائخ طریقت سے حسن ظن کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا.

بزرگان دین کے مقامات و کرامات کا بیان مثلاً:

(ا) فرشتوں کا نظر آنا اور اُن سے بات چیت کرنا.

(ب) جنت و دوزخ کا نظارہ کرنا.

(ج) بارگاہِ حق تعالیٰ کے مقربین کے مراتب کو دیکھنا.

(د) جنات و شیاطین کا نظر آنا.

(ہ) عالم مُلک وملکوت کے اسرار سے واقف ہونا.

(و) دل کے بھیدوں سے آگاہ ہونا.

(ز) حق جل جلالہٗ کے کلام کی حقیقت کو جاننا.

(ح) حق تعالیٰ کی رویت سے مشرف ہونا.

(ط) ہر زمان ومکان کے ساتھ جو اسرار مخصوص ہیں، اُن کی اطلاع پانا چاہیے کہ آسمان، زمین، عرش، کرسی، لوح، قلم، اسم اعظم، صلوۃ وسطیٰ، لیلۃ القدر، شب برات، شب جمعہ اور روز جمعہ کے مخصوص اسرار، شب عرفہ، روز عید کا سّر، عاشورا کا سّر، شہر مکہ کا سّر، حرم کعبہ کا سّر، حجر اسود کا سّر، مقام ابراہیم کا سّر، زمزم کا سّر، مدینہ منورہ کا سّر، قدس کا سّر، مسجد اقصیٰ کا سّر، صخرہ کا سّر وغیرہ.

یہ سب بزرگانِ دین کے ساتھ کامل حسن ظن کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے.

"رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَاِيَّانَا بِجُوْدِهٖ وَكَرَمِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَقَّ حَمْدِهٖ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ مَنْ اٰمَنَ بِهِمْ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا" اللہ تعالیٰ تمہیں بھی اور ہمیں بھی اپنے فضل وکرم سے (بزرگانِ دین سے حسن ظن کی) توفیق بخشے اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جیسے کہ اُس کی تعریف وثنا کا حق ہے."

اور اللہ کا کثرت سے درود وسلام ہو اُس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر، آپ کی آل واصحاب پر، آپ ﷺ کی ازواج پر، آپ ﷺ کے تابعداری کرنے والوں پر، تمام انبیاء ومرسلین پر اور اُن سب پر جو اُن پر ایمان لائے.

شیخ علی لالاؒ کے کلمات دعا:

حضرت شیخ رضی الدین علی لالا قدس اللہ روحہ کی دعا تبرکا لکھا دی جاتی ہے اور وہ یہ ہے:

اے اللہ! ہر وہ بھلائی جو تو نے اپنے کرم سے اپنے دوستوں کو عطا فرمائی ہے، وہ ہمیں اور ہمارے دوستوں کو بھی عطا فرما۔

اے اللہ! تیری الوہیت کا واسطہ! ہمیں اور ہمارے سب دوستوں کو دین و دنیا کی ساری بلاؤں، ناکامیوں، فتنوں اور نامرادیوں سے محفوظ رکھ۔

اے اللہ! تیرے احسان قدیم کا واسطہ! سب گناہ گاروں، فاسقوں اور تخریب کاروں کو توبۂ نصوح کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! سب گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے سارے بدعتیوں کو سیدھی راہ دکھادے، تمام کافروں کو قبول اسلام کی توفیق عطا فرما،!

اے اللہ! جس کسی نے اِس بندۂ ضعیف سے برا سلوک کیا ہے، تو اُسے معاف فرما، اُس برائی پر تو اس کی گرفت نہ کر!

اے سب سے زیادہ رحم والے! اے سب سے زیادہ کرم والے! تو اُسے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرما!۔

اے درماندہ لوگوں کی دستگیری کرنے والے! ہم درماندہ ہیں ہماری دستگیری فرما۔

اے بے چارہ لوگوں کی فریاد سننے والے! ہم لاچار و بے سہارا ہیں ہماری فریادرسی فرما۔

اے بے کسوں پر رحم کرنے والے؛! ہم بیکس و بے یار و مددگار ہیں ہم پر رحم فرما۔

اے مظلوموں کی پکار سننے والے! ہم مظلوم ہیں، تو ہماری پکار سُن لے۔

اے مضطرین کی دعا قبول فرمانے والے! ہم مضطرولا چار ہیں،
حضور سیّدِ عالم محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل کا وسطہ، تو ہماری دعا قبول فرما!.

اہل ایمان کو آزار پہنچانے کی شومیت:

جاننا چاہیے کہ جس طرح بندگانِ حق تعالیٰ کی راہ سلوک میں اعانت و یاری کرنا سب سے بڑی عبادت ہے اِسی طرح اُس کے برعکس عمل سب سے بڑی عقوبت کا موجب عمل ہے. آگاہ باش! اگر کوئی مجاہدہ و ریاضت میں مشغول ہو تو ہرگز اُس کی تشویش و پریشانی کا سبب نہ بنا. ورنہ تو نعوذ باللہ قہر خداوندی میں مبتلا ہوگا. چنانچہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

«مَنْ شَغَلَهُ شُغِلَ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَدْرَكَهُ الْمَقْتُ فِىْ الْوَقْتِ» ''جو کسی کو اللہ تعالیٰ سے کاٹ کر کسی اور میں مشغول کرڈالے اللہ تعالیٰ اُسے بھی مصیبت اور الجھنوں میں مبتلا کرے گا''

یعنی جس کسی نے بندۂ مومن کی توجہ کو اللہ تعالیٰ سے ہٹا کر الجھنوں میں مشغول کردیا، تو وہ خود خدا تعالیٰ سے کٹ کر مشکلات کا شکار ہوجائے گا اور اللہ تعالیٰ اُسے زمانہ میں قہر و غضب میں مبتلا کردے گا. اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل و کرم سے اپنی پناہ میں رکھے (آمین).

شیخ علی لالاؒ کی نصیحت:

اِسی طرح حضرت شیخ علی لالا قدس اللہ روحہ کی حضرت شیخ بزرگوار احمد گوربانی قدس اللہ روحہ کے اپنے بھتیجے اخی علی، تابعداروں اور بیٹوں کو وصیت ہے، اِس وصیت

کو یہاں لکھ دیا جاتا ہے تو سر مو کے برابر اس سے منہ نہ پھیرنا!

جان لیں، وہ وصیت یہ ہے:

''برادر عزیز احمد! اور دیگر پیارے بیٹو، بھائیو، دوستو اور راہِ حق کے طالبو! جن کلمات کو میں زیرِ قلم لا رہا ہوں، تم اُن میں زیادہ غور و فکر کرنا، ممکن ہے کہ ایسی باتیں کسی اور سے تمہیں سننے کو نہ ملیں. اگر سنی بھی ہیں تو ہو سکتا ہے دل نہ مانتا ہو.

یہ دنیا جھوٹے دعویٰ کرنے والوں سے بھری ہوئی ہے. اُن داعیاں کی کبھی شیخ طریقت میں سے کسی سے ملاقات تک نہیں ہوئی ہے اور وہ راہ طریقت کی ابجد سے بھی نا آشنا ہیں. راہ طریقت کی بنیادی شرط یعنی متابعتِ سنت سے وہ عہدہ برآ نہیں ہوئے. یہ سب لاف زنی اور پیریت کی ڈینگیں مارنے والے ہیں. یہ لوگ محض لوگوں کے سامنے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں حالانکہ راہ طریقت کی بو بھی اُن کو نہیں لگی ہے اور اللہ والوں کے احوال سے نام کے سوا کچھ اُنہوں نے سنا بھی نہیں. جبکہ اہل بصیرت کا اجماع ہے کہ احوال طریقت حقیقۃً معاملات طریقت کا ثمرہ ہوتے ہیں. چنانچہ مشائخ فرماتے ہیں: اَلْاَحْوَالُ مَوَارِیْثُ الْاَعْمَالِ ''احوال اعمال کا نتیجہ ہیں.''

جان لے!، بزرگان دین کے احوال سے آگاہی صرف اُس شخص کو نصیب ہوتی ہے، جس کی زندگی صوری اور معنوی لحاظ سے مکمل طور پر متابعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے پر کٹی ہو. چنانچہ محققین کا

اجماع ہے: وَلَا يَرِثُ الْاَحْوَالُ اِلَّا مَنْ صَحَّحَ الْاَعْمَالَ
''احوال معنوی کا وارث وہی بنتا ہے جو اعمال ظاہری کو درست کرے۔''
حق کی روش وراستہ اور صراط مستقیم یہی ہے جس کسی نے متابعت شریعت کی شرط کو صحیح عمل کے ذریعے پورا نہ کیا ہو اور مہذب اخلاق والے کسی پیر و مرشد کی صحبت اختیار نہ کی ہو پھر مدت دراز مرشد کے امر ونہی کے تحت زندگی نہ گزاری ہو۔ اُس کو راہ طریقت کی حقیقت سے کیا واسطہ؟ اور اُس کو اُس کی کیا شناسائی ہوگی؟ (اُس سے بچو)

حق تعالیٰ کی طلب کی پہلی شرط، ترک دنیا ہے۔ طلبِ دنیا ہر زمانے میں مذموم ہے۔ تمام انبیاء واولیاء نے ترک دنیا کی تلقین فرمائی ہے۔ مطلوب ومقصود کا حصول ترک دنیا پر موقوف ہے اور حق تعالیٰ کو وصول پانا دنیا اور اہل دنیا سے کلی طور پر منہ موڑنے پر منحصر ہے۔

دنیا مبغوضِ حق تعالیٰ ہے ہر زبان میں اُسی کی بُرائی ہے اور تمام ادیانِ عالم میں اِسی کی مذمت کی گئی ہے۔ جب تک کوئی ترک دنیا نہیں کرے گا اُس کا عالمِ ملک وملکوت کے اسرار سے کیا واسطہ؟

ہر وہ عالم، زاہد، متقی، صالح، خرقہ پوش اور ناصح آدمی جو ترک دنیا کرنے کی بجائے اس کتاب کو اپنے لیے دنیا کمانے کا جال بنائے، وہ حق تعالیٰ کا دھتکارا ہوا، راندۂ درگاہ، فریب خوردہ، مبتلائے فتنہ، مطرود ومبغوض اور حق تعالیٰ کا ڈھیل دیا ہوا فرد ہے۔ وہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب ومقرب نہیں ہوسکتا۔ ایسے شخص کو دیکھنے سے دل تاریک ہوتا ہے

اوراُس سے میل ملاپ رکھنا بڑے نقصان کا باعث ہے. ایسے آدمیوں سے دوری اختیار کرنا ضروریاتِ دین اورراہ سلوک ویقین کے لوزمات میں سے ہے. اُن سے لاتعلقی اختیار کرنا راہ طریقت کی سب سے بڑی شرط اور قربتِ حق تعالیٰ کا سبب ہے اوراس سے دشمنی رکھنا حق تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ ہے. اگر چہ یہ آدمی زہدو ورع، علم وصلاح اور خوش روی میں مصروف کیوں نہ ہو. اگر چہ بڑے خاندان کا چشم و چراغ، فصیح و بلیغ اور مناظرہ کرنے والا کیوں نہ ہو، خوش آواز مبلغ، تمام علوم وفنون میں کمالات کا حامل، ملوک وسلاطین کی نظر میں مقبول، ہر خاص و عام کی نگاہ میں ہر دلعزیز، حرمت وحشمت اور ناز ونعم کے ریل پیل میں کیوں نہ ہو. ایسے آدمی سے دوری اختیار کرنا ہی ضروری ہے. کیونکہ حق تعالیٰ کا دین اِن تمام چیزوں سے بے نیاز ہے.

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو شخص متقی اور تارک الدنیا نہ ہو، تو تُو جو لباس پہننا چاہے، زیب تن کر لے اور تو جو بننا چاہے بن جا، مگر ایسے فرد کی دوستی سے دور رہنا ضروریاتِ دین میں سے ہے.

NYF Manzoor & Mehmood Unit Karachi

ایسے آدمی کی صحبت میں رہنا اچھا رہتا ہے جس کے دیکھنے سے حق تعالیٰ کی یاد تازہ ہو، جس کی صحبت سے تو دنیا سے منہ موڑ لے اور تو آخرت کا طلبگار رہے.

اِن ساری باتوں کا فائدہ یہ ہے کہ وہ جان لو کہ خدا تعالیٰ تک وصول، رویت و مشاہدہ اور مکالمہ بالمشافہ ہوتا ہے. وصول الی اللہ اور مکالمہ

بحق تعالیٰ وہم وگمان کے ذریعے نہیں ہوتے.
کشف المحجوب میں یہ حدیث ہے کہ سرور واشرف کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں «اَجِیعُوْا بُطُوْنَکُمْ وَاظْمَاُوْا اَکْبَادَکُمْ وَاَعِرُّوْا اَجْسَادَکُمْ لَعَلَّ قُلُوْبَکُمْ یَرَوْنَ اللّٰہَ عَیَاناً فِیْ الدُّنْیَا» "تم اپنے پیٹوں کو بھوکا رکھو اپنے کلیجوں کو پیاسا رکھو اور اپنے جسموں کو ننگا رکھو تا کہ تمہارے دل، اِس دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ کو کھل کر دیکھ سکیں."
اِسی مفہوم کی کئی حدیثیں اِس ناتوان و بیچارہ نے حضرت شیخ سالک راہ طریقت موسیٰ بن محلی سے سنی ہیں. اُنہوں نے یہ حدیثیں حضرت رتن رضی اللہ عنہ سے سنی ہیں، اُنہی احادیث میں سے ایک حدیث یہ ہے:
«اَخْشُوْا شَنُوْا وَاخْشُوا شَنُوْا وَامْشُوْا حُفَاۃً عُرَاۃً تَرَوْنَ اللّٰہَ جَھْرَۃً» "دشمنی کر نفرت سے بچو بھنے ہوئے (لذیذ) گوشت سے دور رہو، ننگے پیر اور ننگے بدن پھرو.....اللہ تعالیٰ کو تم ظاہر و باہر دیکھو گے."
بندے کا حق تعالیٰ کو وصول پانے کا مفہوم ہی یہی ہے کہ اِس کا کوئی مفہوم نہیں، یہ وصول جسمانی عرض کے عرض سے یا جوہر کے جوہر سے وصول پانے کے قبیل سے نہیں.
حق تعالیٰ کی ذات، جسمانیت، عرضیت اور جوہریت سے پاک و پاکیزہ اور بلند و برتر ہے.
اِس راز کو نہ احاطۂ تحریر میں لایا جا سکتا ہے اور نہ تقریر کے ذریعے اِسے سمجھا جا سکتا ہے. جو کچھ اشارہ اِس راز کی طرف کیا گیا ہے، محض اِس

خاطر ہے کہ سالکانِ راہ اپنی منزل کو پیش نظر رکھیں. ایک آن کے لیے بھی آرام طلبی وتن آسانی کا شکار نہ ہوں اور کسی کمتر مقام کی طرف نظر التفات ہی نہ کریں تا کہ وہ اپنے مقصود کو پانے میں کامیاب ہوں.

جان لے! یہ خصوصیت طریقت کو اور یہ بزرگی اہل طریقت کو ہی حاصل ہے. حق سبحانہ وتعالیٰ سب کو اِس مقام ومنزلت کی توفیق عطا کرے. سب کو یہ دولت وسعادت، شرف وقربت اور اپنی عنایت خاص عطا کرے اور اس آخری منزل سے کسی کو محروم نہ رکھے. اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی پاکیزہ آل وعترت کے وسیلہ سے.

حضرت شیخ عبدالرحمٰن اسفرائنی کی وصیت:

اِسی طرح حضرت شیخ سلطان الطریقہ نورالدین اسفرائنی **متعنا الله بطول بقائه** کی بھی اپنے مریدین اور تابعداروں کو ایک نصیحت ہے کہ:

''فرائض وضروریاتِ دین کا علم حاصل کر کے اُن کی ادائیگی کے بعد ضروری ہے کہ کسی عمل کو خلوت نشینی پر ترجیح نہ دے کیونکہ بزرگانِ دین نے اِسی خلوت نشینی کے ذریعے ہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک رسائی حاصل کی ہے، وہ اِسی راستے پر چلے ہیں اور اُنہوں نے اِسی خلوت نشینی کی تلقین فرمائی ہے.

خلوت نشینی تمام اعمال صالحہ کا خلاصہ ہے کیونکہ اِس کی شرائط، سنت نبویؐ سے ثابت ہیں اور قرآن مجید اِس کی اہمیت پر ناطق ہے''.

NYF Manzoor & Mehmood Unit Karachi

''خلوت'' کیا ہے؟

خلوت غیبت نہ کرنا ہے.

بغیر ذکر کے زبان نہ ہلانا ہے.

لوگوں کو آزار نہ دینا ہے.

روزہ پر روزہ رکھنا ہے.

رات کو پہلو زمین سے دور رکھنا ہے.

اپنے آپ کو قبر و لحد کے حوالہ کر کے بیٹھنا ہے.

قضائے خداوندی پر راضی ہو کے بیٹھنا ہے.

ضرورت کے بغیر بات نہ کرنا ہے.

نماز، جماعت سے پڑھنا ہے.

دوام وضو کی پابندی کرنا ہے.

خواہشاتِ نفسانی کو ترک کرنا ہے.

صبر جمیل کو اپنا پیشہ بنائے رکھنا ہے.

بھوک پر بھوک کا اضافہ کرتے رہنا ہے.

ہمیشہ نفس و شیطان کے ساتھ برسر پیکار رہنا ہے.

دل کا رابطہ خدا تعالیٰ سے استوار رکھنا ہے.

برے اخلاق کو ختم کرنا ہے.

اپنے نفس کو ہمیشہ برا جانتے رہنا ہے.

اپنے گناہوں پر آنسو بہاتے رہنا ہے.

ذخیرہ اندوزی کی عادت کو ترک کرنا ہے.

خدائے تعالیٰ پر توکل کئے بیٹھنا ہے.

اپنے آپ کو تحت آیت کریمہ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ ''ہم نے جن وانس کو صرف عبادت کے لیے پیدا کیا ہے'' عبادت الٰہی میں مشغول رکھنا ہے.(51:56)

الغرض یہ جاننا ہے کہ خلوت نشینی راہ طریقت پہ چلنا ہے.

کل شریعت ہے.

معدن معرفت ہے.

سرمایہ محبت ہے.

حق تعالیٰ کا باعث قربت ہے.

اللہ تعالیٰ کا لطف وکرامت ہے.

اپنی طاعت وعبادت پر شرم وخجالت ہے.

گناہوں پہ حسرت وندامت ہے.

ترک کبر ونخوت ہے.

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت سنت ہے.

بزرگان دین کی موافقت طریقت ہے.

خلوت اپنی ہستی سے انقطاع ہے.

بارگاہ حق تعالیٰ سے اتصال ہے.

نفس وشقاوت کا خاتمہ ہے.

چشمہ سعادت کی درکشائی ہے.
تباہ کاریوں اور مہلکات سے سلامتی ہے.
اوراس سلامتی میں لوگوں کی ملامت ہے.
آہ، عاشقوں کی عشق بازی خلوت میں ہی ہوتی ہے اگر معشوق بھی عاشق پر مائل بہ کرم ہوجائے تو نازوادا کی انتہا ہے.
جب عشق بازی ہوتی ہے تو سرِ نیازمندی ہے.
نہیں نہیں، عاشق حسن کا عاشق ہے. معشوق کا عشق احسان ہے.
اس لیے، عاشق کا عشق جگر سوزی ہے. جبکہ معشوق کا عشق دل فروزی ہے.
خلوت نشینی کی خوبیاں شمار کرنا طوالت چاہتا ہے جس کا وقت کی تنگ دامنی متحمل نہیں ہے. ضرب المثل ہے کہ:
"**تو مادر مردہ را گریہ میاموز.**" یعنی تو مردے کی ماں کو رونا مت سکھا.
جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اُسی پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ خلوت نشینی کی خوبیوں کا ہزارواں حصہ ہے اور مشتے از خروارے والی مثال کا مصداق ہے.
لیکن خلوت نشینی کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ تسلسل کے ساتھ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم تک پہنچتا ہو اور علم شریعت کے ضروری احکام سے ہم آہنگ ہو.

ہنگامہ خیزی کی ممانعت:

وصیت شیخ عبدالرحمٰن اسفرائنی وہی تھی جس کا تذکرہ ہو چکا مگر ضرورت اِس امر کی ہے کہ اگر خلوت نشینی کے تسلسل پر معمولی فرق آئے تو ذکر و خلوت کی شکایت نہ کرے. بلکہ یہ جاننا ضروری ہے کہ ذکر و خلوت نشینی ہی اصل کام ہے. چند باتیں یاد کر کے ہنگامے کھڑے کرنا کوئی دین وایمان نہیں ہے.

اے عشق ولگن والے طالبو! اور اے سچے مریدو! یقین جانو کہ

کز می دو هزار رطل بر پیمائی
تا می نخوری نبا شدت شیدائی

☆ جب تک تو دو ہزار جام شراب نوش نہیں کرے گا تو والہ وشیدا نہیں ہو سکے گا.
تمہیں چند دنوں کی جو فرصت ملی ہے اسے غنیمت جانو.

امروز کار کن که بسی روزگار نیست
آنجا که روزگار دراز است کار نیست

"آج کام کر، کیونکہ وقت زیادہ نہیں ہے وہاں وقت تو بڑا لمبا ہے مگر کوئی کام نہیں ہے."

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

رسالہ کا نام اور مشتملات:

اِس رسالہ کا میں نے "*سلوۃ العاشقین و سکتۃ المشتاقین*" نام رکھا ہے.
اِسی وجہ سے میں مشائخ طریقت قدس اللہ ارواحہم کے فرمودات کو من وعن یہاں لکھ دیا ہے کیونکہ انہی کے فرمودات میں ہی زیادہ برکات ہیں.
نیز نئے نئے مریدین جب پیران ومرشدان کی باتیں سنتے ہیں تو وہ زیادہ تکریم

وتعظیم سے سننے لگتے ہیں. جس کی وجہ سے اُنہیں فائدہ بھی پہنچتا ہے. اِس حقیر کی نظر سالکین راہ کے معنوی فائدے پر ہے نہ کہ اِس بات پر کہ اپنے منہ میاں مٹھو بن کر لوگوں پر خودنمائی کا مظاہرہ کروں اور اپنے حالات ومقامات کا اظہار کروں.

بہ سوگند خوردن کہ زر مغربیست
چہ حاجت، محک خود بگوید کہ چیست؟

☆ یعنی اِس بات کی قسم کھانے کی کیا حاجت ہے کہ یہ سونا دیار مغرب کا ہے، جوہری خود بتائے گا کہ یہ کیسا سونا ہے.؟

وصلی اللہ علیٰ محمدٍ و آلہ اجمعین

تمت الرسالۃ الشریفۃ من مصنفات
الشیخ العالم الربانی علاء الدولہ السمنانی قدس سرہٗ

اس رسالہ کے ترجمہ سے

آج ۲۱ جمادی الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۹ مئی ۲۰۱۰ء

کو بروز اتوار بوقت ۳:۳۰ دوپہر فارغ ہوا

بعون اللہ وحسن توفیقہ العبد المسی

علی محمد ہادی شگری

حال مقیم سنٹرل جیل، گلگت

اختتام کمپوزنگ 7 جون 2011ء بوقت 10:27pm

بدست: غلام حسین ہنڈیلی، خپلو

حواشی

1- یہ خاندان ملوکِ سمنان اور ایلخانی امراء میں سے تھا. شیخ سمنانی کے والد ملک شرف الدین اور چچا ملک جلال الدین سمنانی کی ارغون خان اور اُس کے بیٹے غازان خان کے دربار میں بڑی قدر و منزلت تھی. آپ کی والدہ کے بھائی رکن الدین صاین ایلخانی دربار کے معتمد، عالم اور قاضی تھے.

2- صدرالدّین اخفش، علم نحو میں آپ (علاء الدولہ سمنانی) کے استاد ہیں. چہل مجلس میں آپ کا ذکر آیا ہے. (ص188) اخفش بمعنی جس شخص کی آنکھیں روشنی کی تاب نہ لاسکیں.

3- قاضی القضات شرف الدین سیّد ابراہیم بن سیّد اسماعیل المقتدی
[خلاصۃ النقال: میرزا عباس فیض کاشانی بہ قلم امیر باقری سمنانی، تحقیق سیّد عبدالمطلب حسینی]
دیکھئے: sheikhOalaodole.blogfa.com/cat-9.aspx

4- نفحات میں اِن کا ذکر شیخ نورالدین عبدالرحمان اسفرائنی کسرتی کے ذیل میں بحوالہ علاء الدولہ سمنانی آیا ہے کہ جب آپ کے والد اُن سے پوچھتے ہیں کہ اس زمانے میں کون سے جلیل القدر اولیاء موجود ہیں تو اس کے جواب میں وہ کہتے ہیں: ابن عجیل یمن میں، دوسرے شمس الدین ساوجی ششتر میں اور تیسرے خواجہ حاجی ابہر میں...... [نفحات/440]

5- ملک جلال الدین، ایلخانی ملوک امراء میں بڑے اثر ورسوخ کے مالک تھے.

6- دیکھئے حواشی نمبر 4، تفصیل کے لیے دیکھئے "فتح المبین کا شروع.

7- انوار متلونہ غیبیہ: وہ انوار جو کبھی ظاہر ہوں کبھی نہ ہوں. (معجم اصطلاحات تصوف).

8- اردوئے الجایتو: اردوئے منگولین زبان کا لفظ ہے بمعنی جگہ، کیمپ یا ہیڈ کواٹر. عصری ترکی میں اس کے معنی آرمی، بیس یا ہیڈ کواٹر ہے پرانی ترکی میں معنی طرف، حصہ یا خیمہ ہے. یعنی الجایتو کے بیس کیمپ سے آپ روانہ ہوئے.

NYF Manzoor & Mehmoodabad Unit Karachi

Hasan Celal Guzel, The Turks: Middle ages, Yeni Turkiye, 2011

9- الجان: (ایلخان) تبریز سے مشرق میں 38 میل پر ایک مقام ہے، جو خلکان سے مغرب میں 3 میل پر واقع ہے. یہ اردبیل سے 93 میل اور زنجان سے 118 میل پر واقع ہے.

10- (دیکھئے نقشہ صفحہ نمبر 271)

11- بغداد کی قدیم ترین مساجد میں سے ایک ہے. 290ھ علی مکتفی باللہ عباسی خلیفہ کے عہد میں تعمیر ہوئی. اب شارع الرشید پر واقع ہے. ابن بطوطہ نے اس کا ذکر کیا ہے.
دیکھئے: تاریخ مساجد بغداد و آثارھا محمود شکری الالوسی، کتاب دلیل خارطة بغداد المفصل مصطفیٰ جواد و احمد سوسہ، المجمع العلمی العراقی، 1958ء/125

12- ایک روایت کے مطابق آپ دو اور دوسری روایت کے مطابق تین دفعہ حج کرنے گئے.

13- بغداد کا قدیم ترین قبرستان ہے. دجلہ کے مغرب میں واقع ہے. یہیں امام کاظم مدفون ہوئے اس وجہ سے اسے کاظمیہ بھی کہتے ہیں. شیخ جنید بغدادی (م:) اور شیخ سری سقطی کے مزارات بھی یہیں ہیں.
(دیکھئے صفحہ 273-272)

14- مشہد سے تہران جانے والی ریلوے لائن کے اوپر واقع ہے. سمنان سے بیابانک جانے والے راستے پر پہلے صوفی آباد آتا ہے پھر بیابانک. [فرہنگ جغرافیائی ایران: ج 3] (دیکھئے صفحہ 261)

15- ابوسعید بہادر خان، ایلخانی بادشاہوں (716-736ھ) میں سے تھا. اپنے والد الجایتو خان کے مرنے کے بعد امیر چوپان اور دیگر نے خرسان سے سلطانیہ (تبریز) لا کر تخت نشین کیا [دیکھئے تعلیقات 13]

16- اولجایتو اور اُس کے پوتے ابوسعید بہادر خان کے دور کے معروف امراء میں تھا. بڑا نیک باز، اولیاءِ عظام کا قدردان اور ادب شناس تھا. شیخ علاء الدولہ سمنانی سے خصوصی مراسم تھے. اسی کے دم سے ایلخانی حکمرانوں کی سلطنت قائم ہوئی.

17- امیر نوروز: ایلخانی مغلوں کے عہد کے مشہور امراء میں سے ہے. ارغون خان کا بیٹا تھا، ارغون خان قریباً تیس سال تک شاہانِ مغلیہ کی طرف سے خراسان وغیرہ علاقوں پر حکومت کرتا رہا. باپ کی وفات کے بعد غازان خان کے پاس چلا گیا اور اُس کی مصاحبت میں داخل ہو کر اُسے اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی. غازان خان ان ایام میں خراسان کا حاکم تھا بایدو خان اور غازان خان میں اس لیے ملال ومخالفت پیدا ہوئی کہ غازان خان اپنے آپ کو زیادہ مستحق سلطنت سمجھتا تھا. غازان خان نے امیر نوروز کی رہبری و ترغیب سے شیخ صدرالدین حموی کو بلا کر اُن کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اسلامی نام محمود خان رکھا، غازان خان کے اسلام قبول کرتے ہی بہت سے مغل سرداروں نے اسلام قبول کر لیا. اس کے بعد بایدو خان اور سلطان محمود خاں (غازان خان) کے درمیان ناچاقی بڑھتی گئی اور نوبت محاربہ ومقاتلہ تک پہنچی. سلطان محمود خان نے فتح حاصل کر کے بایدو خان کو قتل کرا دیا اور خود 694ھ میں تخت نشین ہوا. [تاریخ نامہ ہرات/429]

تعلیقات

13- علاؤالدولہ نام احمد بن محمد بن احمد: ابوالمکارم تاریخ تصوف میں اپنی ولایت (بزرگی) کے علاوہ اپنی علمی وفکری سرگرمیوں کی وجہ سے بھی مشہور ہیں. شیخ اکبر کے شارح اور ارادتمند شیخ عبدالرزاق کاشانی (م: 735ھ) کے ساتھ توحید وجودی وشہودی پر اُن کے درمیان مباحث ہوئے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ احمد سرہندی (م: 971ھ) سے تقریبا سوا دو سوسال پیشتر اُنہوں نے نظریہ وحدت الوجود پر اپنا اختلاف بڑی شد ومد سے ظاہر کیا. شیخ سمنانی وحدت الشہود کے حامی تھے. تحقیق طلب بات یہ ہے کہ شیخ سرہند کس حد تک شیخ سمنانی کے نظریات سے متاثر تھے. (دیکھئے نفحات/449)

659ھ بیابانک میں پیدا ہوئے. آپ کا خاندان ملوک سمنان اور ایلخانی امراء میں سے تھا. آپ کے والد ملک شرف الدین کی ارغون خان اور اُس کے بیٹے غازان خان کے دربار میں بڑی قدر ومنزلت تھی. آپ کی والدہ رکن الدین صاین کی ہمشیرہ تھیں جو ایلخانی دربار کے معتمد، عالم اور قاضی تھے. ابتدائی تعلیم مقامی محلّہ کے مکتب سے اور اپنے ماموں رکن الدین صاین سے فقہ اور حدیث کی تعلیم حاصل کی. 15 سال کی عمر تک علوم عقلی ونقلی پڑھ چکے تھے. بعد ازاں اپنے چچا ملک جلال الدین سمنانی کے کہنے پر ارغون خان کی ملازمت اختیار کرلی، جلد ہی ایلخانی سلطنت کے مقربین میں شمار ہونے لگے. 26 سال کی عمر میں ملازمت چھوڑ کر سلوک کا راستہ اپنایا. ادبیات عرب سیّد اخفش سے، علم فقہ تاج الدین سے اور روایت حدیث شیخ رکن الدین صاین اور رشید ابن ابی قاسم سے حاصل کی. سیر وسلوک اخی سیّد شرف الدین سعد اللہ ابن حمویہ سمنانی کی وساطت سے شیخ عبدالرحمٰن اسفراینی جو بغداد میں قیام پذیر تھے سے حاصل کیا. دو دفعہ حجاز مقدس کا سفر بھی اختیار کیا. 736ھ میں

وصال ہوا اور بیابانک کے قریب صوفی آباد میں اپنی خانقاہ کے باہر مدفون ہوئے.
مزید دیکھیے: علاء الدولہ سمنانی: شرح زندگی، اندیشہ وسلوک، سعید رسولی نژاد، تاریخ گزیدہ/675، منتخب المختار ابن رافع/162 (م:743)، طبقات اسنوی 273/2، ذیل جامع التو ریخ حافظ ابرو/129، درر الکامنہ 250/1، مطلع سعدین 70/1، مجمل فصیحی (ذیل 736، نیز 685، 687، 689) شیخ آذری/54، 134، 164، تذکرۂ دولت شاہ سمرقندی/280، 278.

13- **بیابانکی:** بیابانک کی طرف منسوب کہ آپ کی جائے پیدائش ہے، بیابانک، سمنان کے جنوب مغرب میں تقریباً 20 کلومیٹر پر واقع ہے. یہ جوار سمنان کے قصبہ سرخہ کا ایک گاؤں تھا جو اب خود ایک قصبہ بن چکا ہے. مشہد سے تہران جانے والی ریلوے لائن کے اوپر واقع ہے. سمنان سے بیابانک جانے والے راستے پر پہلے صوفی آباد آتا ہے پھر بیابانک. یہ وہی صوفی آباد ہے جہاں شیخ علاء الدولہ سمنانی نے اپنی خانقاہ بنائی تھی، جس کے باہر آج آپ کا مزار ہے. (فرہنگ جغرافیائی ایران: ج3 و ذاتی معلومات)

13- **سمنانی:** سمنان کی طرف منسوب ہے یہ اصلاً مازندران کا حصہ تھا مگر دورِ جدید میں شہر سمنان، صوبہ سمنان کا دارالحکومت ہے. اس صوبے کی مرکزی پانچ تحصیلیں (کونٹیز) سمنان، گرمسار، مہدی شہر، دامغان اور شھرود ہیں. صوبہ سمنان کے شمال میں صوبہ خرسان، گلستان اور مازندران ہے. جنوب میں صوبہ یزد اور اصفہان، مشرق میں صوبہ خراسان رضوی اور مغرب میں صوبہ تہران اور قم واقع ہیں. اس کے نام کی وجہ تسمیہ مندرجہ ذیل ہے:

= زردشت سے پہلے یہاں ایک مذہب شامانیہ رائج تھا جس کی وجہ سے اس جگہ کا نام سمنان پڑ گیا.

= سائیتھن حکمرانوں نے اس جگہ بود و باش رکھی اور اس کا نام سکانان پڑ گیا جو بعد میں سمنان بن گیا.

= حضرت نوح کے بیٹے سام اور حام کی اولادیں یہاں آ کر آباد ہوئیں اور اس جگہ کو سملام کہا گیا جو کثرتِ استعمال سے سمنان بن گیا.

= طہورث مذہبی کردار جس کا ذکر شاہ نامہ میں آیا ہے نے یہ شہر آباد کیا اور اس کا نام

سامانہ رکھا.

= تاریخی طور پر سمنان اُن چودہ شہروں میں سے ایک تھا جہاں عمال و حکام سلطنت رہتے تھے. اوستاہ اور ہخامنشاہی دور میں بھی اِسے مرکزی حیثیت حاصل تھی. سکندر اعظم کے حملے کے نتیجے میں جب سلوقی سلطنت قائم ہوئی تو یہ شہر کومش کے نام سے مشہور تھا. ۲۵۰ قبل مسیح سے ۲۲۶ء تک سلطنت اشکائیان یا سلطنت پارثاوا، یا پارت نے رومی توسیع پسندی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، بعد ازاں یہ ساسانی سلطنت میں ضم ہوگئی مگر سمنان کو مرکزی حیثیت ہی حاصل رہی. ساسانی چوتھی ایرانی اور دوسری فارسی سلطنت تھی جو ۲۲۶ء سے ۶۵۱ء تک قائم رہی. ساسانی سلطنت کا بانی اردشیر اول تھا جس نے پارتھیا کے آخری بادشاہ ارتبانوس چہارم کو شکست دے کر سلطنت کی بنیاد رکھی جبکہ آخری ساسانی شہنشاہ یزدگرد سوئم (۶۳۲ سے تا۶۵۱ء) تھا جو دین اسلام کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روکنے میں ناکام رہا اور ایران خلافت اسلامیہ کا حصہ بن گیا. اسلام سے پہلے یہاں کا مذہب آتش پرستی تھا. یہاں ہرلیس نامی آتشکدہ ہوتا تھا.

= اسلامی دور میں یہاں اسلام نے اپنی جڑیں گاڑ دیں جو آج تک قائم ہیں. یہاں کی اکثریت سنی اسلام کی پیروکار رہے. طبرستان کے علوی جو زیدی شیعہ تھے نے جب اسے فتح کیا تو یہاں زیدی شیعت کو فروغ حاصل ہوا. ۴۲۷ ہجری میں سلجوق ترکوں نے اسے اپنی قلمرو میں شامل کر لیا اور اس علاقے میں کئی ایک قابل ذکر عمارات تعمیر کروائیں.

عباسی دورِ خلافت میں یہاں عرب کلچر کو خوب فروغ ملا. ۶۱۸ھ میں منگولوں کے ہاتھوں جب سلطنتِ عباسی ختم ہوگئی. جب صفویوں نے زور پکڑا تو یہاں اثنا عشری شیعہ مذہب کو قدرے فروغ ملا. قاچار جو آج کے صوبہ سمنان، مازندان اور گلستان کے رہنے والے تھے کے عہد میں اس شہر نے خوب ترقی کی. شاہی خاندان کے کئی امراء نے یہاں بیشمار قلعے اور عمارات بنوائیں. سارو قلعہ، کشما کان (خوشمینی)

= ایل خانی منگول خانان تھے. اس سلطنت کو 13ویں صدی عیسوی میں ایران میں قائم کیا گیا. اسے منگول سلطنت کا ایک حصہ سمجھا جاتا تھا جسے چنگیز خان کی مہمات 1219 تا1224ء اور بعد ازاں اس کے پوتے ہلاکو خاں نے مزید خطوں کو فتح کر کے ایل خانی سلطنت قائم

کی. ہلاکو خان نے اپنا خطاب ''ایل خان'' یعنی ''ماتحت خان'' اختیار کیا تھا، تا کہ وہ شروع میں اپنے آپ کو منگول سلطنت کی سرپرستی میں وفادار ثابت کرے. اس نئی سلطنت کا بیشتر بلکہ اکثر حصہ ایران پر مشتمل تھا، جبکہ اس میں عراق، افغانستان، ترکمانستان، آرمینیا، آذربائیجان، جارجیا، ترکی اور پاکستان بھی شامل تھے. ابتدا میں اِس سلطنت نے بہت سے مذاہب کو اپنایا خاص کر بدھ مت اور عیسائیت مگر بعد ازاں مستقل طور پر انہوں نے اسلام قبول کر لیا.

= سمنان کے آثار: قلعہ سارو، برج چہل دختر، شیر قلعہ شاہ مرزا، قلعہ زاوغان، قلعہ کوشمغان، قلعہ پاچنار، آتشکدہ سمنان ہیں. مزارات میں امام زادہ یحیی بن موسی الکاظم، امام زادہ علی بن جعفر الصادق، امام زادہ علی بن اشرف، امام زادگان ابرہیم و اسماعیل، امام زادہ زین الدین. اسی طرح جامع مسجد سمنان، جامع مسجد زاوقان سمنان، جامع مسجد و منار سلجوقی، مسجد امام سمنان (مسجد شاہ یا سلطانی) سرائے شاہ عباسی سمنان، سرائے شاہ سلیمان آحوان، رباط انوشیروانی، تکیہ سلطانی، بازار شیخ علاء الدولہ، دروازہ ارگ، آب انبار سرخہ
[The Cambridge History of Iran, V4: p.91, Cambridge-uk 1975]

13- نام عبد الرحمان لقب نور الدین نسبتی نام اسفراینی(i) گبرتی (ii) ہے. 639ء میں اسفرائین میں پیدا ہوئے. آپ شیخ احمد جورقانی کے مریدوں میں سے تھے. ابتدائی تعلیم و تربیت حضرت شیخ احمد جورجانی کے نامور مرید شیخ پورحسن سے حاصل کی جو ابوبکر کتانی سے منسوب خانقاہ میں رہا کرتے تھے. ان کے علاوہ شیخ ابوسعید ابوالخیر کے خاندان کے ایک عالم شیخ عبداللہ نسائی سے بھی اکتساب فیض و علوم کیا. طالبان کو راہِ سلوک طے کرانے اور کشف دقائق پر آپ کو کمال حاصل تھا(iii). شیخ علاء الدولہ فرماتے ہیں: میرے والد گرامی (ملک شرف الدین) نے پوچھا؟ تمہاری دانست میں اس وقت کون صاحبان ولایت اولیاء ہیں. میں نے عرض کی: ابن عجیل یمن میں(iv)، شمس الدین ساوَجی شُستر میں، خواجہ حاجی ابہر میں، اس طرح چند اور بزرگوں کے نام لیے. اُنہوں نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ تم نے شیخ نور الدین اسفراینی (بغداد) کو اپنی ارادت کے لیے چنا؟ میں نے عرض کیا: میرا مطلب اور مقصد شیخ نور الدین کی رہنمائی اور ارشاد کے بغیر درست نہیں ہو سکتا تھا. مجھے اس سے سروکار نہیں تھا کہ کون کس سے بڑھ کر ہے؟ اور جسے سب سے بڑھ کر

پاؤں اس سے ارادت کا رشتہ قائم کروں؟ جس کو لوہار سے کام ہو وہ سنار کی دوکان پر جائے گا تو عقل اُس پر ہنسے گی.

= سمنانی فرماتے ہیں: اگر اس زمانے میں شیخ نورالدین عبدالرحمان کا وجود نہ ہوتا تو سلوک بالکل مٹ جاتا اور اُس کا نام ونشان باقی نہ رہتا. چونکہ ربّ تعالیٰ کو منظور تھا کہ قیامت تک اسے قایم رکھے تو آپ کے وجود مسعود سے اُس کی تجدید فرمادی. (v)

= آپ عربی، فارسی اور ترکی میں شعر کہتے تھے. آپ کثیر التصانیف بزرگ تھے، تقریباً ڈیڑھ سو رسائل و کتب دستیاب ہیں جیسے کاشف الاسرار، رسالہ پاسخ و پرسش، کیفیۃ التسلیک وغیرہ. علاء الدولہ سمنانی کے نام ان کے بڑے پُرمغز خطوط ہیں جو ہرمان لنڈلٹ نے کینڈا سے انگریزی اور فرانسیسی ترجمے کے ساتھ شایع ہو چکے ہیں (vi) ان کے علاوہ شرح حدیث سلسلۃ الذھب، رسالۃ السماع اور شرح ابیات بستی شایع ہو چکے ہیں.

= 717ھ میں آپ کا وصال ہوا. اپنی خانقاہ (بغداد) میں مدفون ہیں.

مزید مطالعہ کے لیے دیکھیں: چہل مجلس 255 /259، العروہ/319، ، تاریخ نامۂ ہرات/614، مجمل فصیحی (ذیل 700)، تذکرۃ المشایخ ورق 2/639-717، مدفون در بغداد، سلسلہ/59 (م:722)، روضات الجنان 2/297.206، روضۃ الصفا 2/212 [بحوالہ تعلیقات نفحات: محمود عابدی، تہران، 1382]، نفحات 438، سلسلۃ الاولیاء 244

---

i- اسفراین (= اسفراین) خراسان کے شمال مشرق میں واقع ہے. یاقوت نے اس کا قدیم نام مہر جان لکھا ہے. چونکہ یہاں کے لوگ تیر (سپر) ساتھ رکھتے تھے اس لیے (اسپر آئین = اسفراین) نام پڑ گیا. [دیکھیے کتاب خلافت شرقی/417]

ii- یہ کسرق کی طرف منسوب ہے جو اسفراین کا ایک گاؤں ہے. [دیکھیے: فرہنگ جغرافیائی، العروہ/319]

iii- [نفحات/417]

iv- یہ احمد بن موسیٰ، اولیاء کے درمیان ایسے ہیں جیسے یحییٰ بن زکریا انبیا کے درمیان ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ معاصیت سے محفوظ ہیں. [مرآۃ 4/184و209]

v- [ملخصاً نفحات/440]

vi- [مکتوبات علاء الدولہ اسفراینی، ہرمن لنڈلٹ، تہران، 1351]

13- سلطان محمود ارغون (م:690) اباقا خان کا بیٹا اور ایلخانی عہد کا چوتھا حکمران تھا. اس کی والدہ عیسائی شہزادی ہمیش خاتون تھی. 683ھ میں تخت نشین ہوا. اس کے دو بیٹے غازان خان اور اولجایتو تھے. اس کے مرنے کے بعد اُس کا بھائی گیخاتو خان بادشاہ بنا پھر ارغون کا بیٹا غازان خان. چونکہ ہمارے زیرِ نظر شیخ علاء الدولہ سمنانی ایل خانی حکمرانوں کے عہد میں حیات رہے، اُن سے اور اُن کے بعض وزراسے تعلق رہا، اس لیے اُن کا مختصر تعارف درج کیا جاتا ہے تاکہ شیخ کی حیات کو سمجھنے میں مدد مل سکے.

= ایلخانی: منگول خانان تھے. چنگیز خان کے پوتے، ہلاکو خان نے 13 ویں صدی عیسوی میں ایران کے ان علاقوں کو فتح کر کے ایل خان بمعنی ''ماتحت خان'' سلطنت قائم کی. اسے منگول سلطنت کا حصہ سمجھا جاتا تھا. ہلاکو خان، نے سقوط بغداد 1235ء کے سات سال بعد تک ایران پر حکومت کی.

= اباقا خان: جب ہلاکو خاں مراغہ میں فوت ہوا تو امیروں نے ایک عظیم الشان مجلس منعقد کر کے ہلاکو خاں کے بیٹے اباقا خان کو تخت سلطنت کے لئے منتخب کیا، اباقا خان نے تخت پر بیٹھنے سے انکار کیا اور کہا کہ قوبلا خان جو مغلوں کا شہنشاہ ہے جب تک اجازت نہ دے میں کیسے تخت نشین ہو سکتا ہوں مگر سرداروں نے اُس کے عذر کو قبول نہیں کیا اور اصرار سے اُس کو تخت سلطنت پر بٹھایا. اباقا خان 663ھ کو تخت نشین ہوا. اپنے بھائی یشموت نامی کو شیروان کی حکومت عطا کی، دوسرے بھائی تیشین نامی کو ماژندران و خراسان کا حاکم مقرر کیا، توبان بہادر ابن سونجاق کو روم کا حاکم نامزد کیا، توران کو بھی روم ہی کی طرف کا ملک عطا ہوا، ارغون آقا کو وزیر مال اور خواجہ شمس الدین جوینی کو وزیر اعظم بنایا اور اپنے بیٹے ارغون خان کی اتالیقی مہر تاق نویاں برلاس کو سپرد کی. اباقا خان نے تخت نشین ہونے کے بعد برکہ خان سے لڑائیوں کا سلسلہ جاری کیا، آخر انہیں لڑائیوں کے درمیان برکہ خان نے وفات پائی. رفتہ رفتہ اُس کا اقتدار قائم ہو گیا. اباقا خان نے 680ھ میں وفات پائی ۱۷ سال حکومت کی.

اباقا خان شیخ سعدی شیرازی اور مولانا جلال الدین رومی کا بہت معتقد تھا اور اُن کی خدمت میں خود حاضر ہو کر ملاقات کرتا تھا.

= تکودار اغلن: زمانۂ شہزادگی میں دولت اسلام سے مالا مال ہو چکا تھا، لہٰذا اس نے تخت

نشین ہوتے ہی اپنا لقب احمد خان رکھا اور شیخ کمال الدین عبدالرحمٰن الرافعی کو وزارت کا عہدہ عطا کیا. سلطان احمد خان نے مسلمانوں کے لئے ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائیں. اُن کو بڑے بڑے عہدے عطا کئے. مغلوں کی فرسودہ رسموں کو مٹایا اور آئین اسلام کو ترویج دینے کی کوشش کی سلطان احمد خان کی وجہ سے بعض دوسرے مغل بھی اسلام میں داخل ہونے شروع ہوئے.
مغل سرداروں بالخصوص سلطان احمد خان کے بھائی ارغون خان نے جب دیکھا کہ سلطان احمد خان کی وجہ سے مغلوں کی عزت وسیادت کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے تو انہوں نے بغاوت کی سازش شروع کی. ارغون خان ابن اباقاخان نے رفتہ رفتہ فوج کے تمام سرداروں کو اپنی سازش میں شریک کر کے بغاوت کا اعلان کیا تمام فوج ارغون خان سے جاملی اور سلطان احمد خان تین سال کی حکومت کے بعد گرفتار ہوا اور 683ھ میں شہید کر دیا گیا.

= **ارغون خان:** نے تخت نشین ہو کر سعد اللہ نامی ایک یہودی کو اپنا وزیر اعظم بنایا اور اس وزیر کے مشورے سے ہر شہر میں مسلمان علماء کے قتل کا حکم جاری کیا. ارغون خان ایک ہندو جوگی کا بہت معتقد تھا. اُسی ہندو جوگی نے ارغون کو ایک دوا کھلائی کہ اس کی تاثیر سے عمر بڑھ جائے گی مگر اس دوا کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ قسم قسم کے امراض پیدا ہونے لگے اور آخر 690ھ میں ارغون خان نے وفات پائی.

= **گیخاتو خان:** اپنے بھائی ارغون خان کے بعد تخت نشین ہوا. اس کے عہد حکومت کا قابلِ تذکرہ اور مشہور واقعہ 693ھ میں کاغذی نوٹ کی ایجاد ہے. اسے مغل لوگ یوت کے نام سے موسوم کرتے تھے. اس کے دونوں طرف کلمۂ طیبہ لکھا ہوتا تھا، کلمہ کے نیچے بادشاہ کا نام اور نوٹ کی قیمت درج ہوتی تھی. اس سکہ کے جاری ہونے سے تمام ملک میں شور برپا ہو گیا اور تجارت پر بہت بُرا اثر پڑا. جب اس ایجاد میں گیخاتو خان کو ناکامی ہوئی تو اُس نے مجبوراً اس کے رواج کو روک دیا. 694ھ میں امراء مغل نے اسلام دشمنی میں اسے بھی شہید کر دیا.

= **بایدو خان:** گیخاتو خان کا چچازاد بھائی تھا. 696ھ میں ارغون آقا جو قریباً تیس سال تک شاہانِ مغلیہ کی طرف سے خراسان وغیرہ علاقوں پر حکومت کرتا رہا تھا، فوت ہو گیا. اُس کا بیٹا امیر نوروز بیگ، شہزادہ غازان خان ابن ارغون خان ابن اباقاخان کے پاس چلا گیا اور اُس کی مصاحبت میں داخل ہو کر غازان خان کو اسلام کے قبول کرنے کی ترغیب دی. غازان

خان ان ایام میں خراسان کا حاکم تھا بایدو خان اور غازان خان میں اس لیے ملال ومخالفت پیدا ہوئی کہ غازان خان اپنے آپ کو زیادہ مستحق سلطنت سمجھتا تھا.غازان خان نے امیر نوروز بیگ کی رہبری وترغیب سے شیخ صدرالدین حموی کو بُلا کر اُن کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اوراسلامی نام محمود خان رکھا،غازان خان کے اسلام قبول کرتے ہی بہت سے مغل سرداروں نے بھی اسلام قبول کرلیا.اس کے بعد بایدو خان اور سلطان محمود خاں (غازان خان) کے درمیان ناچاقی بڑھتی گئی اورنوبت محاربہ ومقاتلہ تک پہنچی.سلطان محمود خان نے فتح حاصل کر کے بایدو خان کو قتل کرادیا اور خود 694ھ میں تخت نشین ہوا.

= سلطان محمود خان (غازان خان): نے تخت نشین ہوکر امیر نوروز بیگ کو اپنا وزیر وسپہ سالار بنایا اور سکوّں پر کلمۂ طیبہ نقش کرایا اسی طرح مہر اور فرامین کی پیشانیوں پر اللہ اعلیٰ لکھنے کا حکم دیا.نوروز بیگ کو چند روز کے بعد خراسان کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا.مغل سرداروں نے بد گوئی اور چغل خوری سے کام لے کر بادشاہ کو بدگمان کر دیا اور ظاہر کیا کہ امیر نوروز بیگ خراسان میں بغاوت وخودمختاری کے اعلان کا عزم رکھتا ہے.ان پیہم سازشی کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان محمود غازان خان امیر نوروز سے بدگمان ہوکر اس کے قتل کے درپے ہوا اور 699ھ میں اُسے ہلاک کر دیا گیا.خواجہ صدرالدین وزیر مملکت کو بھی قتل کر دیا گیا اور اُس کی جگہ خواجہ رشیدالدین فضل اللہ ہمدانی مصنف ''جامع التوریخ'' کو وزیر بنایا گیا.

سلطان محمود غازان خان نے سلطان مصر کو لکھا کہ مصری فوجوں نے ملک شام پر غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے،میرے بزرگ چونکہ کافر تھے اور دین اسلام سے واقف نہ تھے،لہذا تمہاری مخالفت جو میرے بزرگوں سے تھی قابلِ معافی ہے میں الحمدللہ مسلمان ہوں اور تم کو مسلمان ہونے کی وجہ سے اپنا بھائی سمجھتا ہوں،لہذا اب تمہارا فرض ہے کہ شام کا علاقہ میرے لئے خالی کردو اور میری شہنشاہی وسرداری تسلیم کرلو.مصر سے اس پیغام کا جواب نامناسب وصول ہوا.نتیجتاً مصریوں نے اپنی حدود سے نکل کر سلطان محمود غازان خان کے مقبوضہ علاقے پر حملہ کر دیا،حمص کے قریب معرکۂ کارزار گرم ہوا،سلطان محمود غازان خان نے مصریوں کو شکست دے کر بھگا دیا اور دمشق وشام پر قابض ہو گیا.سلطان مصر ناصر نے دوبارہ ملکِ شام پر فوج کشی کی،شام کے مغل سرداروں نے خوب جم کر مقابلہ کیا،مگر شکست یاب ہوئے اور امیر

تیتاق گرفتار ہوا. یہ سُن کر سلطان غازان خان نے پھر ملکِ شام پر حملہ کا قصد کیا، لیکن انہیں ایام میں خبر پہنچی کہ جوجی خان کی اولاد جو قبچاق کی طرف برسرِ حکومت ہے دعویٰ کرتی ہے کہ ہلاکو خاں اور اس کی اولاد کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ ایران وخراسان وغیرہ پر خود مختارانہ حکومت کرے، یہ حق ہمارا ہے اور ہم غازان خان کو ملک سے بے دخل کردیں گے. اس طرح غازان خان کو شام کی طرف متوجہ ہونے کا موقعہ نہ ملا اور وہ نواح قزوین میں 703 ھ کو فوت ہو گیا. اس سلطان کے عہد میں اسلام نے مغلوں کے اندر خوب رواج پایا. مرتے وقت اس نے وصیت کی کہ میرے بعد میرا بھائی اولجائتو معروف بہ سلطان محمد خدابندہ تخت نشین ہو.

= **الجائتو:** تخت نشین ہوا اور اپنا لقب سلطان محمد خدابندہ رکھا. بڑے بڑے امرا مثلاً امیر قتلق شاہ، امیر چوپان سلدوز، امیر فولاد، امیر حسین بیگ، امیر سونج، امیر مولائی، امیر سلطان، امیر رمضان، امیر الغو نے تخت نشینی کے وقت نذریں پیش کیں. سلطان نے تخت نشین ہوتے ہی حکم دیا کہ شریعتِ اسلام کی پابندی کا تمام ملک میں خاص طور پر لحاظ رکھا جائے اور خلافِ شرع تمام مراسم کو مٹا دیا جائے. سلطان محمد خدابندہ کی حکومت وسلطنت کو بہت جلد قبولیت عامہ حاصل ہوگئی اور روس، خوارزم، بلغاریہ، روم وشام سے لے کر قراقرم، سندھ اور عراق تک تمام ممالک میں اُس کی شہنشاہی تسلیم کی گئی. سلطان محمد خدابندہ کے عہد حکومت میں سلطنتِ مغلیہ اپنے معراج کمال کو پہنچ گئی اور اُس کی سلطنت وحکومت سے مخالفت وانحراف کی کسی کو جراٴت نہ ہوئی.

آخر تیرہ سال حکومت کرنے کے بعد بعمر 63 سال شب عید الفطر 716 ھ کو اس نیک دل اور باخدا سلطان نے وفات پائی، اُس نے خود ایک شہر سلطانیہ کے نام سے آباد کر کے اپنا دارلسلطنت بنایا تھا. مرنے کے بعد اسی شہر میں مدفون ہوا. اُس کے بعد اُس کا بیٹا سلطان ابوسعید بہادر خان تخت نشین ہوا.

= **ابوسعید:** تخت نشینی کے وقت سلطان کی عمر 14 سال تھی. امراء مغل میں نا اتفاقی پیدا ہوئی، مگر پھر نفاق کے نتائج پر غور کر کے متفق ومتحد ہوگئے. سلطان ابوسعید بہادر خان نے امیر چوپان کو مدار المہام سلطنت بنا کر اُس کی عزت ومرتبہ کو بہت ترقی دی. امیر چوپان کے بیٹے امیر حسن جلائر کی شادی بغداد خاتون سے ہوئی، سلطان ابوسعید اس عورت پر عاشق ہو چکا

تھا۔سلطان نے چاہا کہ امیر حسن بغداد خاتون کو طلاق دے دے مگر امیر چوپان نے اس کو گوارا نہ کیا۔آخر اس معاملے نے یہاں تک طول کھینچا کہ امیر چوپان نے بغاوت اختیار کر کے ملکِ خراسان پر قبضہ کر لینا چاہا۔ ہرات پر چغتائی خاندان کے لوگوں کی حکومت تھی جو ہلاکو خان کے خاندان سے کدورت رکھتے اور بظاہر مطیع تھے۔ان چغتائی سرداروں میں ایک شخص ترمہ شیرین خان کو امیر چوپان نے اپنی مدد پر آمادہ کر لیا۔سلطان ابوسعید بہادر خان نے لڑائی کا سامان کیا، مقابلہ ہوا اور متعدد لڑائیوں کے بعد امیر چوپان گرفتار ہو کر قتل کر دیا گیا۔اُس کے بیٹے امیر حسن جلائر نے بغداد خاتون کو طلاق دے کر سلطان ابوسعید کو اُس سے نکاح کر لینے کا موقعہ دیا۔

735ھ میں اوزبک خان بادشاہ دشتِ قپچاق نے لشکرِ عظیم کے ساتھ ایران پر چڑھائی کی، سلطان ابوسعید بھی فوج لے کر متوجہ ہوا۔شیروان میں پہنچ کر سلطان آب وہوا کی ناموافقت کے سبب بیمار ہو گیا اور اسی بیماری میں 736ھ میں فوت ہوا۔ چونکہ سلطان ابوسعید لاولد تھا اس لیے اُس کے مرنے کے بعد سلطنت مغلیہ میں طائف الملو کی پھیل گئی۔

ایل خانی سلطنت کا خاتمہ امیر تیمور گورگانی کے ہاتھوں ہوا۔ان حکمرانوں کا مذہب پہلے بدھ پھر شامانزم بعد میں اسلام تھا۔

ہلاکو خان خانی:	1256ء تا 1265ء	وزیر: شمس الدین جوینی
اباقا خان ابن ہلاکو خان:	1265ء تا 1282ء	وزیر: شمس الدین جوینی
احمد تکودار ابن ہلاکو خان:	1282ء تا 1284ء	وزیر: شمس الدین جوینی
ارغون خان بن آباقا خان:	1284ء تا 1291ء	وزیر: سعد الدولہ ابھری
گیخاتو خان بن آباقا خان:	1291ء تا 1295ء	وزیر: صدر الدین زنجانی
بیدو خان بن طرغان بن ہلاکو خان:	1295ء تا 1295ء	وزیر: جمال الدین زنجانی
غازان خان بن ارغون خان:	1295ء تا 1304ء	وزیر: شرف الدین سمنانی (والد شیخ سمنانی جمال الدین دستجردانی، صدر الدین زنجانی سعد الدین ساوجی، رشید الدین فضل اللہ ہمدانی (صاحب جامع التواریخ)

اولجائتو محمد خدابندہ ابن ارغون خان: 1305ء تا 1316ء وزیر: رشید الدین فضل اللہ ہمدانی
تاج الدین علی شاہ

ابوسعید بہادر خان ابن الجائتو: 1316ء تا 1335ء وزیر: رشید الدین فضل اللہ ہمدانی
(آخری ایل خانی حکمران) غیاث الدین فرزند رشید الدین فضل اللہ
تاج الدین علی شاہ، رکن الدین صاین
(ماموں علاء الدولہ سمنانی)

آلِ مظفر (امیر مظفر): 1314ء تا 1393ء

= امیر مظفر ایلخانی حکومت کی طرف سے یزد کا حاکم تھا. 1315ء میں سلطان ابوسعید بہادر خان نے اس کے لڑکے مبارز الدین محمد کو یزد اور فارس کی حکومت دے دی اور وہ ایل خانیوں کے زوال کے بعد آزاد ہو گیا. 1340ء میں کرمان، 1353ء مین شیراز اور فارس اور 1357ء میں اصفہان پر قبضہ کرلیا.اس کا دور اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس نے شراب خوری اور دوسری برائیوں پر پابندی لگائی اور سخت قوانین نافذ کیے.حافظ شیرازی کا تعلق مبارز کے بیٹے شاہ شجاع کے دربار سے تھا.مشہور ہجو گو اور طنز نگار عبید زاکانی (م: 1371ء) کا تعلق بھی اسی عہد سے ہے.

= مبارز الدین کی حکمرانی کے پہلے سال 1336ء میں شیخ علاء الدولہ سمنانی کا وصال ہوا.

= ایلخانی دور کے نامور شعرا میں فرید الدین عطار، مولانا رومی، عبدالرحمان جامی، احدی، حافظ شیرازی اور شیخ سعدی سہروردی تھے.

[مطلع سعدین 71-72، تاریخ گزیدہ /411، طبقات سلاطین اسلام 193/194، بحوالہ تعلیقات نجیب مایل ہروی بر چہل مجلس، تاریخ مغول، عباس اقبال صص 334-339]

[The Mongols in Iran, Judith Kolbas, Routledge - NY, 2006 (P 235 to 278) ملخصا]

13- بخشیان: بخشی کی جمع ہے بمعنی وہ شخص جو کثیر معلومات رکھتا ہو. اقبال آشتیانی ''تاریخ مغول'' میں لکھتے ہیں ''یہ سنسکرت زبان کا لفظ ہے بمعنی بدھ مت کا مذہبی عالم، مغل قوم اویغور کے مذہب پر تھے اس لیے اُن سے روابط کی وجہ سے خط و کتابت کے لیے مغلوں نے بخشیان کو اپنے درباروں میں اکھٹا کر رکھا تھا حالانکہ وہ خود قوم اویغور کی طرح بت پرست تھے''. قدیم

مورخ بخشی بمعنی بت پرست، عالم، ساحر، جادو، منشی اور کاتب کے طور پر استعمال کرتے ہیں. [ص324]

14- آقخواجہ (Aq Khwaja) : آق خواجہ (سمگان) قزوین کے شمال میں واقع ہے. 4 مئی 1284ء کو یہاں جنگ ہوئی.

[The Cambridge History of Iran:The Saljuq and Mongol Periods\366]

14- ابو یزید طیفور بن عیسیٰ بسطامی) بن آدم بن سروشان ملقب بہ سلطان العارفین. فصیح احمد خوافی نے آپ کی پیدائش 131 ہجری لکھی ہے.(i) شہر بسطام، صوبہ کومش (سمنان) کے محلّہ مؤبدان (زرتھشاں) کے متقی مسلمان گھرانے میں ولادت ہوئی. دادا سروشان نے زرتشتی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کیا.

= شیخ خضرویہ (م:246ھ) اور یحییٰ بن معاذ رازی (م:258ھ) کے ہم عصر تھے. شفیق بلخی (م:174ھ) کو آپ نے دیکھا تھا، شرف صحبت حاصل نہ کی. آپ کے استاد ایک کردی عالم تھے، جن کے ادب میں وصیت کی تھی کہ اُن کی قبر سے میری قبر نیچی رکھی جائے. شیخ روز بہان بقلی کی شطحات میں مذکور ہے کہ شیخ ابوعلی سندی بھی آپ کے استاد تھے [نفحات ص 56] ایک کثیر تعداد استاذہ سے آپ نے علم حاصل کیا. بڑے صائب الرئے اور صاحب اجتہاد صوفی تھے. نماز کے وقت ہیبتِ الٰہی کی وجہ سے آپ کے سینہ مبارک سے ہڈیوں کے چٹخنے کی آواز آتی تھی.

= نزع کے وقت فرمایا: الھی! ما ذکرتك الا من غفلۃ، و ما خدمتُ الا من فترۃ ''الٰہی! میں نے تجھے یاد کیا مگر غفلت کے ساتھ اور میں نے تیری اطاعت اور خدمت کی مگر قصور اور کوتاہی کے ساتھ'' شیخ ابوموسیٰ آپ کے شاگرد نے کہا کہ شیخ نے مجھ سے کہا کہ میں نے عالم خواب میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوا ہوں.

[ملخصاً نفحات /53-54]

= شیخ احمد بن خضرویہ بلخی جو خرسان کے مشائخ کبار میں سے تھے، بسطام جا کر آپ سے ملے [نفحات/53] شیخ ابوالحسن خرقانی (م:435ھ) جو آپ کے وصال کے کافی عرصہ بعد کے جلیل القدر بزرگ ہیں، اُن کی نسبتِ تصوف آپ سے ہے، سلوک میں اُن کی تربیت

آپ نے فرمائی [نفحات/303] جنید بغدادی فرماتے ہیں: بایزید کا درجہ ہم میں ایسا ہے جیسا فرشتوں میں سیدنا جبریلؑ کا. [کشف/98، نسخہ تہران، المعارف لاہور]

= آپ نے تمام عمر ایک ہی قمیص استعمال کرتے رہے، وہ بھی کسی سے عاریتاً لے رکھی تھی جو پس مرگ واپس کی گئی [اللمع/249] صاحب سکر صوفی کی حیثیت سے مشہور ہیں. [سفینۃ الاولیاء بذیل تذکرہ/73]

دور ہا باید کہ تا یک مرد صاحب دل شود   بایزید اندر خراساں یا اویس اندر کرن

= آپ نے بارہ سال امام جعفر الصادقؒ (م: 148ھ) کی خدمت میں گزارے اور آپ سے خرقہ حاصل کیا. بعض مصنفین کا خیال ہے کہ اُنہیں امام سے صحبتِ ظاہری حاصل نہیں تھی بلکہ باطنی طور پر اُن سے خرقہ ملا تھا. آپ کو شیخ حبیب عجمی سے بھی خرقہ حاصل تھا. [کشف/163]

= آپ سے ایک سلسلہ طیفوریہ بھی شایع ہوا. شیخ مسعود، شیخ محمود، شیخ ابراہیم اور شیخ احمد نے اس سلسلہ کو فروغ دیا. طیفوریہ خلافت حاصل کرنے کے بعد خرقہ پہن لیتے ہیں. یہ سات یا دس دن بعد روزہ کھولتے ہیں. دنیا اور اہل دنیا سے گریزاں اور جنگلی جانوروں سے مانوس ہوتے ہیں، کسی ذی روح کو تکلیف نہیں دیتے. [لطائف اشرفیہ 1/348-349] سیّد علی ہجویری نے جن بارہ سلسلوں کا ذکر کیا ہے، طیفوریہ اُن میں سے ایک ہے. فرماتے ہیں طیفوریہ کا خاص وصف غلبہ (عشق حق) اور سکر ہے. حق تعالیٰ کے عشق کا غلبہ اور مستی، کسبی چیز نہیں اس لیے اس کی تقلید بہت مشکل ہے کہ یہ مجاہدات سے حاصل نہیں ہوتی. طیفوریہ سکر کو صحو پر ترجیح دیتے ہیں. [کشف/163]

= 103 سال کی عمر میں 131 ہجری میں وصال پایا، بسطام صوبہ سمنان میں مدفون ہیں. (مزار: دیکھئے صفحہ 274) مزید مطالعہ کے لیے دیکھئے: طبقات/104، مناقب بایزید، سلمی/67، قشیریہ/13، کشف المحجوب/132، صفہ 4/107، شرح شطحات/78، مقامات بایزید (عکس شمارۂ 862-872، کتابخانہ مرکزی تہران یونیورسٹی، بحوالہ نفحات الانس تصحیح عابدی)، تذکرہ/160، ابن خلکان 2/213، مرآۃ 2/173، طبقات الاولیاء/398

15- حسن سکاک: پورا نام شیخ مقدم حسن سکاک یا سکاک ہے. پانچویں اور چھٹی صدی کے شیخ

عارف اور شیخ ابوالحسن البستی کے شاگرد تھے. شیخ ابوالحسن البستی شیخ ابوالعباس الآملی کے ساتھیوں میں سے تھے اور اُن سے استفادہ کرتے تھے. شیخ ابوالحسن البستی کے ایک اور شاگرد شیخ محمد الحموی الجوینی معروف ومشہور ہیں. شیخ علاء الدولہ سمنانی نے العروہ میں لکھا ہے کہ شیخ سکاک، شیخ ابوسعید بن ابی الخیر، شیخ ابوالحسن خرقانی اور شیخ المشائخ ابوعبداللہ داستانی صاحب کتاب الشجر کے ہم عصروں میں سے تھے. شیخ حسن سکاک ایک ایسے مردِ مجاہد تھے جو تجدید دین میں کوشاں رہتے. معنوی فیوض میں مجتہد کے مقام پر تھے. اولیائے روزگار کی نگاہوں میں مقبول تھے. اُن کی زبان، قلم اور قدم شریعت مصطفوی ﷺ پر استوار تھا. اُن کے حالات مشائخ کے تذکروں میں بہت کم آئے ہیں. شیخ ابویعقوب خواجہ یوسف ہمدانی (م:۵۳۵ھ) اور شیخ عبداللہ جوینی، شیخ حسن سمنانی کے صحبت یافتہ تھے.

[ملخصاً العروۃ لاھل الخلوۃ والجلوۃ: علاء الدولہ سمنانی]

شیخ سکاک نے سمنان میں ایک خانقاہ تعمیر کروائی تھی جو اُنہی کے نام سے خانقاہ شیخ سکاک مشہور ہوئی. شیخ علاء الدولہ سمنانی اپنے اوایل میں اسی خانقاہ میں معتکف رہے. بعد ازاں اس کی دوبارہ تعمیر بھی کروائی. شیخ سکاک نے اس کے لیے کچھ جائیداد بے وقف کر رکھی تھی. [دیکھیے شمارہ: 457 نفحات الانس من حضرات القدس] یہ خانقاہ ہنوز مقبرہ پیر علمدار (سکاکیہ) مشہور ہے. [تاریخ سمنان، عبدالرفیع حقیقت/518]

15- قلندریہ: یہ ایک گروہِ صوفیہ ہے جو لوگوں کو سنوارنے کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے. ان کا تمام تر سرمایہ نشاطِ قلب ہے. یہ اسباب دنیا جمع نہیں کرتے بلکہ دل کی خوشی پر قانع ہوتے ہیں. ملامتیہ اور قلندریہ میں یہ ایک بڑا فرق ہے کہ ملامتیہ نوافل اور مستحبات کی ادئیگی کرتے ہیں مگر ظاہر نہیں ہونے دیتے جبکہ یہ فرائض کی ادئیگی سے آگے نہیں بڑھتے. (معجم اصطلاحاتِ تصوف) بقولِ جامی ''میرے زمانے میں جو قلندریہ کے نام سے گروہ معروف ہے، جنہوں نے شعائرِ اسلام کی رسّی سے اپنی گردن کو آزاد کر لیا ہے. یہ نام اُن پر تہمتِ محض ہے. البتہ اگر اُنہیں حشویہ کہہ دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں (نفحات /10)

15- ابن العربیہ: محی الدین ابن عربی شیخ اکبر (م:1165ء) سے منسوب ہے. عام خیال ہے کہ وحدت الوجود کا تصور سب سے پہلے انہوں نے ہی پیش کیا تھا. اُن کا قول تھا کہ باطنی نور خود

رہبری کرتا ہے جس سے بعض علماء نے اختلاف کیا اور اس عقیدے کو الحاد و زندقہ سے تعبیر کیا ہے.

15- نصیریہ: یہ گروہ ابن نصیر نامی شخص سے منسوب ہے. یہ شیعہ امامیہ کا ایک فرقہ ہے جو حضرت علیؓ کو رب مانتے ہیں. یہ شیعت اور مسیحیت کا ملغوبہ ہے. ان کا مرکز شام اور لبنان ہے.

15- ابو طالب محمد بن علی بن عطیہ الحارثی المکی: صاحب قوت القلوب، جبل ایران میں پیدا ہوئے، مکہ میں پرورش پائی اس لیے مکی کہلائے اور وہیں 386ھ میں وصال پایا. کچھ عرصہ بصرہ میں پھر بغداد میں بھی رہے. تصوف میں آپ کی نسبت شیخ عارف ابوالحسن محمد بن ابی عبداللہ احمد بن سالم بصری سے ہے. اُنہیں اپنے والد شیخ ابو عبداللہ احمد بن سالم سے اور اُنہیں سہل بن عبداللہ تستری (م: 283ھ) سے ہے. (نفحات/122) صحیح بخاری ابوزید سے پڑھی اور عبداللہ بن جعفر فارسی سے اجازتِ روایت حاصل کی.

مزید دیکھئے: فصل الخطاب 3 / 33، ابن خلکان 3 / 430، تاریخ بغداد 3 / 89، مجمل فصیحی (ذیل 387) [بحوالہ نفحات: محمود عابدی/723]

15- قوت القلوب: اسرارِ طریقت کی جامع کتاب ہے. "کہا جاتا ہے کہ دقائق طریقت میں اس جیسی دوسری کوئی اور کتاب تصنیف نہیں ہوئی." (جامی نفحات: عابدی/122) صوفیہ کے درمیان بڑی معروف کتاب ہے. مؤلف نے اس سلسلے میں سعیِ جمیل کی ہے کہ طریقۂ تصوف سُنت اور شریعت کے عین مطابق ہے. مولانا روم نے حضرت نوح ؑ کے ذکر میں اس کا اس طرح ذکر کیا ہے.

لعل او گویا ز یاقوت القلوب نہ رسالہ خواندہ نہ قوت القلوب (مثنوی دفتر ششم/423)

16- اخی شرف الدین سعد اللہ بن حسویہ سمنانی: سلسلۃ الاولیاء میں نور بخش قہستانی (م: 869) لکھتے ہیں: آپ اپنے زمانے کے اولیاء میں ممتاز، مرشدِ حق آگاہ اور صاحبِ مکاشفہ کے سرتاج تھے، آپ کے شیخ نور الدین اسفرائنی نے خراسان سے آپ کو سمنان پہنچنے کا حکم کیا. صوفیہ کے تذکروں میں آپ کا ذکر نہ ہونے کے برابر ہے. (ص 60)

"العروہ" کے چھٹے باب کی فصل اوّل میں شیخ سمنانی نے آپ کا ذکر کیا ہے کہ کس طرح شیخ اسفرائنی کا تلقین کیا ہوا ذکر شیخ شرف الدین کے وساطت سے اُن تک پہنچا. وہاں اُن کا نام

اس طرح آیا ہے: اخی شرف الدین سعد اللہ بن حسویہ سمنانی، اخی شائید صاحب فتوت ہونے کی وجہ سے ہے۔ (عروہ/314)

17- **تبریز:** ایران کا پانچواں بڑا شہر ہے۔ شمال مغرب میں واقع صوبہ مشرقی آذربائجان کا صدر مقام ہے۔ ایران کا صنعتی شہر ہے۔ تَورِش، تَورژ، تبریز اور توری اس کے قدیم نام ہیں۔ ایلخانی دور میں یہ پایہ تخت ایران تھا جو 920ھ میں شاہ طہماسب صفوی کے ہاتھوں تبریز سے قزوین منتقل ہوا۔ یہاں ترکی اور آذربایجانی زبان بولی جاتی ہے۔ سنی مذہب کی اکثریت ہے۔ مشاہیر تبریز میں نظام الدین تبریزی (فقیہ شافعی)، قطران تبریزی شاعر، خطیب تبریزی، تاج الدین تبریزی مفسر شافعی، ملا قاسم انوار، ملا رجب علی تبریزی، حکیم و عارف بدیع الزمان تبریزی ہیں۔ [Encyclopaedia of Islam, Tabriz]

لغت نامہ دہخدا: علی اکبر دہخدا/ تبریز

18- **ہمدان:** موجودہ ایران کے صوبہ ہمدان کا صدر مقام ہے۔ 23ھ میں عمر بن خطابؓ نے سب سے پہلے یہاں ایک جیش روانہ کیا خسروشنوم کے ساتھ تین دن کی خونیں جنگ کے بعد اُسے قتل کر دیا گیا، ایرانی بھاگ گئے اور اسلامی قلمرو میں اس علاقے کو شامل کر لیا گیا۔ یہ اُس وقت آذربایجان کا حصہ تھا۔ خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ کے عہد میں یہاں شورش ہوئی تو مغیرہ بن شعبہ کو روانہ کیا گیا، جنہوں نے وہ شورش ختم کی۔ عہد در عہد یہ مسلمان سلطنتوں کے قبضہ میں رہا، بعض نے تو اسے اپنا پایہ تخت بھی رکھا۔ آل بویہ کی حکومت قائم ہوئی تو بوعلی سینا، شمس الدولہ دیلمی کے وزیر کی حیثیت سے مدتوں یہاں قیام پذیر رہا۔ اُس کا مزار اب بھی یہیں ہے۔

علم و حکمت کے مرکز اس شہر نے اسلامی تاریخ کو بے شمار حوالے دیے ہیں۔ یہ شہر میر سید علی ہمدانی کی جائے پیدائش اور بابا طاہر عریاں کی آرامگاہ کا تمغہ اپنے سینے پر سجائے ہوئے ہے۔ اس شہر کے مشاہیر میں ابن خالویہ، عین القضات ہمدانی، فخر الدین عراقی، رشید الدین فضل اللہ ہمدانی، میرزادہ عشقی، غمام ہمدانی، مسعود سعد سلمان، مشفق ہمدانی، مفتوں ہمدانی، ہوشنگ ایرانی، حافظ ابوالعلاء، مہدی بیانی، پرویز اذکائی شامل ہیں۔

موجودہ ہمدان صوبہ کے مشہور شہروں میں اسد آباد، بہار، ملایر اور نہاوند ہیں۔ ہمدان نہاوند

کے مشرق اور قم کے مغرب میں واقع ہے (فتوح البلدان، حموی/360)

18- خرقہ: لغت میں خرقہ کا معنی گدڑی ہے. [فرہنگ عامرہ] لباس کا ایک ٹکڑا (حصہ) [لسان العرب]. اصطلاح تصوف میں ایک صوفیانہ لباس ہے، جس کی مختلف انواع ہیں جس پر علاقائی ضرورتیں اثر انداز ہوتی ہیں. صوفی و زھاد زیادہ تر پیوند لگا لباس پہنتے جسے خرقہ یا مرقع کہا جاتا ہے. اس کی قدیم اقسام میں مرقع، خشن، صوف، فرجی، فرجیہ اور جبہ ہیں مگر جبہ زیادہ معروف ہیں. ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں بہ صورت دلق، ملمع، ہزار میخی (ہزار بخیوں والا)، صد ہزار میخی اور پشمینہ زیادہ معروف تھا. رفتہ رفتہ اس میں تنوع اور تکلف بھی پیدا ہوتا گیا. خواجہ ہجویر نے اس کے چھ اجزاء بتائے ہیں: ۱- قب، ۲- دو آستین، ۳- دو تیریز، ۴- کمر، ۵- گریبان، ۶- فراویز: قب بمعنی صبر، دو آستین بمعنی خوف و رجا یا حفظ و عصمت، دو تیریز بمعنی قبض و بسط یا فقر و صوف، کمر بمعنی خلاف نفس اعمال، گریبان بمعنی صحتِ یقین نیز مقام راز اور فراویز بمعنی اخلاص بیان کیے ہیں. (کشف/63) خرقہ کا رنگ اکثر اوقات میل خورہ یا نیلا ہوتا ہے تا کہ بار بار دھونے سے بچا جا سکے (عوارف/80) خرقہ ملمع کو مشائخ نے پسند نہیں کیا. ابن جوزی نے اسے شہرت اور شہوت کا نشان کہا ہے. (تلبیس/151-153)

شیخ ہجویری نے بہترین خرقہ، خرقہ پشمین قرار دیا ہے (49/) مشائخ نے خرقہ پوشی کی شرائط بھی بیان کی ہیں کہ سالک نے خرقہ پہننے سے پہلے ایک سال خدمت کی ہو (61/) اور راحت و زندگی سے الگ ہو چکا ہو، امید لذت سے منقطع ہو، مشقتِ طریقت، مجاہدت و ریاضت پر صابر ہو (عوارف/44) شیخ عمر سہروردی نے اسے صراحتاً سنت بتایا ہے. جیسا کہ حدیث ''ام خالد'' میں بیان ہوا ہے (عوارف/78)

ابو نصر سراج نے اللمع، شیخ ہجویری نے کشف المحجوب اور ابن طاہر مقدسی کی صفوۃ التصوف میں اس کی قدر و قیمت کو عیاں کرنے کے لیے مستقل باب لکھے ہیں. خرقہ تبرک کی اہمیت کے پیش نظر مشائخ اس کی اسناد بھی بیان کرتے ہیں اور خرقہ دیتے وقت نبی کریم ﷺ تک اس کا تواتر ثابت کرتے ہیں.

عہد سلوک میں اس کا پہننا صوفی کو دوسروں سے الگ ظاہر کرنے میں مدد دیتا ہے. جب کہ منتہی

درویش اس سے ممتاز نظر آتا ہے. مرید کا مشائخ سے منسوب ہونا تین طریقوں سے ہے. تلقین ذکر۔صحبت وخدمت۔ادب وخرقہ. خرقہ اسے دیکھ کر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس شخص نے علائق دنیا سے ہاتھ کھینچ لیا ہے اور یہ سلوک کے راستے پر گامزن ہے. خرقہ کی کئی اقسام ہیں کتب تصوف میں اس کی موٹی موٹی پانچ اقسام یوں بیان ہوئی ہیں. خرقہ بیعت/ارادت (توبہ)، خرقہ محبت (دو درویش ایک عرصہ ساتھ رہے ہوں تو وقت جدائی ایک دوسرے کو دیتے ہیں)، خرقہ تبرک (ایک بزرگ بہ اظہار محبت دوسرے بزرگ کو دیتا ہے)، خرقہ صحبت (اپنے مرید کو کسی دوسرے شیخ کے حوالے کرنے سے پہلے دیتا ہے) اور خرقہ خلافت/تصرف یا خرقہ ولایت (مرید جب دوسروں کی تربیت کرنے کے قابل ہو جائے) علامہ اقبال نے کہا ہے:

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں سے ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

خرقہ کو فی زمانہ بھی اہمیت حاصل ہے. مختلف سلسلوں میں خرقہ کی وضع قطع، رنگ و روپ مختلف ہوتا ہے اور یہ سالک کو دوسروں سے ممتاز کرتا ہے. جیسے سلسلہ نور بخشیہ کے بزرگ سالک کے روحانی مراحل کو دیکھ کر خرقہ دیتے ہیں، مبتدی کو سبز اور منتہی کو سیاہ رنگ کا خرقہ دیا جاتا ہے. (تحفۃ الاحباب)

مزید دیکھیے: لطائف اشرفیہ 1/518، نفحات/247، 263، 426، 445، 509، 546، 559، معجم اصطلاحات تصوف.

21- برج احرار (منارہ): ایسی تعمیرات ہیں جو اپنی بلندی کی وجہ سے مشہور ہیں. تکنیکی تعریف کی رو سے ایک برج اپنے پھیلاؤ کی نسبت یقینی طور پر کافی بلند ہوتا ہے. برج کی تعمیر عام طور پر اس کی اونچائی سے فوائد حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہے اور یہ یا تو اکیلے تعمیری ڈھانچے کی صورت میں یا پھر کسی دوسری تعمیرات کے ساتھ جوڑ کر بنائے جاتے ہیں.

زمانہ قدیم سے برج تعمیر کیے جا رہے ہیں. دنیا میں سب سے پہلا دریافت شدہ برج 8000 قبل مسیح میں تعمیر ہوا جو کہ نیولیتھک جیورچو کی دیوار پر بنایا گیا. 4000 قبل مسیح کے ایک برج سے یہ پتہ چلا ہے کہ زمانہ قدیم میں برج عمودی تعمیر نہیں کیے جاتے تھے بلکہ یہ پتھروں کے سہارے اہرام کی شکل میں بنائے جاتے تھے. بابل کے برج اس ضمن میں سب

سے مشہور تصور کیے جاتے ہیں جو کہ فن تعمیرات کا بہترین نمونہ بھی ہیں. قدیم دنیا کا سب سے بلند برج بھی بابل میں دریافت ہوا ہے جو کہ تقریباً 2000 قبل مسیح میں تعمیر ہوا.

برج عام طور پر حفاظت یا قافلوں کے لیے مشعل راہ کا کام کرتے تھے. اس پر کھڑے ہو کر سپاہی آنے والے لشکروں کی خبر رکھتے تھے. رومی عام طور پر آٹھ کونوں والے برج تعمیر کیا کرتے تھے. چینیوں نے برجوں کی تعمیر خالصتاً حفاظت کے مقصد کے لیے کی اور دیوار چین میں جا بجا حفاظتی مقاصد کے لیے برج تعمیر کیے گئے. دیوار چین 210 قبل مسیح میں تعمیر ہوئی. تاریخی لحاظ سے ایک اور مشہور برج، برج پیسا ہے جو کہ اٹلی میں پیسا کے مقام پر واقع ہے. اس برج کی تعمیر 1173ء میں شروع ہوئی اور 1372ء تک جاری رہی. چودھویں اور پندرہویں صدی میں برج ہمالیہ کی تعمیر تبت میں ہوئی، جو کہ مشرق میں برج کی تاریخ میں اہم مقام رکھتا ہے.

اسلامی تعمیرات میں برجوں کی بہترین مثال مینار ہیں. مراکش میں ایک مینار برج حسن جو کہ مکمل نہیں کیا گیا تھا، اس ضمن میں سب سے قدیم اور مشہور ہے. اس کی تعمیر 1199ء میں بند کر دی گئی تھی اور آج بھی یہ مینار نامکمل حالت میں ایک یادگار کے طور پر موجود ہے. برج احرار بھی اسی غرض کے لیے تعمیر ہوا تھا جو بعد میں خانقاہ شیخ علاء الدین، صوفی آباد کے پھیلاؤ کی وجہ سے اس سے متصل ہو گیا. [دیکھیے صفحہ نمبر 276]

21- **قبرستان و خانقاہ عماد الدین:** یہ سمنان سے بیابانک جانے والے راستے پر تقریباً 10 کلومیٹر کے فاصلے پر صوفی آباد کے مقام پر واقع ہے. جمال الدین عبدالوہاب جو سلطان محمد خدابندہ اولجایتو کا وزیر تھا کے حکم پر شیخ علاء الدین سمنانی کی عبادت کے لیے یہ خانقاہ بنائی گئی چنانچہ یہ اُسی کے نام پر خانقاہ عماد الدین کے نام سے معروف ہوئی. یہ ساتویں اور اوائل آٹھویں صدی ہجری کے فن تعمیر کا حسین نمونہ ہے. یہ دو حصوں میں ہے. ایک مربع شکل کی عمارت ہے جس پر ایک عظیم گنبد تھا جو اب نہیں رہا. دوسرا رہداریاں اور ایوان ہے جو اب بھی موجود ہیں. اسی ایوان کے باہر شیخ کا مزار ہے. اس خانقاہ کے اردگرد جو قبرستان بعد میں وجود میں آیا وہ بھی قبرستان عماد الدین کہلایا. [دیکھیے صفحہ نمبر 276]

22- **اسلام میں فرقے:** ابو محمد عثمان بن عبداللہ بن حسن عراقی حنفی (م: 500ھ) نے یہ ترتیب

بتائی ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مسلمانوں کو اختلافات کی رو سے چھ گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے. ناصبیہ، رافضہ، جبریہ، قدریہ، مشبہہ اور معطلہ. پھر اُس نے ان کے آگے بارہ، بارہ گروہوں کا ذکر کیا ہے اس طرح یہ 72 فرقے بنتے ہیں. اور جو تہتروں فرقہ ہے، وہ اہل سنت وجماعت کا ہے اور وہی ناجی ہے. [الفرق المفترقة بين اهل الزيغ والزندقه/6-10]

22- جبریہ: اور مجبریہ وہ ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بندہ اپنے فعل پر مجبور ہے اور اسے کوئی اختیار نہیں. اسکے افعال ایسے ہیں جیسے کسی پھل کا درخت ہے جسے ہوائیں حرکت دیتی ہیں.

قدریہ، جبریہ کی نفی کرنے والا فرقہ ہے، جس کا یہ عقیدہ ہے کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے. مسلمانوں میں سے اہل سنت والجماعۃ کا عقیدہ جبریہ اور قدریہ کے وسط میں ہے. وہ یہ کہ بیشک بندے کی مشیت اور ارادہ ہے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت کے تابع ہے، نہ تو بندہ اپنے افعال کا خالق ہے اور نہ ہی وہ اُسے کرنے پر مجبور ہے کہ وہ اپنا تصرف ہی نہ کر سکے بلکہ اس کا تصرف ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے تابع ہے. ارشادِ الٰہی ہے: ﴿فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَى رَبِّهِ مَآبًا﴾ "تو جس کا جی چاہے اپنے رب کی طرف ٹھکانا بنالے" (نباء/۳۹)

﴿إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا﴾ "یقیناً ہم نے انسان کو راستہ کی ہدایت دے دی ہے چاہے وہ شکر گزار ہو جائے یا کفرانِ نعمت کرنے والا ہو جائے" (دھر/۳)

﴿فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ "اب جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کافر ہو جائے" (کہف/۲۹)

[الملل والنحل، محمد بن عبدالکریم الشہرستانی، تحقیق میر علی مہنا-علی حسن فاعور، دار المعرفۃ، 1993]

22- معطلی: کا نظریہ ہے. اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں دو بڑے نظریے ہیں. پہلا یہ کہ صفات، ذاتِ باری تعالیٰ کا عین نہیں زاید بر ذات ہیں. اس نظریہ کے ماننے والوں کو "صفاتیہ" کہتے ہیں. اس میں اشاعرہ کا عقیدہ یہ ہے کہ صفات قدیم وازلی ہیں جبکہ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ حادث ہیں، ایسا ماننے والوں کو اہل حدیث ومشبہ کہتے ہیں. دوسرا نظریہ یہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ مفہوماً الگ ہیں جبکہ مصداقاً، ذات سے ہم آہنگ ہیں. اس

نظریہ کو ماننے والے شیعہ امامیہ اور اکثر معتزلہ ہیں، انہیں معطلہ کہا جاتا ہے. کتاب الملل والنحل میں ہے کہ معتزلہ صفات کو نیابت ذات سمجھتے ہیں، یعنی اِس پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ علم، قدرت، حیات وغیرہ، آثار ذات سے ظاہر ہوتے ہیں. اس طرح امامیہ، معتزلہ اور اُن کا اتباع کرنے والے معطلہ، تعطل صفات اور صفات کو نیابت ذات کہنے والے ہیں. اس بحث پر دلچسپی رکھنے والے دیکھیں:

[فرق و مذاہب کلامی، علی ربانی گلپایگانی، ویرایش دوم، 375/، الملل والنحل، محمد بن عبد الکریم الشہرستانی، تحقیق میر علی مہنا- علی حسن فاعور، دار المعرفۃ، 1993]

22- مشبھی: علم اور دیگر صفات کمالیہ کی نفی کرتے ہیں، وہ انہیں ذاتِ حق سے زائد تصور کرتے ہیں. وہ علم حق کو خود اپنے علم اور ذات حق کو اپنی صورت پر قیاس کرتے ہوئے مثال دیتے ہیں. علماء اسی لیے مشبھیوں کی تکفیر کرتے ہیں کیونکہ وہ علمِ حق اور اس کے جزئیات کے منکر ہیں اور الٰہیات والوں کے قول کو نہیں سمجھتے الٹا اُن پر طعن کرتے ہیں. وہ اپنے نظریات کے مقاصد کو نہیں جانتے اس لیے حجاب عجب میں مبتلا ہیں.

[دائرۃ معارف طہور: استاد سید جلال الدین آشتیانی]

22- رافضی: رافضی کے لغوی معنی چھوڑنے والا، ترک کرنے والا ہے. اصطلاحی معنوں میں یہ شیعہ مذہب کے پیروں کو کہتے ہیں. طبری نے لکھا ہے کہ یہ لقب کوفہ کے زیدیوں کو ملا کیونکہ انہوں نے زید بن علی کو چھوڑ دیا تھا. وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ حضرت زید خلفائے راشدین کے حامی تھے، اس وجہ سے اُن کے بعض ساتھیوں نے اس بناء پر اُن کا ساتھ چھوڑ دیا جس پر انہوں نے اُن کو ''رافض'' کہا. بعد میں یہ نام شیعہ کے لیے استعمال ہونا شروع ہوا. (لغت نامہ دھخدا). فرہنگ معین میں ہے. ''اصطلاح سنیان دربارۂ شیعہ بہ علت ترک رای صحابہ در بیعت با ابوبکر و عمر''. الاعشری نے روافض، زیدیہ اور غلات کا ایک ساتھ ذکر کیا ہے. گویا وہ ان تین گروہوں کو ایک مانتا ہے. آج کل یہ شیعہ اثنا عشری کے لیے بولا جاتا ہے.

22- خارجی: اسلام میں پہلا مذہبی فرقہ ہے جس نے شعائر سے ہٹ کر اپنا الگ گروہ بنایا. یہ گروہ جس کی اکثریت بدوی عراقیوں کی تھی، جنگ صفین کے موقع پر نمودار ہوا. یہ لوگ حضرت علیؑ کی فوج سے اس بنا پر علیحدہ ہو گئے کہ انھوں نے ثالثی کی تجویز منظور کر لی تھی. خارجیوں کا نعرہ

تھا کہ ''حاکمیت اللہ ہی کے لیے ہے'' انھوں نے اشعث بن راسبی کی سرکردگی میں مقام حرورا میں پڑاؤ ڈالا اور کوفہ، بصرہ، مدائن وغیرہ میں اپنے عقائد کی تبلیغ شروع کر دی. ان کا عقیدہ تھا کہ دینی معاملات میں انسان کو حاکم بنانا کفر ہے اور جو لوگ ایسے فیصلوں کو تسلیم کرتے ہیں وہ واجب القتل ہیں.

خارجیوں کے اعتقاد کے مطابق حضرت علیؓ خلیفہ برحق تھے. اُن کی بیعت ہر مسلمان پر لازم تھی. جن لوگوں نے اِس سے انکار کیا وہ اللہ اور رسول اللہ کے دشمن تھے. اس لیے امیر معاویہ اور اُن کے حامی لائق گردن زدنی ہیں. ان کے ساتھ کسی قسم کی صلح کرنا از روئے قرآن کفر ہے. حضرت علیؓ نے چونکہ ان کے ساتھ مصالحت کرنے اور حکم قرآنی میں ثالث بنانے کا جرم کیا ہے. اس لیے اُن کی خلافت بھی ناجائز ہوگئی. لہذا دونوں کے خلاف جہاد لازم ہے. حضرت علیؓ نے خارجیوں کو جنگ نہروان میں شکست فاش دی. لیکن اُن کی شورش پھر بھی باقی رہی. چنانچہ حضرت علیؓ ایک خارجی عبدالرحمان ابن ملجم کے ہاتھوں شہید ہوئے.

اس کے بعد امیر معاویہ کے عہد میں بھی اُن کی بغاوتیں ہوتی رہیں اور اُن کا دائرہ عمل شمالی افریقہ تک پھیل گیا. کوفہ اور بصرہ اُن کے دو بڑے مراکز تھے. فارس اور عراق میں بھی اُن کی کافی تعداد تھی. وہ بار بار حکومت سے ٹکرائے. عباسی خلافت تک ان لوگوں کا اثر رسوخ رہا اور حکومت کے خلاف اُن کی چھوٹی بڑی جنگیں جاری رہیں.

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے مطابق خوارج کا جد امجد ذوالخویصرہ تمیمی تھا، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گستاخی سے پیش آیا. اس پر انہوں نے اسے سخت وعید فرمائی. حدیث مبارکہ کا مفہوم ملاحظہ ہو:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کچھ سونا بھجوایا. حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سونا چار ضرورت مندوں میں تقسیم فرما دیا. اس پر ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! خدا سے ڈریں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو ہلاک ہو، کیا میں تمام اہلِ زمین سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا نہیں ہوں؟ سو جب وہ آدمی جانے کے لئے مڑا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کرو، شاید یہ نمازی ہو، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: بہت سے ایسے نمازی بھی تو ہیں کہ جو کچھ ان کی زبان پر ہے وہ دل میں نہیں ہوتا. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں اور ان کے پیٹ چاک کروں. راوی کا بیان ہے کہ وہ آپ کو پشت کر کے مڑا تو آپ نے پھر اس کی جانب دیکھا اور فرمایا: اس کی پشت سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اللہ کی کتاب کی تلاوت سے زبان تر رکھیں گے، لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا. دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے. آج کل خارجی اور ناصبی اہل بیت کے دشمنوں کے لیے بولا جاتا ہے.

[صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث نمبر 4094، صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، حدیث نمبر 1064، مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر 11021، صحیح ابن خذیمہ، حدیث نمبر 2373، مسند ابویعلیٰ، حدیث نمبر 1163، مسند ابونعیم، حدیث نمبر 2375، حلیۃ الاولیاء، 71/5، فتح الباری، حدیث نمبر 4094، حاشیہ ابن القیم، 16/13، دیباج، امام سیوطی، 160/3، حدیث نمبر: 1064، الصارم المسلول، امام ابن تیمیہ، 188/1، 192]

22- سنی: اہلسنت والجماعت مسلمانوں میں پیدا ہونے والے فرقوں میں سے ایک ہے. اسے عام الفاظ میں سنی بھی کہا جاتا ہے. مسلمانوں کی اکثریت اسی فرقے سے تعلق رکھتی ہے. اہل سنت اہلبیتِ عظام اور صحابہ کرام کو احترام اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں. ان کے نزدیک خلفائے راشدین برحق ہیں اور اُن کا زمانہ ملت اسلامیہ کا بہترین اور درخشاں دور ہے. ان کے نزدیک خلافت پر ہر مومن فائز ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ اس کا اہل ہو. ان کے نزدیک خلیفہ جمہور کی رائے سے منتخب ہونا چاہیے. وہ خدا کی طرف سے مامور نہیں ہوتا، وہ خلافت کے موروثی نظریے کو تسلیم نہیں کرتے. اُن کے نزدیک ابوبکر صدیق ؓ صحابہ میں افضیلت کا درجہ رکھتے ہیں پھر عمر فاروق ؓ، پھر عثمان ذلنورین ؓ، پھر مولا علی ؓ اور پھر دوسرے صحابہ. سنی عقیدہ کے مطابق سوائے پیغمبروں کے کوئی انسان معصوم نہیں. یہ اسلامی فرقہ مذہب میں اعتدال اور میانہ روی پر زور دیتا ہے. سنی کئی فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں جیسے؛ شافعی، مالکی، حنفی اور حنبلی. آگے ان کے بھی کئی مسلک ہیں.

23- قطب ولایت، قطب ارشاد ایک ہی منصب کے دو نام ہیں. اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے دو گروہ ہیں: ایک گروہ "قطب ارشاد" کا، اور دوسرا "قطب مدار" کا قطب ارشاد عاشقان خدا تعالیٰ، صوفیانِ کامل اور دل سوختگان عشق کی تربیت کے لئے مامور ہیں، کارخانۂ ارشاد کی تکمیل ان کے ذمہ ہے. قطب مدار بادشاہوں اور دنیاوالوں کے لئے مامور ہیں، تمام دنیا کے خزانے ان کے قبضہ میں ہیں اور دنیا کا کارخانہ اُن کے سپرد ہے.

(مواعظ حسنہ: ابوالحسنات محدث دکن)

قطب ارشاد عرش کے دائرہ سے زمین کے مرکز تک جس کو بھی رشد، ہدایت، ایمان اور معرفت حاصل ہوتی ہے، اسی کے واسطے سے ہوتی ہے. جو شخص اس بزرگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اُس سے اخلاص رکھتا ہے یا وہ خود کسی کی طرف متوجہ ہو جائے تو جس قدر طلب گار توجہ و اخلاص رکھے گا اسی قدر وہ اس دریا سے سیراب ہوتا جاتا ہے. [مبداء و معاد؛ مجدد الف ثانی، زوار اکیڈمی، کراچی/73]

23- شیخ احمد جورپانی (جورفانی، جوزقانی)؛ جوزقان یا جورفان (گورپان) اسفراین کے قریب ایک گاؤں ہے. فی زمانہ گورپان، اسفراین کے شہر میان آباد کا حصہ ہے. (عابدی، تعلیقات 855/).

24- شیخ جمال الدین احمد جوزقان کے رہنے والے اور شیخ رضی الدین علی لالاء غزنوی (م: 642) کے خلیفہ تھے. شیخ سعد الدین حموی نے آپ سے جورپان میں ملاقات کی. 669ھ میں وفات پائی اور جوزقان میں مدفون ہیں. مزارِ خواجہ کے نام سے مشہور ہے، جو ٹوٹ پھوٹ کا منظر پیش کر رہا ہے. سرہانے ایک عمودی پتھر کھڑا ہے جس پر اشعار ہیں (تحقیقات میدانی برائے بلاگ: http:zr0529.blogfa.com)[دیکھئے تصاویر صفحہ 286]

24- شیخ رضی الدین علی لالاء، عبدالجلیل لالا غزنوی کے چچازاد حکیم سنائی (م حدود: 545ھ) ہیں کے فرزندِ ارجمند تھے. (فرہنگ دہخدا) ساتویں صدی ہجری کے نامور مشائخ میں سے تھے. شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید و خلیفہ تھے. شیخ مجد الدین بغدادی سے بھی تربیت حاصل کی تھی. سو سے زیادہ مشائخ سے کسب فیض حاصل کیا (خزینۃ الاصفیا، جلد دوم، ص. 267) اُن میں ایک شیخ احمد یسوی بھی تھے. آپ نے ہندوستان کا بھی سفر کیا تھا جہاں ابو رضا رتن

(بھٹنڈہ) سے نبی اکرم ﷺ کے تبرکات حاصل کیے (رسالہ آداب المریدین: نجم الدین کبریٰ/247) جو بعدازاں آپ کے خلیفہ شیخ عبدالرحمان اسفراینی کی وساطت سے شیخ علاء الدولہ سمنانی کو پہنچے. شیخ کہتے ہیں کہ میرے شیخ نے اُن پر ایک کاغذ کا ٹکڑے پر یہ اشعار اپنے ہاتھ سے لکھ رکھے تھے.

هم جان به هزار دل گرفتارِ تواست　　　هم دل به هزار جان خریدارِ تواست
هم در طلبت نه خواب دارد نه قرار　　　هرکس که در آرزوی دیدارِ تواست

3 ربیع الاول 643 ہجری، غزنی میں وفات پائی. مزار اقدس شمال شرق غزنی روضۂ سلطان ابراہیم غزنوی کے احاطہ میں واقع ہے [. دیکھئے صفحہ 275]

24- نجم الدین کبریٰ: عارف، صوفی، محدث اور شاعر. ملقب بہ کبریٰ اور ولی تراش، کنیت ابوالجناب. سلسلہ کبرویہ جو سہروردیہ کی ایک شاخ ہے ان سے شروع ہوا خوارزم کے شہر خیوہ میں پیدا ہوئے. علم حدیث نیشاپور میں ابوالمعالی زراوی (م:587ھ)، ہمدان میں حافظ ابوالعلاء عطار (م:568ھ)، تبریز میں ابومنصور حفدہ (م: 571ھ)، مکہ میں ابومحمد طباخ اور اسکندریہ میں ابو طاہر سلفی (م: 576ھ) سے حاصل کیا. نیشاپور میں شیخ فرید الدین عطار سے ملاقات کی. اصول طریقت بابا فرج تبریزی، شیخ اسماعیل قصری، شیخ روز بھان بقلی شیرازی (شیخ شطاح)، عمار یاسر بدلیسی (م: 582ھ) سے حاصل کیا. شیخ اسماعیل قصری اور عمار یاسر سے خرقہ اجازت بھی حاصل کیا. شیخ روز بان بقلی کی دختر سے شادی کی. مشہور شاگردوں میں شیخ مجد الدین بغدادی، شیخ سعد الدین حموی، شیخ رضی الدین لالا (م:642ھ) شیخ سیف الدین باخرزی (م:659ھ) بہاء الدین ولد والد مولانا روم، شیخ نجم الدین دایہ رازی (م:654ھ) ہیں. ناصر بن منصور عرضی اور سیف الدین باخرزی ان سے حدیث روایت کرتے ہیں. مغلوں کے حملہ میں خوارزم کا دفاع کرتے ہوئے 618ھ میں شہید ہوئے. مزار خوارزم میں واقع ہے. [دیکھئے صفحہ 275]

تصنیفات: عین الحیات (تفسیر قرآن 5 جلدیں)، فوائح الجمال وفواتح الجلال، رسالہ فی الخلوة، رسالۃ الی الهایم الخایف من لومۃ الائم، رسالہ السایر الحایر الی الساتر الواحد الماجد، رسالۃ الاصول العشرة (فارسی)، آداب المریدین، (فارسی)، سکینۃ الصالحین (فارسی)

[تاریخ ادبیات در ایران 2/856، 860، 1013-1015، 1019]

24- **ابویاسر عمار بن یاسر بن مطر بن سحاب بدلیسی**، مشہور بہ عمار یاسر بدلیسی ملقب بہ ضیاء الدین 6ھ/12ء صدی کے مشہور عارف تھے. شیخ ابونجیب عبدالقاہر سہروردی (م: 563ھ) کے مرید اور خلیفہ ہیں. بقول جامی: ناقصوں کی تکمیل، مریدوں کی تربیت اور اُن کے واقعات کشف میں بڑا مقام رکھتے تھے. (نفحات 421/425) نجم الدین کبریٰ (م:618ھ) نے آپ سے ہی خرقہ حاصل کیا تھا. سید محمد نور بخش قہستانی لکھتے ہیں ''مجتہد فی الطریقۃ، اوحد الاولیاء فی زمانہ'' (سلسلہ/45) 582ھ بدلیس میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہیں. بدلیس، آناطولی مشرقی ترکیہ کا ایک قصبہ ہے جو آرمنستان کے پہاڑی سلسلہ میں واقع ہے. (دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی 11/ش 4643).

مولفات یہ ہیں: **بھجۃ الطایفہ** (کتابخانہ برلن: آلوارت، شم/2842)، **صوم القلب یا صوم القلوب** (وہی: شم/3133)

مزید دیکھئے: روضات الجنان بہ کوشش جعفر سلطان القرائی، تہران، اصول تصوف از احسان اللہ استخری، نفحات الانس بہ کوشش محمود عابدی، تذکرۃ المشائخ، علاء الدولہ سمنانی، مصنفات فارسی بہ کوشش نجیب مایل ہروی، تہران، 1369، خزینۃ الاصفیاء، غلام سرور لاہوری، لکھنو، 1290ھ، فواتح الجمال، ترجمہ محمد باقر ساعدی خراسانی، تہران، 1368ش، مرآۃ الجنان، عبداللہ یافعی، بیروت، 1970ء [بحوالہ جواد شمس، دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی 11/ش 4644]

24- **ضیاء الدین ابونجیب عبدالقاہر سہروردی**، فقیہ صوفی ظاہری اور باطنی علوم میں کامل تھے. تاریخ تصوف میں چھٹی صدی ہجری کے مشہور عارف اور بزرگ ہیں. سہروردیہ، کبرویہ وغیرہ کئی سلاسل آپ کی توجہ کے مرہون منت ہیں. بارہ واسطوں سے سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے. آپ کے والد عبداللہ بکری بن محمد بن عَمویہ سہروردی اور شہاب الدین سہروردی برادر زاد ہیں. علی مبہانی اور ایک گروہ آپ سے احادیث روایت کرتے ہیں. مدرسہ نظامیہ بغداد میں پڑھاتے رہے. اپنے زمانے میں مُفتی عراقین اور قُدوۃ فریقین لقب سے مشہور تھے. تصوف میں شیخ حماد دباس اور احمد غزالی کی صحبت میں رہے. بغداد میں

مدرسہ نظامیہ کے علاوہ اپنے رباط (خانقاہ) میں بھی ایک مدت تک درس دیتے رہے۔ بے شمار شاگرد اور کثیر التصانیف تھے۔ آداب المریدین، شرح الاسماء الحسنیٰ وغریب المصابح مشہور و معروف کتاب ہے جس کے کئی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ عمر بن محمد احمد شیرگان کا فارسی ترجمہ بہ تصحیحات واستدراکات مایل ہروی، انتشارات مولی اس سلسلے میں بہت اعلیٰ کوشش ہے۔ 563 ہجری میں وصال پایا اور بغداد میں مدفون ہوئے۔

مزید دیکھئے: العلام 174/4، تاریخ ادبیات در ایران 220/2، دایرۃ المعارف 1384-1385/1، نفحات الانس 421-420، وفیات الاعیان 204-205/3، ہدیہ العارفین 606-607/1، مبانی عرفان واحوال عارفان، علی اصغر حلبی، تہران، اساطیر، 1385ء

25- بابا رتن ہندی صحابیٔ رسول تھے یا نہیں اس میں سخت اختلاف ہے۔ محدثین اور مورخین کے نزدیک یہ طے شدہ بات ہے کہ سب سے آخری صحابی ابوالطفیل عامر بن واثلہؓ ہیں۔ مناظر احسن گیلانی، ازہار احمد امجدی الازہری اور عبدالصمد صارم نے اس ضمن میں خوب تحقیق کی ہے جس کا ملخص یہ ہے۔ آپ کا آبائی وطن کون سا تھا اس میں شدید اختلاف ہے۔ مولانا گیلانی نے ''بھٹنڈہ'' نامی گاؤں کو مانا ہے جو سندھ اور دہلی کے راستے میں تھا۔ صارم موضع ترمذی قصبہ 'ریڑھ' ضلع بجنور بتاتے ہیں۔ آپ راجپوت چوہان کی گوت تسیر اسے تھے۔ (جہان کتب/34)

آپ قصبہ جیور ضلع علی گڑھ کی حکومت کے وزیر تھے ایک دن موسم گرما کی رات چھت پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوا اور پھر مل گیا۔ تحقیق کروائی تو معلوم ہوا کہ حجاز میں ''نبی آخر الزماں'' نے کفار مکہ کے کہنے پر یہ معجزہ دکھایا ہے۔ وہ ملاقات کی غرض سے حجاز گئے اور آپ کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ تقریباً چار سو سے متجاوز احادیث آپ سے مروی ہیں انہی میں سے ''رتنیات ثابتات'' بھی ہیں، جن لوگوں نے دور دراز سے آکر آپ سے ملاقات کی اور احادیث کا سماع کیا وہ یہ ہیں۔ ابومروان اندلسی، علی بن محمد خراسانی، حسین بن محمد، داؤد بن قفال سنجروری، عبدالوہاب بن اسماعیل صوفی، محمد عجمی، ابوبکر مقدسی، ہمام الدین سمرقندی اور موسیٰ بن مجلی صوفی۔ تعجب انگیز بات یہ ہے کہ زیادہ تر

روایات ہمام الدین سمرقندی اور موسی بن مجلی صوفی سے روایت کندہ ہیں صرف موسی بن مجلی سے تین سو احادیث مروی ہیں. اس صوفی کے بارے علامہ ذہبی نے لکھ ہے: میرا گمان ہے کہ "بابارتن" کی طرف جو حدیثیں منسوب ہیں، وہ اس جاہل گنوار کی ہیں، اُنہوں نے اس پر مستقل ایک رسالہ "کِسرُوَتنِ رتن" لکھا ہے جب کہ ہمام الدین سمرقندی اکثر ماہرین اسمائے رجال کے ہاں نہایت ضعیف ہے.

ساتویں صدی ہجری میں اسلام ہندوستان میں آچکا تھا یہ عہد غزنی خاندان کا ہے مگر اس زمانے میں اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا. مہدی، منصور، مامون الرشید اور ہارون الرشید وغیرہ کے ہندوستان سے اچھے روابط تھے مگر ایک صحابی کا ہندوستان میں ہونے کا کہیں ذکر نہیں.

بعد کے علماء میں حافظ ابن حجر عسقلانی، مجد الدین فیروز آبادی، شیخ علاء الدین اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی اور خواجہ محمد پارسا وغیرہ نے اپنی کتابوں میں "بابارتن" کا ذکر کیا ہے. آئین اکبری میں ابوالفضل نے مندرجہ بالا شخصیات کا ذکر کر کے لکھا ہے"......از و نیکو پذیرند و ستائش گردند" "بابارتن کو صحابی ماننے والوں نے اسی ایک عبارت کو دلیل بنایا ہے.

مولانا نجم الغنی رامپوری نے اپنے کتاب "تعلیم الایمان" شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ چونکہ شیخ سمنانی، شیخ رضی الدین علی لالا اور خواجہ پارسا نے اس کے دعویٰ صحابیت کو تسلیم کیا ہے، چونکہ یہ بزرگ صاحب کرامت، عابد و متقی تھے چاہے اُنہیں احوال رجال کا علم نہیں آتا تھا اس لیے ہمیں یہ بات مان لینی چاہیے. (تعلیم الایمان/312)

زیر بحث شخصیت کے معاملے کی تنقیح کے لیے ان سوالات کا جواب ضروری ہے:

= بابارتن کو صحابی علماء اسمائے رجال کی کتابوں میں ہندی تابعین و تبع تابعین کے احوال کے نقوش تو موجود ہیں مگر ان صحابی کا ذکر نہیں.

= آخری صحابی ابوالطفیلؓ کی وفات 110ھ پر کہیں سے بھی یہ آواز نہیں آئی کہ ابھی ایک اور صحابی زندہ ہے اور وہ ہند میں ہے.

= یہ کہنا کہ حضرت فاطمہؓ کی شادی کے موقع پر یہ موجود تھے کسی طرح بھی قرین قیاس نہیں کیونکہ اس واقعہ میں وہ اگر موجود ہوتے اور ہند سے گئے ہوئے ہوتے تو سیر و حدیث کی کسی کتاب میں ان کا حوالہ ضرور ملتا.

= اسی طرح غزوہ احزاب میں وہ شریک ہوتے اور کہیں ذکر نہ ملتا؟.
= آخری زمانے میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کثرت سے غیر ملکی وفود آئے، صحابہ کرام نے اُن وفود کا ذکر کیا مگر ہند سے ایک آدمی مکہ یا مدینہ پہنچے اور اُس کا ذکر نہ ہو، یہ ممکن نہیں.
= سلاطین ہند کا بابا رتن سے چشم پوشی کرنا بعید از قیاس ہے.
تاریخ وصال اور مدفن میں بھی اختلاف ہے، مولانا گیلانی 632ھ اور قبر ''بھنڈہ'' بتاتے ہیں جبکہ مولانا صارم ''بھنڈہ'' میں مدفون شخص کو ''حاجی رتن'' کہتے ہیں جو خواجہ معین الدین کے مرید تھے اور بابا رتن کے بارے لکھتے ہیں کہ وہ واپس آ کر موضع 'کھادڑی' متصل 'اعظم پور باسٹہ' ضلع مراد آباد (یوپی) میں ریاضت ومجاہدہ میں مشغول ہو گئے. انہوں نے 625ھ میں وفات پائی اور اسی موضع میں ان کا مزار موجود ہے. (جہان کتب/24-25)
(ہندوستانی صحابی: مناظر احسن گیلانی)

26- ابراہیم بن ادہم: ابواسحاق ابراہیم بن آدہم بن سلیمان بن منصور البلخی العجلی، 100ھ میں پیدا ہوئے اور 161ھ میں وصال پایا. بلخ کے بادشاہ تھے. ایک کنیز کے ان کے بستر پر سونے کی پاداش میں سزا دینے کے جواب میں اُس کے اس فقرے نے دنیا بدل دی کہ مجھے کچھ دیر اس بستر پر سونے کی یہ سزا ملی ہے اور جو ایک عرصے سے اس پر سو رہا ہے اُس کا روز قیامت کیا حال ہوگا؟. بادشاہت چھوڑ کر صحرا نوردی کرتے ہوئے نواح نیشاپور کی ایک غار میں گوشہ نشین ہو گئے. پھر مکہ چلے گئے. آپ ہر حال میں عبادت وریاضت میں مشغول رہتے. بہت سے صوفیاء سے شرف نیاز حاصل ہوا. جنید بغدادی کہتے ہیں: آپ فقراء کے تمام علوم واسرار کی کنجی ہیں. عام خیال ہے کہ سوقین، ترکی میں آپ دفن ہیں.
= مزید دیکھئے: طبقات الصوفیہ/181، تاریخ علمای نیشاپور /67 [دیکھئے صفحہ 274]

26- **ابوحفص حداد، عمرو سلمہ نیشاپوری**، خراسان کے اجل صوفیاء میں سے ہیں. نیشاپور سے بخارا جانے والے دروازے کے قریب کورآباد قریہ میں پیدا ہوئے. لوہار کا کام کرتے تھے اسی لیے حداد کہلائے. بشر حافی کے بھتیجے تھے. عبداللہ بن مہدی ابیوردی (بوردی) اور علی نصرآبادی کے شاگرد تھے. آپ کے تربیت یافتہ مرید ابوعثمان حیری، محفوظ بن محمود ابومحمد

مرتعش اور یوسف محمد زجاجی تھے۔ابوعبداللہ سجزی، شاہ شجاع کرمانی، علی ابن شعیب سقا، عبداللہ ابن محمد خراز، ابوجعفر احمد بن حمدان، ابوعلی ثقفی اور حمدون قصار آپ سے صحبت یافتہ تھے۔(طبقات/370، 356، 336، 269، 251، 183، 105، 103) جنید بغدادی سے ان کی ملاقات ہوئی جس میں فتوت (جوانمردی) پر ان کے درمیان گفتگو ہوئی اور جنید اُن کی باتوں سے بہت خوش ہوئے۔(عطار/394) ابن جوزی، ذہبی نے ان کے زہد و ورع کی تعریف کی ہے (جوزی 35/5، ذہبی 510/12) شہرت سے سخت بیزار تھے۔اہل تصوف کا پشمینہ کا لباس باہر جاتے ہوئے اتار دیتے اور واپس آ کر پہن لیے۔(سلمی <رسالہ ملامتیہ>، 108)۔ملامتی ہونے کے باوجود شریعت اسلامیہ کے سختی سے پابند تھے۔ علی ہجویری نے اُن کی بہت تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ آپ حضور کو غیبت پر مقدم جانتے تھے۔(ص 321) تاریخ وصال درست طور پر معلوم نہیں، سلمیٰ 270ھ، طبقات 267ھ اور سمعانی 265ھ لکھتے ہیں۔نیشاپور میں شارع ادک پر آپ کا روضہ آج بھی معروف ہے۔

مزید دیکھئے: حلیۃ الاولیاء، قاہرہ، 1357، تاریخ بغداد از خطیب بغدادی، اللمع فی التصوف، مجموعہ آثار ابوعبدالرحمٰن سلمی بہ کوشش نصر اللہ پورجوادی، تہران

26- **کمال الدین عبدالرزاق کاشی**، شیخ نور الدین عبدالصمد نطنزی کے مرید تھے وہ شیخ نجیب الدین علی بزغش شیرازی سہروردی کے اور وہ شہاب الدین عمر سہروردی کے مرید اور خلیفہ تھے۔(نفحات/475) جامع علوم ظاہری و باطنی اور کثیر التصانیف تھے۔کتاب اصطلاحات صوفیہ، شرح فصوص الحکم اور شرح منازل السائرین بہت مشہور ہیں۔آپ شیخ علاء الدولہ سمنانی کے معاصر تھے۔دونوں بزرگوں کے درمیان مسئلہ وحدت الوجود پر بحث رہی، جو خط و کتابت کی صورت میں تھی۔(وہی 482-492)[دیکھیے صفحہ 283]

26- **صلاح الدین حسن نخجوانی مشہور بہ بلغاری**: ساتویں صدی ہجری کے معروف کبروی سہروردی مشائخ میں سے ہیں۔605ھ میں نخجوان (نخچیوان) میں پیدا ہوئے، نخجوان آذربایجان کے ساتھ اب بھی ایک آزاد جمہوری ملک ہے۔والد خواجہ عمر چاول فروش تھے۔بلغار میں نو سال قیام کیا۔2(واعظ کاشفی، 368/2)26 سال کی عمر میں کفار کے ہاتھوں قید ہو گئے جہاں سات سال رہے۔تیس سال بخارا میں رہے اور علم حاصل کرنے

میں مشغول رہے اسی دوران اُن پر جذب طاری ہوگیا، وہاں سے ہجرت کر کے کرمان چلے گئے جہاں 27 سال رہے۔ کرمان میں اُن کے بیشمار مرید بنے۔ (ناصرالدین منشی کرمانی، ص 44) اُس وقت وہاں قتلغ ترکان کی حکومت تھی۔ قتلغ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوا۔ عمر کے آخری حصہ میں آپ آذربایجان چلے گئے، ایک سال مراغہ میں رہ کر تبریز چلے گئے اور وہیں 698ھ میں وصال پایا۔ سرخاب میں سپرد خاک ہیں۔ (واعظ کاشفی، 2/ 368-369)[. دیکھئے صفحہ 284]

خود کہتے ہیں کہ میں نے 28 مشائخ سے فیض حاصل کیا۔ اُن میں سعدالدین حموی، شیخ شمس الدین محمد رازی بھی ہیں۔ بواسطہ شیخ حسین سقا، شیخ ابوالنجیب سہروردی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طریقت سہروردیہ میں بیعت اختیار کی (وہی 368/2، ابن کربلائی درشرح مقامات و احوال شیخ حسن 140/1-141)۔ اِن کے مریدین میں شیخ حسن، شیخ عمر باغستانی معروف ہیں۔

26- **شیخ علی نساجی رامتینی:** خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے خلیفہ تھے۔ رامتینی، رامیتن کی طرف منسوب ہے جو بخارا سے دو فرسنگ دوری پر واقع تھا۔ بافندگی (نساجی) کی صنعت سے وابستہ تھے۔ اپنے سلسلۂ نقشبندیہ میں حضرت عزیزان کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ جامی کہتے ہیں: میں نے ایک بزرگ سے سنا کہ مولانا روم نے اپنی غزل کے اس شعر میں جس ہستی کا ذکر کیا ہے وہ یہی رامیتنی ہیں۔ شعر یہ ہے:

گر نہ علم حال فوق قال بودی کی شدی بندہ اعیانِ بخارا، خواجۂ نساج را؟

''اگر علمِ حال، علمِ قال سے بلند مرتبہ نہ ہوتا، تو بخارا کے جوان اور بوڑھے کب خواجہ نساج کے خادم (مرید) ہوتے۔[دیکھئے صفحہ 284]

715 یا 721ھ میں وصال پایا (رشحات/72) اور خوارزم میں مدفون ہوئے نفحات/385)

26- **شیخ تاج الدین ابرہیم کردی کرکانی (گرگانی)** ملقب بہ شیخ زاہد گیلانی، شیخ صفی الدین اردبیلی کے اساتذہ میں سے تھے۔ 615ھ میں پیدا ہوئے اور 711ھ میں وصال پایا۔ سلسلہ طریقت شیخ ابونجیب سہروردی تک اس طرح پہنچتا ہے کہ وہ مرید سید جمال الدین، شیخ شہاب الدین تبریزی، رکن الدین یحی، قطب الدین ابوبکر ابہری، شیخ ابونجیب

سہروردی. 892ھ میں سلطان حیدر صفوی نے خواب دیکھا اور آپ کے جسد اطہر کو گیلان منتقل کیا. کرکانی، شہر کرکان سے نسبت کی وجہ سے ہے، کرکان کے شمال میں ترکمنستان اور جنوب میں سمنان، مغرب میں مازندران واقع ہے.[دیکھئے صفحہ 280]

ملخصاً مقالہ سعید نفیسی منتشرہ در مجلّہ 'فرہنگ رشت، رسالہ' مستقل شمارہ 2، از انتشارات مجلّہ فرہنگ رشت، سال 1307.

26- **جمال الدین درگزینی**: ابن شرف الدین درگزینی (م:۳۴۷) نے بے شمار اولیاء کبار کی صحبت سے فیض اُٹھایا مگر عماد الدین سہروردی سے بیعت ہوئے اور خرقہ حاصل کیا.(سلسلۃ اولیاء/42)

26- **جلال الدین امیر اقبال بن سابق سیستانی**، شیخ علاء الدولہ سمنانی (م:736) کے مریدین خاص میں سے تھے. ساری عمر شیخ کے ساتھ رہے اور اُن کے ملفوظات بنام چہل مجلس (رسالہ اقبالیہ) تحریر کیے. انہی سے ایک سفر کے دوران شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشانی کی ابن عربی اور وحدت الوجود کے بارے شیخ علاء الدولہ سمنانی کے خیالات پر گفتگو ہوئی جس کی وجہ سے وہ خط و کتابت معرض وجود میں آئی جس سے ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں اِس مسئلہ پر گراں قدر معلومات ملتی ہیں. اقبال سیستانی کا سال وصال بقول جہانیاں جہاں گشت سہروردی 785ھ ہے (رک: مقالات شیرانی 268/2)

27- **چہل مجلس** (رسالہ اقبالیہ) شیخ علاء الدولہ سمنانی (م:736) کے ملفوظات کا مجموعہ ہے. جسے اُن کے مرید خاص جلال الدین امیر اقبال بن سابق سیستانی نے تحریر کیا ہے. وہ ساری عمر شیخ کے ساتھ رہے اور ملفوظات اکٹھا کرتے رہے. اِس مجموعہ ملفوظات کا سال تالیف 735ھ ہے یعنی شیخ کے وصال سے ایک سال پیشتر. عبدالرفیع حقیقت نے پہلے اسے شائع کیا پھر 1366ھ میں نجیب مایل ہروی کے مقدمہ، تصحیح و تعلیقات کے ساتھ انتشارات ادیب، تہران سے شائع ہوا.

27- **سید اوحد الدین اشرف جہانگیر سمنانی**: آپ کے والد سید محمد ابراہیم سمنان (خراسان) کے حاکم تھے. اُن کی وفات کے بعد یہ اُن کی جگہ حاکم بنے. والدہ کا اسم گرامی خدیجہ تھا جو معروف صوفی خواجہ احمد یسوی کی اولاد میں سے تھیں. آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں پیدا

ہوئے. چودہ سال کی عمر تک تمام مروجہ علوم سے فارغ التحصیل ہوئے. علاء الدولہ سمنانی (م:736) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شیخ کی طرح جہاد بالسیف کے ساتھ ساتھ فقر و درویشی بھی اختیار کیے رکھی. شیخ کے حکم سے عازم ہند ہوئے. ملتان کے راستے اوچ پہنچے. سید جلال الدین جہاں گشت سے ملاقاتیں رہیں. اُنہی کے کہنے پر بنگال میں علاء الدین گنج نبات کی خدمت میں چل دیے. راستے میں بہار سے گزرے تو یحیٰی منیری کا نماز جنازہ پڑھایا. اُن سے ملنے والے تبرکات ساتھ لے کر خواجہ گنج نبات کی خدمت میں حاضر ہو گئے. اُن سے چشتیہ نظامیہ کی خلافت حاصل ہوئی. ہندوستان کی خوب سیاحت فرمائی اور آخر کار فیض آباد سے 35 میل دور روح آباد (کچھوچھہ) میں مقیم ہو گئے. وہیں آپ کا مزار ہے. [دیکھیے صفحہ 282] بہت سے اسلامی ممالک یعنی عراق، ترکی، روم، دمشق اور حجاز مقدس بھی گئے علم و عرفان کا خزینہ تھے. معروف تصنیفات یہ ہیں:

بشارت المریدین (رسالہ قبریہ) وصال سے دو دن پہلے اپنی قبر میں بیٹھ کر تحریر کروایا، اس کا ترجمہ سید تجمل حسین نے کیا، پاکستان اور بھارت میں چھپ چکا ہے. (مقدمہ لطایف اشرفی، شمس/10)

مکتوبات اشرف: سید عبدالرزاق نورعین نے 869ھ میں مرتب کیا، 664 صفحات پر محیط ہے. ایک نسخہ علی گڑھ، سبحان کلیکشن (تذکرہ علماء ہند/112)، دوسرا شہداد پور ضلع سانگھڑ (مقدمہ لطایف اشرفی، شمس/10) اور تیسرا ڈاکٹر ایوب قادری مرحوم و مغفور کے پاس تھا. (فہرست مشترک 1989/3)

صحایف اشرفی: سید محمد علی حسین اشرفی، ادارہ فیضان اشرف، بمبئی، 1984

27- **لطایف اشرفی فی بیان لطایف صوفی:** نوشتہ نظام الدین حاجی غریب یمنی، 750ھ یمن میں پیدا ہوئے. میر سید اشرف جہانگیر سمنانی خلیفہ علاء الدولہ سمنانی (م:736) کے ملفوظات کا مجموعہ ہے. حاجی غریب یمنی تیس سال اپنے شیخ کی خدمت میں رہے. اس دوران جو حقایق و معارف سنے اُنہیں اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے. یہ اپنے زمانے کی دینی، عرفانی اور صوفیانہ تاریخ بھی ہے. 1878ء میں اس کا فارسی متن پہلی بار نصرت المطابع دہلی سے شایع ہوا، جو 900 صفحات پر محیط ہے. اس کے 9 لطایف کا اردو ترجمہ سب سے پہلے حکیم

سید شاہ نذر اشرف نے کیا. 1943ء میں اس کا ملخص ترجمہ دو جلدوں میں مشیر احمد کاکوروی نے کیا. انہی دو ترجموں اور 1878ء والے شایع شدہ فارسی متن کو سامنے رکھ کر شمس بریلوی نے اس کا مکمل اردو ترجمہ کیا جو 1995ء میں بہ اہتمام شیخ ہاشم رضا اشرفی کراچی سے شایع ہوا. [مقدمہ لطایف اشرفی، شمس/10]

27- فتوت: جوانمردی، جوانی، سخاوکرم، اخوت، دلیری، بعض اوقات بخشش اور مروت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے. لغت عرب میں یہ فتی سے مشتق قرار دیا گیا ہے بمعنی وہ جوان جو خوش شباب ہو فتوّت (ف، ت پھر واو پر تشدید اور زبر پھرت) بمعنی جواں مردی اور مردانگی. فتیٰ بہ ف پر زبر اور ی پر کھڑی الف بہ معنی جوان اور جواں مرد، نیک خو (منتہی الارب) علی بن ابی بکر ہوازن کہتے ہیں کہ اپنے آپ کو تمام مخلوقات سے کم تر سمجھنا فتوت ہے. عہد جاہلیت میں فتوت مجازاً شجاعت اور فتی بہ معنی شجاع کہا جاتا تھا. جیسا کہ طرفہ بن العبد کے شعر میں ہے:

"اذا القوم قالوا من فتی خلت انني عنيت تلم اكسل ولم اتبلد"

اصطلاح تصوف میں اُس صوفی کو کہا جاتا ہے جو جوانمرد، صاحب سخا اور اپنے پر دوسروں کو ترجیح دینے والا ہو. اہل تصوف نے صاحب فتوت کے لیے اصول وضوابط مقرر کیے ہیں. اس کے لیے مستقل رسائل فتوت لکھے ہیں. آئمہ اہل بیت کی تمام زندگی اسی فتوت کی تعبیر ہے. حضرت علیؑ کی فتوت کے بارے اس شعر میں کیا خوب ترجمانی کی گئی ہے.

روز و شب عاشق بنالد در جہان از عشق یار لافتی الاعلی لاسیف الاذوالفقار

اس موضوع پر بیشمار صوفیاء نے کتابیں "فتوت نامہ" لکھی ہیں، جیسے شیخ شہاب الدین عمر سہروردی، ابو عبدالرحمان سلمی، علی بن عبدالرسول، اخی احمد المحب بن شیخ محمود اردبیلی، ابو حامد احمد بن محمد اشعری، نجم الدین زرکوب، شیخ علاء الدولہ سمنانی، ناصری سیواسی، ملا حسین واعظ کاشفی اور میر سید علی ہمدانی وغیرہ زیادہ مشہور ہیں. میر سید علی ہمدانی کا فتوت نامہ چار بار اور اُس کا اردو ترجمہ ایک بار شایع ہو چکا ہے. شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کا فتوت نامہ اردو ترجمہ کے ساتھ اورینٹل پبلی کیشنز لاہور سے شایع ہو رہا ہے.

[مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: معجم اصطلاحات تصوف، اویس سہروردی]

27- **اخی ابوالبرکات تقی الدین علی دوستی سمنانی:** شیخ علاء الدولہ سمنانی کے مرید تھے. ان کی تعریف کرتے ہوئے شیخ نے فرمایا: اس سال مجھے علی دوستی کا معاملہ بہت پسند آیا کہ جب اللہ تعالی نے کل موجودات کی صورت میں اِس پر تجلی کی اور پوچھا کہ تم نے مجھے دیکھا تو اس نے جواب دیا نہیں، اللہ تعالیٰ نے کہا یہ چیزیں جو تم نے دیکھی تھیں، کیا تھا؟ اس نے جواب دیا: یہ تیرے افعال وصفات کی صورتیں تھیں، تیری ذات سب صورتوں سے منزہ اور پاک ہے. حق تعالیٰ کو اس کی بات پسند آئی. (نفحات/448) عروہ میں شیخ سمنان نے ''فرزندِ عزیز'' کہہ کر پکارہ ہے. (عروہ/381) علاء الدولہ سمنانی نے اپنے بھانجے میر سید علی ہمدانی کی تربیت باطنی کے لیے تقی الدین اخی علی دوستی کی خدمت میں بھیجا. علاء الدولہ سمنانی حضرت علی دوستی کا بے انتہا احترام اور محبت فرماتے تھے اور کہا کرتے تھے، ''علی دوستی ہمارا مرید وشاگرد ہے اور ایک لاکھ شیوخ واساتذہ کا شیخ واستاد ہے، علی دوستی ہمارے محبوبین میں سے ہے''. علی دوستی حضرت علاء الدولہ سمنانی کے تربیت یافتگان میں سے بہترین لوگوں میں سے تھے. شاہ ہمدان علی دوستی کی خدمت میں بارہ سال رہے. جامی نے انہیں میر سیّد علی ہمدانی کا استاد اور مرشد لکھا ہے. (نفحات/447) لفظ دوستی میں اختلاف ہے. بعض کہتے ہیں کہ اصل لفظ ''دوسی'' ہے کہ سمنان میں صوفیاء کی ایک جماعت تھی جنہیں عبدوس کہتے تھے اس لیے دوسی کہنا درست ہے.

[رجوع فرمائیں: ذہبیہ/281، خلاصۃ المناقب بدخشی، جواہر الاسرار آذری/151 (بہ حوالہ عابدی/858)، چہل مجلس 127-145-192-245-246]

27- **شرف الدین محمود بن عبداللہ مزدقانی:** میر سیّد علی ہمدانی کے استاد ہیں. سید علی ہمدانی، علی دوستی کے وصال کے بعد تربیت سیر وسلوک کے لیے شیخ محمود مزدقانی کی خانقاہ مزدقان (نزد تہران) حاضر ہوئے اور ایک سال سخت مجاہدہ اور ریاضت فرمائی. خانقاہ مزدقان میں 732ھ تک رہے. انہی کی ہدایت کے مطابق شاہ ہمدان نے تین بار دنیا کا پیدل سفر کیا۔ (نفحات/449، حبیب السیر، خیام ج 542/3) سلسلہ ذہبیہ احمدیہ، سلسلہ اویسہ مقصودیہ (ایران) اپنے سلسلے کے اقطاب میں اِن کا ذکر کرتے ہیں. سمنان سے فیروزکوہ جاتے ہوئے 11 کیلومیٹر پر مومن آباد میں آپ کا مزار ''مقبرہ درویش محمود'' کے نام سے

معروف ہے.[دیکھیے صفحہ 285]

27- **میر سید علی بن شہاب الدین محمد ہمدانی معروف بہ شاہِ ہمدان**، علاء الدولہ سمنانی کے بھانجے اور خلیفہ، اُنہی کے خلفاء علی دوستی سمنانی اور شیخ محمود مزدقانی کے تربیت یافتہ ہیں. عالم اسلام خاص کر برصغیر پاک و ہند کے نامور بزرگ، خطہ کشمیر، بلتستان، سنکیانگ، تاجکستان میں اسلام کی جڑیں آپ کی مساعیٔ جمیلہ کی مرہونِ منت ہیں. [ملخصاً حضرت شاہِ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی، حیات وتعلیمات، احمد سعید ہمدانی، اورینٹل، 2012]

وفات 786ھ کو مقام پاکھلی، مانسہرہ، میں ہوئی [وہی/148]، 784ھ [جواہر الاسرار آذری/151، خلاصۃ المناقب بدخشی (م: 797) با مقدمہ وتصحیح وتعلیقات سیّدہ اشرف بخاری مقالہ پی ایچ ڈی' مزار کولاب، تاجکستان میں ہے.[دیکھیے صفحہ 287]

27- **شیخ خلیفہ مازندرانی معروف بہ شیخ خلیفہ تحریک سربداران** (سر بہ سرِ دار)، خراسان کے بانی تھے. یہ تحریک چنگیز و ہلاکو کے قتل عام کے خلاف تھی. مازندران کے کبار علماء اور درویش تھے. کب پیدا ہوئے معلوم نہیں. قرآن حفظ کیا پھر حصول علم کے لیے شہر بہ شہر پھرتے رہے. شیخ بالوی، زاہد آملی، شیخ علاء الدولہ سمنانی اور شیخ غیاث الدین ہبۃ اللہ حموی کے شاگرد تھے. انسان دوستی اور مساوات اجتماعی کے سختی سے قائل تھے. مغربی خراسان کے دارلحکومت سبزوار کی جامع مسجد میں قیام پذیر ہوئے. اپنی خوش کلامی اور خدمت کی وجہ سے کثیر تعداد مریدین آپ کے گرد اکھٹی ہوگئی. حاکم کو خطرہ محسوس ہوا تو اُن کے قتل کا فتویٰ علماء سوء سے حاصل کر کے ابوسعید کے پاس روانہ کیا. ابوسعید نے درویشوں کے قتل کا فتوی نہ مانا مگر حاکم شہر نے سازش سے شیخ کو مسجد میں 736ھ میں قتل کروادیا[دیکھیے مزار صفحہ 281] شیخ حسن جوری جانشین مقرر ہوئے. شیخ جوینی بھی شیخ خلیفہ مازندرانی کے شاگرد ہیں.

[ملخصاً سید حسین، رئیس السادات، ''شیخ خلیفہ'' مجلّہ مشکوۃ، پاییز 1369، شمارہ 28.]

مزید دیکھیے: عبدالرفیع حقیقت، تاریخ جنبش سربداران و دیگر جنبش ہای ایرانیان در قرن ہشتم ہجری، انتشارات کومش، 1374؛ ابوالفضل نبئ، اوضاع سیاسی و اجتماعی ایران در قرن ہشتم ہجری، انتشارات دانشگاہ فردوسی مشہد، 1375.

27- **شیخ نجم الدین محمد بن محمد الاذکانی**: شیخ علاء الدولہ سمنانی کے مرید ہیں. اسی سال کی عمر میں

778ھ میں وصال پایا۔اسفراین کے ایک قلعہ کے اندر مدفون ہیں۔[نفحات/446]

27- اخی محسن الدین: چہل مجلس میں ان کا ذکر اخی علی دوستی کے مکاشفات ھو کے دائرہ کے بارے گفتگو کے ذیل میں آیا ہے (چہل مجلس/246)، ترکستان میں شاہ اغول بن قاعد کے اہم درباری تھے۔

27- شیخ عبداللہ غرجی (غرجستانی) علاء الدولہ سمنانی کے ممتاز مریدین میں سے ہیں۔ بچپن میں والد فوت ہوگئے تو ایک جماعت کے ساتھ سمنان چلے گئے۔ شیخ سمنانی نے تربیت فرمائی۔ شیخ کی ان پر جتنی توجہ تھی اور کسی پر نہ تھی اس کا اندازہ اُن رباعیات سے ہوتا ہے جن کے مخاطب عبداللہ غرجی ہیں۔ منازل سلوک طے کرنے کے بعد طوس آگئے اور طالبانِ حقیت کی رہنمائی کرنے لگے۔ حکمرانِ وقت نے ایک جنگ میں ان سے التماس کی کہ آپ ہمارے ہمراہ رہیں۔ انہوں نے درخواست قبول کر لی اور اسی جنگ میں شہید ہوگئے۔ طوس میں ہی مدفون ہیں۔ شیخ علی ققُلق اور حافظ بہاء الدین عمر ابردہی توسی آپ ہی کے مرید ہیں۔
[نفحات/449، روضات الجنان: ج577/2]

27- محمد خرد (خورد)، شیخ علاء الدولہ سمنانی کے مرید تھے۔ شیخ نے رسالہ نوریہ انہی کی فرمائش پر لکھا۔ رسالہ نوریہ کے چار نسخے ابھی تک دریافت ہوچکے ہیں:

1. مجموعہ از نوشتہ سیّد علی ہمدانی (متوفیٰ 786ھ/1385) جو شیخ علاء الدّولہ سمنانی کے بھانجے اور مرید تھے۔ کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد میں موجود نسخہ جو 766 ہجری کا کتابت شدہ ہے، شمارہ 4009، یہ قدیم ترین نسخہ ہے۔ اس نسخے میں نقایص کو شنگرفی سیاہی سے روشن کر دیا گیا ہے۔ اس طرح اس کی تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔

2. دوسرا جناب ڈاکٹر عارف نوشاہی کے پاس موجود ہے۔ یہ نسخہ محمد غنی جو اخوند درویزہ ننگرہاری (متوفّی 1048/1638) کے مرید تھے کا ماہ ذی الحجہ 1041/1639ء تحریر کردہ ہے اور بہت ناقص ہے۔

3. تیسرا نسخہ شمارہ 4274، کتابخانہ دانشگاہ تہران میں موجود ہے۔ اگرچہ یہ نسخہ کامل ہے مگر اس پر کتابت کی کوئی تاریخ درج نہیں۔ یہ بہ تصحیح واہتمام آقای نجیب مایل ہروی شائع ہوچکا ہے۔

4. رسالہ نوریہ کا بہتریں نسخہ شمارہ 1105، مجموعہ جار اللّٰہ آفندی، کتابخانہ سلیمانیہ، استانبول

میں موجود ہے. یہ رسالہ نہایت خوش خط اور مکمل ہے. اس پر شعبان 1494/899ء تاریخ کتابت درج ہے. اس کی ایک عکسی نقل کتابخانہ سہروردیہ، لاہور میں موجود ہے اور یہ معارف، ایران کے شمارہ 1، جلد 13 میں بہ تصحیح جمال الیاس Amherst massachusetts،College شائع ہو چکا ہے.

[رک: مصنفات فارسی، نوشتہ علاء الدّولہ سمنانی، تہران: شرکت انتشارات علمی و فرہنگی، 1990]

27- **اخی علی رومی:** ان کا ذکر چہل مجلس/214 میں آیا ہے.

27- **اخی علی سیستانی:** ان کا ذکر چہل مجلس/214-177 میں آیا ہے.

27- **تاج الدین محمد القشیری:** ان کی فرمائش پر قواعد العقائد کی تصنیف عمل میں آئی.

28- **عبید اللہ بیاباذی :** ان کا ذکر شجرۃ الطبقات المشائخ میں علی کشمیری نے شیخ علاء الدولہ سمنانی کے مرید کے طور پر کیا ہے.

28- **کمال الدین ابوالعطاء محمود بن علی بن محمود، معروف بہ خواجوی کرمانی:** آٹھویں صدی ہجری کے باکمال شعرا میں سے تھے. "خلاق المعانی اور ملک الفضل" القاب ہیں. مغل عہد کے شاعر اور سعدی شیرازی کے معاصر تھے. 689ھ کرمان میں پیدا ہوئے. علاء الدولہ سمنانی سے حد درجہ عقیدت رکھتے تھے، مدتوں اُن کی خانقاہ میں مقیم رہے. شیخ امین الدولہ گازرونی سے بھی فیض یافتہ تھے. جوانی میں حجاز، شام، بیت المقدس، عراق، مصر اور شیراز کا سفر کیا، عرصہ دراز تک بغداد میں مقیم رہنے کے بعد 736ھ میں اصفہان چلے گئے پھر کرمان اور شیراز میں مستقل مقیم ہو گئے. سلطان ابوسعید بہادر، اس کا وزیر غیاث الدین محمد محمود حانِ خواجو ہیں انہی کے نام مثنوی ہمای و ہمایوں کہی. دوسرے محبت کرنے والوں میں جلال الدین شاہ مسعود برادر شاہ شیخ ابو اسحٰق انجو، خواجہ رشید الدین فضل اللہ کے بیٹے، خواجہ بہاء الدین محمود یزدی از وزرای آل مظفر ہیں. آپ کا دیوان چھپ چکا ہے. مولانا جامی اور سبک امیر خسرو دہلوی میں شعر کہتے ہیں. 753ھ میں وصال ہوا. مزار تنگ اللہ اکبر، رکن آباد، شیراز میں ہے. [دیکھیے صفحہ 282] [ملخصا: آرش مشفقی، نخل بند شعرا، کیہان فرہنگی، سال نوزدہم. شہریور 1381، پیاپی 191، ص 54]

28- **خواجہ جمال الدین سلمان بن خواجہ علاء الدین محمد معروف بہ سلمان ساوجی:** 709ھ سادہ

میں پیدا ہوئے. ایران کے بڑے غزل گو اور قصیدہ نویس شعراء میں آپ کا شمار ہوتا ہے. آپ کے والد خواجہ علاء الدین محمد بھی اہل قلم میں سے تھے. 740ھ میں سردار شیخ حسن کی مستقل ملازمت اختیار کر لی جو اُس کی اولاد کے خاتمے تک جاری رہی. جلائر خاندان کے ساتھ خصوصی تعلق تھا. اس خاندان کے مختصر حالات یہ ہیں:

جلائر قبائل ایل خانیوں ہی کی ایک شاخ تھی اور یہ نسلاً منگول تھے جب ایل خانی سلطان ابو سعید کا انتقال ہوا تو امراء مرکز میں صاحب اقتدار ہو گئے. وہ جس کو چاہتے تخت نشین کرتے اور جس کو چاہتے تخت سے اتار دیتے. ان میں جلائر سردار شیخ حسن بزرگ نے بڑا اقتدار حاصل کیا اور وہ ایل خانی حکمرانوں کو کٹھ پتلیوں کی طرح نچاتا تھا. جب آخری ایل خانی حکمران نوشیرواں مرگیا تو حسن بزرگ (1339ء تا 1356ء) عراق پر قابض ہو گیا اور بغداد کو دارالحکومت بنا کر ایک مستقل حکومت قائم کر لی.

حسن بزرگ کے بعد اس کا لڑکا اویس خان (1356ء تا 1374ء) تخت نشین ہوا. اُس نے ترکمانوں سے جو آذربائیجان اور مشرقی اناطولیہ پر قابض ہو گئے تھے تبریز اور آذربائیجان چھین لیا اور موصل اور دیار بکر پر بھی قبضہ کر لیا.

اویس کے جانشین حسین (1374ء تا 1382ء) کی سیاہ بھیڑ (قرہ قویونلو) ترکمانوں اور آل مظفر سے لڑائیاں جاری رہیں. ترکمانوں سے تو اس کی صلح ہو گئی لیکن آل مظفر کے حکمران شاہ شجاع نے اس کو آذربائیجان اور عراق کے بڑے حصے سے کچھ مدت کے لئے بے دخل کر دیا.

حسین کے بعد اس کی حکومت دو بیٹوں میں اس طرح تقسیم ہوئی کہ عراق اور آذربائیجان سلطان احمد (1382ء تا 1410ء) کو اور کردستان بایزید کو ملا. سلطان احمد کو اطمینان سے حکومت کرنے کا موقع نہیں ملا. تیمور کی فتوحات کا سلسلہ آذربائیجان تک پہنچ چکا تھا اور اس نے 1393ء میں بغداد اور عراق پر بھی قبضہ کر لیا. سلطان احمد بھاگ کر مصر چلا گیا. اس کے بعد یہ ہوتا تھا کہ جب تیمور بغداد سے چلا جاتا تھا تو سلطان احمد مصری حکومت کی مدد سے بغداد پر قابض ہو جاتا اور جب تیمور اس کی طرف رخ کرتا تو وہ پھر بھاگ جاتا تھا. آخر میں وہ بغداد پر قابض ہو گیا تھا لیکن آذربائیجان پر قبضہ کرنے کی کوشش میں قرہ قویونلو حکمران قرہ

یوسف خان کے ہاتھوں شکست کھا کر مارا گیا.اس کے بعد اس کا بھتیجا شاہ ولد بغداد میں جانشیں ہوا لیکن اگلے سال ہی قرہ قویونلو ترکمانوں نے بغداد پر قبضہ کر کے جلائر خاندان کا خاتمہ کر دیا. جلائر کی ایک شاخ اس کے بعد بھی 829ھ تک بصرہ، واسط اور شستر کے علاقے پر حکومت کرتی رہی لیکن وہ تیموری سلطنت کی باجگزار تھی بالآخر اس حکومت کو بھی قرہ قویونلو نے ختم کر دیا.

جلائر کا دور تعمیر و ترقی کے کاموں کے لحاظ سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا.سلمان ساوجی اور عرب مورخ ابن عرب شاہ (1388ءتا1450ء) کا جلائر کے دربار سے تعلق تھا.ابن عرب شاہ کی تاریخ عجائب المقدور اُس دور کی تاریخ خصوصا امیر تیمور کے حالات کا بڑا قیمتی ماخذ ہے. یہ عربی میں ہے اور اس میں تیمور کی برائیاں کی گئی ہیں.امیر تیمور بغداد فتح کرنے کے بعد ابن عرب شاہ کو سمرقند لے گیا تھا.احمد جلائر نے فارسی کے شاعر حافظ شیرازی کی سرپرستی بھی کی.

سلمان فارسی زبان کے صف اول کے قصیدہ گو شاعر تھے.چالیس سال سفر و حضر میں یہ جلائر حسن بزرگ، سلطان حسین اور سلطان اویس جلائر کے ساتھ تبریز اور بغداد میں اُن کے ساتھ رہے اور ان کی مدح سرائی کرتے رہے. اوایل عمر میں خواجہ غیاث الدین محمد وزیر سلطان ابوسعید بہادر (۷۳۶-۷۱۶) کے لیے بھی قصیدہ خوانی کی.سلمان کا تغزل بڑا عاشقانہ ہے، دیکھیے:

بادنوروز از کجا این بوی جان می آورد   جان من پی تا بہ کوی دلستان می آورد
ورنہ اقلیم فلک شکرانہ این مژدہ را   مسرعان عالم علوی بہ رسم مژدہ خواہ

سلمان نے قصیدہ وغزل کے علاوہ ترجیع بند، ترکیب بند، قطعہ، مثنوی اور رباعی بھی کہی ہیں. تصوف بھی آپ کی شاعری میں اثر پذیر نظر آتا ہے.آپ کے آثار میں شیخ حسن اُس کی ہمشیرہ دلشاد خاتون او بیٹے سلطان اویس کی مدح میں بے شمار اشعار ہیں. دو مثنویاں، ایک موسوم بہ جمشید و خورشید اور دوسری فراق نامہ معروف ہیں.تقریباً گیارہ ہزار اشعار ہم تک پہنچے ہیں. خواجہ شیراز نے اپنی تمام تر توانائیوں کے باوجود اُن کی مدح میں کہا:

سرآمد فضلای زمانہ دانی کیست   جمال ملت و دین خواجۂ جہان سلمان

= قصیدہ ''بدیع الاسر'' اُن کی قصیدہ خوانی کا عمدہ اظہار ہے. یہ غیاث الدین محمد وزیر کی مدح میں کہا گیا اور اس میں سلمان نے سید ذوالفقار شیروانی کی پیروی کی ہے. جب یہ قصیدہ کہا گیا تو اُس وقت سلمان کی عمر 26 سال تھی غزل میں عشق وتصوف کے مضامین کا بہت عمدہ اظہار کرتے ہیں. معاصر حافظِ شیراز سے مشابہت پائی جاتی ہے. بے شمار غزلوں کے وزن اور قافیہ ایک ہی ہیں. مصنفات یہ ہیں:

1- **کلیات دیوان:** مشتمل بر قصاید وغزلیات ورباعیات وترجیعات وترکیبات

2- **فراق نامہ:** مثنوی (ایک ہزار بیت) بہ قول مرحوم دکتر صفاء یہ سلطان اویس اور اس کے فرزند بیرام شاہ کی گیلان میں موت کے بعد اُس کے ہجر وفراق کے اظہار میں ہے.

3- **جمشید وخورشید:** اس مثنوی کے دو ہزار اشعار ہیں، خسرو وشیرین کے قدیم قصہ کو بیان کیا گیا ہے.

4- **قصیدہ بدایع الاسرار**

5- **قصیدہ جمشید وخورشید**

سلمان کی تاریخ وصال میں اختلاف ہے. فصیح خوافی 777ھ بتاتے ہیں. دولت شاہ 769ھ اور ہدایت 889ھ لکھتے ہیں. چونکہ شاہ شجاع 777ھ میں تبریز پر قابض ہوا اور سلمان نے اُس کی مدح کی جس پر سلطان حسین ناراض بھی ہوا اس لیے درست تاریخ وصال صفر 778ھ بنتی ہے جس کی طرف معاصر شاعر نے اشارہ بھی کیا ہے.

محل آیت اعجاز پارسی سلمان — کہ کرد ناطقہ پیش دمش بہ عجز اقرار
ندید برسر شاخ گل سخن اصلا بہار — طبع چو او عندلیب خوش گفتار
طریق شعر بہ او ختم گشت و بعد از وی — بدوخت دست قضا بر در سخن مسمار
نماز شام دوشنبہ از صفر بودہ — چو نقد عمر بہ یك دم چو صبح کرد نثار
چو کرد میل بہ سوی بساط دار قرار — است سال تاریخش بساط دار قرار

1- تاریخ ادبیات ایران. صفا، ذبیح اللہ، انتشارات دانشگاہ تہران، 1356
2- سیری در شعر پارسی، زرین کوب، عبدالحسین، انتشارات نوین، تہران، 1363
3- گنج بازیافتہ، دبیر ساقی محمد، انتشارات جامی، تہران، 1373

28- **خواجہ قطب الدین یحییٰ نیشاپوری جامی:** عالم اور عارف، نیشاپور میں پیدا ہوئے. خراسان کے قاضی القضات رہے. پانچ جمادی الاخر 740ھ میں وصال پایا اور جام میں مدفون ہوئے.

28- **مولانا جلال الدین محمد عتیقی تبریزی**، والد اور بیٹا دونوں کا عتیقی کے نام سے معروف ہیں. والد قطب الدین ابوالفضل عبدالرحمان (م: 675ھ) ''قطب'' اور بیٹا ''عتیقی'' تخلص کرتے ہیں. والد آذربایجان کے صوفیاء میں سے تھے. 646ھ تبریز میں پیدا ہوئے. آپ کے بھائی شیخ شہاب الدین محمود عتیقی ابہری (م: 665ھ) رکن الدین سجاسی کے شاگرد اور سلسلہ سہروردیہ قرن ہفتم کے اجل صوفیہ میں سے تھے. آپ ایلخانی دور کے بزرگ علماء میں سے تھے. خواجہ رشید الدین فضل اللہ کے مصاحب تھے. علوم ظاہری اور باطنی میں مضبوط تھے. وعظ خوب کرتے. غیاثیہ (تبریز) میں جب وعظ کرتے تو بزرگ علماء اس میں شریک ہوتے.

آپ کا دیوان، 840 صفحات بر اساس نسخہ خطی کتابخانہ فاتح استانبول جو 744ھ کا کتابت شدہ، بہ مقدمہ نصر اللہ پور جوادی و سعید کریمی، انتشارات فرہنگستان زبان ادب فارسی سے شایع ہوا ہے.

[ملخصا سفینہ تبریز، گردآوری و بہ خط ابوالمجد محمد بن مسعود تبریزی تاریخ کتابت 3-721ھ، عکسی اشاعت از نسخہ کتابخانہ مجلس شورای اسلامی، با مقدمہ عبدالحسین حائری و نصر اللہ پور جوادی، تہران، مرکز نشر دانشگاہی، 1381]

مزید دیکھیں: تاریخ گزیدہ 745، تذکرہ روز روشن 535 - 534، دانشمندان آذربایجان 271-269، الذریعہ 707/9، سخنوران آذربایجان 524-519، فرہنگ سخنوران 625، مجالس النفائس 329 ہفت اقلیم 227/3-226.

28- **شیخ اسماعیل سیسی** کا خطاب مفخر اولیا و عارفین ہے. 647 ہجری شمسی سیس میں پیدا ہوئے. ابتدائی تعلیم وہیں سے حاصل کی. جوانی میں مکہ و مدینہ چلے گئے اور مشائخ و بزرگان کی خدمت میں رہے حتیٰ کہ خود کعبہ طالبانِ حقیقت بن گئے اور مجد الدین کہلائے. بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ شعر بھی کہتے تھے. ایک سو اٹھارہ سال کی عمر میں وصال پایا اور

سیس میں مدفون ہوئے۔ [دیکھیے صفحہ 280]
صاحبِ مثنوی مہر و مشتری، حاجی شمس الدین محمد عصار تبریزی (م: ۷۹۲ھ) شیخ مجد الدین اسماعیل سیسی کے مرید تھے۔ [الذریعہ بزرگ طہرانی، شمارہ ۱۳۶۹]

28- **سراج الدین، ابوحفص عمر قزوینی فارسی:** حافظ و محدث، مفسر و قاری، قوام الدین شیرازی سے فنِ قرائت سیکھی 683ھ قزوین میں پیدا ہوئے مختلف علوم سے بہرہ مند تھے عربی میں خاص درک حاصل تھا عہد جوانی یعنی چالیس سال سے پہلے فوت ہو گئے۔ تصانیف یہ ہیں:
الکشف علی الکشاف یا الکشف عن مشکلات الکشاف تفسیر میں حاشیہ بر کشاف اور نصیحہ السملم المشفق لمن ابتلی بحب المنطق۔
دیکھیں: الاعلام (208 / 5)، شذرات الذہب (144 -143 / 6)، کشف الظنون (1480، 1958)، معجم المؤلفین (289 / 7)، مینودر (871 / 2)، ہدیہ العارفین (789 / 1).

29- **دولت شاہ سمرقندی:** دولتشاہ سمرقندی (۸۴۲-۹۰۰ھ) علاء الدولہ بختی شاہ غازی اسفراینی کے بیٹے تھے۔ تذکرہ نویس اور شاعر تھے علائی تخلص کرتے تھے۔ امیر علی شیر نوائی اور سلطان حسین بایقرا کے ملازم تھے۔ اعلیٰ ذوق کے مالک اور درویش صفت تھے۔ تذکرۃ الشعراء ان کی معروف کتاب ہے جس میں اُنہوں نے فارسی پہلے شاعر سے اپنے زمانے تک کے شعراء کے حالات لکھے ہیں۔ اگر چہ اس کتاب کی شہرت بہت ہے مگر اس مندرجات پر محققین بعض وجوہات کی وجہ سے اعتبار نہیں کرتے۔
حال ہی میں ڈکتر سیّدہ نرگس رضائی نے اس کی تصحیح کی ہے اور اپنے مقدمہ و توضیح کے ساتھ پژوہشگاہ علوم انسانی و مطالعات فرہنگی، تہران ایران سے شائع کیا ہے۔
[مجلہ ادبیات، شمارہ 4، 2007]

30- **عبدالرفیع حقیقت ابن کریم رفیع زادہ حقیقت** 8 مئی 1934ء میں سمنان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سمنان میں حاصل کی بعد ازاں علامہ محمد صالح حائری مازندرانی (سمنانی) مؤلف حکمت بوعلی سینا جو سمنان میں مقیم تھے سے علوم قدیمہ حاصل کیے۔ وزارت فرہنگ و ہنر اور ریڈیو ٹیلی ویژن ایران سے وابستہ رہے۔ تہران یونیورسٹی سے

1991ء میں فارغ التحصیل ہوئے اور ucla یونیورسٹی سے phd کی ڈگری حاصل کی مجلّہ گوہر اور ارمغان کے مدیر رہے۔ تقریباً تیرہ سال مشہور محقق ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا، ڈاکٹر نصرت اللہ قاسمی، مہندس ناصح ناطق، ڈاکٹر عزت اللہ تیز انداز وغیرہ کے ساتھ کام کیا۔ تقریباً ایک سو سے زاید تحقیقی کتابوں کے مولف و مصنف ہیں۔

اس وقت موسسہ پژوہشی و انتشاراتی کومش، انجمن ادبی آفتاب حقیقت، انجمن دانش پژوہان ایران، جمعیت سمنانیان، انجمن کومشی ہای تہران کے صدر ہیں۔

چند تالیفات یہ ہیں: تاریخ سمنان، خمخانہ وحدت شیخ علاء الدولہ سمنانی ہفت، کلیات کامل اشعار سعدی (از روی صحیح ترین نسخ برابر بانسخہ محمد علی فروغی) با عروض و اعراب کامل، ایران از دیدگاہ علامہ محمد اقبال لاہوری، سلطان العارفین بایزید بسطامی: عارف بزرگ قرن دوم و سوم ہجری، شیخ نجم الدین کبرا ستارہ بزرگ عرفان در قرن ششم و ہفتم ہجری، سمنان دیار وارستگان، فرہنگ ہنرمندان ایرانی از آغاز تا امروز، مقامات شیخ ابوالحسن خرقانی: رسالہ خطی نمونہ نثر عرفانی قرن ششم ہجری، مکتب ہای عرفانی در دوران اسلامی، تاریخ قومس (سمنان)، شامل: وقایع تاریخی، اوضاع جغرافیائی، سیاسی، اجتماعی، اقتصادی و شرح حال عارفان، دانشمندان، شاعران، ہنرمندان، وزراء و مشاہیر نوا، کومش (سمنان) سرزمین آزاد اندیشان: نخستین کانون عرفان ایران، وزیران ایرانی: از بزرگمہر تا امیر کبیر، آثار و تاریخ نہضت ہای ملی ایران 5 جلد، تاریخ نہضت ہای فکری ایرانیان 11 جلد، تاریخ علوم و فلسفہ ایرانی، تاریخ عرفان و عرفان ایرانی، نقش ایرانیان در تاریخ و تمدن جہان اور آثار منظوم و ادبیات فارسی 13 جلد ہیں۔ نور العلوم: کتابی یکتا از عارف بی ہمتا شیخ ابوالحسن خرقانی ہمراہ با شرح احوال و آثار و افکار او، تاریخ عرفان و عارفان ایرانی: از بایزید بسطامی تا نور علیشاہ گنابادی، جلوہ ہای جہانی مہاجرت ہای تاریخی ایرانی، تاریخ پانصد سال حکومت اشکانیان، حکومت دینی ساسانیان، وزیران ایرانی: از بزرگمہر تا امیر کبیر: دو ہزار سال وزارت، نگین سخن: شامل شیواترین آثار منظوم ادبیات پارسی، تاریخ نہضتہای ملی ایران: از جدال مشروطہ تا سقوط جبہہ ملی، نگین سخن، شامل شیواترین آثار منظوم ادبیات پارسی، مولانا از بلخ تا قونیہ، تاریخ جنبشہای مذہبی در ایران: از کہن ترین زمان تاریخی تا عصر حاضر، حاجی ملا علی حکیم

الہی مردم پناہ نامدار سمنانی، نقش ایرانیان در تاریخ تمدن جہان، تاریخ سنگسر: سرزمین دلاوران سرسخت، شاعران بزرگ معاصر از دہخدا تا شاملو، مجموعہ کامل غزلہای سعدی.

مجلات اطلاعات ہفتگی، یغما، ارمغان، وحید، سخن، آیندہ و ہلال پاکستان وغیرہ میں مقالات چھپ چکے ہیں.

30- شیخ علاء الدولہ سمنانی کی شائع شدہ تصنیفات اس طرح ہیں.

''مصنفات علاء الدولہ سمنانی عربی'' بہ اہتمام نجیب مایل ہروی. تہران: شرکت انتشارات علمی و فرہنگی، 1990ء

- رسالة فی ذکر اسامی مشایخی
- بیان الاحسان لاهل العرفان
- رسالة منهج الجمع شرح حدیث ان ارواح المومنین طیر خضر
- رسالة سر السماع
- رسالة فی الایمان والصبر والتقوی والاحسان
- رسالة ختام المسك
- رسالة فی مشایخه من المتقدمین
- نقل من کتاب موارد الشوارد
- کتاب قواطع السواطع
- رسالة فتح المبین لاهل الیقین
- فرحة العاملین وفرجة الکاملین
- رسالة سربال البال لذوی الحال
- هدیه المسترشدین ووصیة المرشدین
- رساله اقبالیه

= ''مصنفات علاء الدولہ سمنانی فارسی'' بہ اہتمام نجیب مایل ہروی. تہران: شرکت انتشارات علمی و فرہنگی، 1990ء

- سر سماع
- آداب السفرہ
- مالابد منہ فی الدین
- سربال البال لذوی الحال
- فرحۃ العاملین وفرجۃ الکاملین
- شرح حدیث ارواح المومنین
- بیان الاحسان لاہل العرفان
- فتح المبین لاہل الیقین
- سلوۃ العاشقین وسکتۃ المشتاقین
- نوریہ

- تذکرۃ المشائخ
- شطرنجیہ
- مکتوبات (اجازہ نامہ، وصیت نامہ، نامہ ہا)

= چهل مجلس (ملفوظات شیخ علاء الدولة سمنانی): تحریر امیر اقبال سیستانی

- بہ اہتمام عبد الرفیع حقیقت. ایران: شرکت مؤلفان و مترجمان ایران، 1979ء
- بہ اہتمام عبدالرفیع حقیقت (رفیع). چاپ ا. تہران: انتشارات اساطیر، 2000ھ و 2001، 248 ص.
- نجیب مایل ہروی کے اہتمام سے شایع ہونے والی کتاب "علاء الدولہ سمنانی مصنفات فارسی" میں رسالہ اقبالیہ کے نام سے شامل ہے.

= دیوان اشعار

- بنام خمخانہ وحدت (بہ انضمام شرح احوال وآ ثار وافکار ومکاتبات او). تألیف واہتمام عبدالرفیع حقیقت (رفیع). تہران، شرکت مؤلفان ومترجمان ایران، 1983، 1984
- دیوان کامل اشعار فارسی و عربی شیخ علاء الدوله سمنانی: باہتمام عبد الرفیع حقیقت (رفیع) تہران، شرکت مؤلفان ومترجمان ایران، 985ء، 19+515 ص

= رسالة آداب السفرة

- دیکھئے "علاء الدولہ سمنانی مصنفات فارسی" بہ اہتمام نجیب مایل ہروی. تہران: شرکت انتشارات علمی وفرہنگی، 1990ء
- ترجمہ وتحقیق شعبان ربیع طرطور؛ راجع الترجمۃ طلعت ابوفرحۃ، القاہرہ، الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، مرکز تحقیق التراث، 1987ء

= عروة الوثقى (العروة لأهل الخلوة والجلوة)
بہ تصحیح وتوضیح نجیب مایل ہروی. تہران، انتشارات مولی، 1983ھ

= مجموعۂ رسائل النور فی شمائل هل السرور (کتاب مکتوبات)
مرشد ومرید: مکاتبات عبدالرحمٰن اسفراینی بہ علاء الدولہ سمنانی. با تصحیحات ومقدمہ

ہرمان لنڈلٹ. تہران: قسمت ایران شناسی انستیتوی فرنسوی پژوہشہای علمی 1972ء

= مناظر المحاضر للمناظر الحاضر، القاہرۃ: مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ

= تفسیر نجم القرآن، بیروت: مکتبۃ علمیہ، 2009ء

38- شیخ میر سید محمد نوربخش کے آباءواجداد بحرین کے تھے. دادا عبداللہ امام علی الرضا علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کے لیے ایران گئے اور وہیں قائین نامی بستی میں بس گئے. آپ جمعہ 27 محرم 795ھ پیدا ہوئے. بے حد ذہین وفطین تھے، سترہ سال کی عمر تک مروجہ علوم وفنون میں تبحر حاصل کرلیا. 819ء میں شیخ اسحاق ختلانی (داماد وخلیفہ میر سید علی ہمدانی) کے مرید ہوگئے. شیخ نے تربیت فرما کر تھا مسلک ہمدانیہ کا مرشد مقرر کر دیا تو آپ نے زور شور سے تبلیغ وارشاد کا انقلابی سلسلہ شروع کیا جسے مرزا شاہرخ کے گورنر بایزید نے سلطنت تیموری کے خلاف بغاوت پر محمول کیا چنانچہ تیموری لشکر نے رات کے اندھیرے میں اُن نہتے لوگوں پر دھاوا بول دیا جس کے نتیجے میں 80 صوفی وہیں شہید ہو گئے. [مثنوی اسرار الشہو داز شمس الدین لاہجی نوربخشی/14، دیوان نوربخش: مقالات مولوی محمد شفیع جلد دوم/70]

خواجہ اسحاق اور سید محمد نوربخش سمیت بہت سے صوفی گرفتار ہوئے. خواجہ اسحاق اور اُن کے بھائی شہید کردیئے گئے اور باقی صوفیوں کو رہا کردیا جبکہ نوربخش مرزا کی موت شاہرخ 850ھ تک قید، مختلف پابندیوں اور جلاوطن ہونے کی سزا بھگتتے رہے. مرزا شاہرخ کی وفات کے بعد اس کے جانشین داخلی کشمکش کا شکار ہوکر جگہ جگہ اٹھنے والی شورشیں فرو کرنے میں مشغول ہوگئے اور شیخ نوربخش ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد ہو کر بہت سے علاقوں کے تبلیغی دورے کرتے رہے اس دوران آپ نے بہت سی کتابیں اور رسایل لکھے حکومت کے اہلکاروں، عام لوگوں اور روسائے مملکت سے تعلقات استوار کیے اور یوں 73 برس کی بھرپور انقلابی زندگی گزار کر "رے" (موجودہ ایرانی دارالحکومت تہران) کے مضافات میں واقع علاقہ صولغان (سولقان) میں 15 ربیع الاول 869ھ کو وصال پا گئے اور اپنے باغ میں مدفون ہوئے. [دیکھیے صفحہ 288] (روضات الجنان 2/250)

آپ کی وفات کے بعد آپ کے نامور مریدوں اور خلفاء نے بالاتفاق شاہ قاسم کو نوربخش

کا جانشین بنایا اور انہوں نے نوربخشیہ تحریک کو آگے بڑھایا. دوسرے بیٹے میر سعد الحق بچپن میں فوت ہوئے. تیسرے بیٹے میر جعفر ایرانی سے افغانستان آ کر ترمذ میں گمنامی کی زندگی بسر کی لیکن اُن کے بیٹے سید علیؒ نے بونیر میں سکونت اختیار کر کے بڑی شہرت حاصل کی اور اب تک صوبہ سرحد، قبائلی علاقوں اور افغانستان میں ''پیر بابا بونیری'' کے نام سے بے حد مشہور ہیں. شیخ سید نوربخشؒ کی نسل شاہ قاسمؒ سے آگے بڑھی (دیکھئے حیات پیر بابا)

آپ نے بڑی متحرک اور فعال طبیعت پائی تھی، خود درس دیتے اور لوگوں کی روحانی تربیت فرماتے. اپنے خلفاء اور مریدین کو تبلیغ وارشاد کے لئے مختلف علاقوں میں روانہ فرماتے، روحانی انقلابی نظام ''خانقاہ'' سے استفادہ عام کر دیا تھا. آپ کی شخصیت ہی ایسی تھی کہ لوگ آپ کی جانب کھینچے چلے آتے. چند نامور خلفاء یہ ہیں حاجی محمد متخلص بہ فراقی (سمرقند)، شیخ محمود بحری (بحر آباد)، مولانا حسین کوکئی (ماوراء النہر)، برہان الدین بغدادی (عراق)، شمس الدین محمد متخلص بہ اسیری (لاہیجان)، شیخ محمد غیبی (صولغان، رے)، شیخ محمد الوندی (ہمدان)، خلیل اللہ (بغلان)، مولانا حسن (گیلان)، سلیمان مکاری (کشمیر)، شیخ محمد اسحاق (ملتان).

دوسرے اہل علم وعرفان کے برخلاف آپ نے خود اصول وفروع کے الگ دبستان کی بنیاد رکھی آپ کے زمانے کے علماء فضلاء اصول وعقائد میں امام اشعری امام ماتریدی اور ابن بابویہ وشیخ صدوق کے پیرو تھے جبکہ فقہی وفروعی معاملات میں امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام مالک بن انس اور دوسرے مجتہدین کی پیروی کرتے تھے لیکن آپ نے خود اپنے دبستان فکر وعمل کی بنیاد رکھی جس کی بنا سنت رسول کا احیاء، بدعتوں کا خاتمہ اور اتحاد بین المسلمین تھی. چنانچہ آپ نے ''فقہ احوط'' کے دیباچے میں ...... اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَرْفَعَ الْاِخْتِلَافَ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاُبَیِّنُ شَرِیْعَۃَ الْمُحَمَّدِیَّۃِ کَمَا کَانَتْ فِیْ زَمَانِہٖ مِنْ غَیْرِ زِیَادَۃٍ وَّ نُقْصَانٍ اَوَّلًا فِی الْفُرُوْعِ وَ ثَانِیًا فِی الْاُصُوْلِ...... کہہ کر اسی کی جانب اشارہ کیا ہے.

میر سید نوربخش اور ان کے نامور خلفاء نے تحریک نوربخشیہ ایران وتوران، شام ومصر سے کشمیر وبلتستان تک پھیلا دیا. کشمیر اور بلتستان میں تو صدیوں تک نوربخشیوں کو اقتدار بھی

حاصل رہا اب بھی یہ سلسلہ متعدد ملکوں میں تھوڑی بہت فرق کے ساتھ متداول ہے. سید محمد نوربخش علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے ظاہری علوم میں عالم متبحر و عارف اور باطنی سلوک و عرفان میں مرشد کامل و مکمل تھے. آپ بہت بڑے انشا پرداز اور عرفانی شاعر تھے. ابھی تک آپ کی 28 تصانیف دریافت ہو چکی ہیں ان میں سب سے بڑی 52 ابواب پر مشتمل ''الفقہ الاحوط'' ہے اور دوسری اہم ترین کتاب ''کتاب الاعتقادیہ'' ہے.

آپ کی چند ایک تصنیفات: الفقہ الاحوط (عربی)، سلسلۃ الاولیاء (عربی)، واردات نوربخش (منظوم)، رسالۃ الھدیٰ (عربی)، عبرت نامہ (منظوم)، کتاب الاعتقادیہ (عربی)، دیوان نوربخش (منظوم)، مکارم اخلاق، اقسام دل، شرح حدیث عما، رسالہ در آیت، تلویحات، فوائد، انسان نامہ، معاش السالکین، کشف الحقائق، وجودیہ، نفس ناطقہ، قدوم وحدوث، جواب فقہاء، مکاتیب نوربخش، عوالم خمسہ (عربی)، معرفت ولی، سیر و سلوک، نوریہ، صحیفۃ الاولیاء (منظوم)، نصیحت مریدین، معراجیہ. محقق بلتستان غلام حسن حسنو کے تعاون سے مندرجہ ذیل کتابیں شائع ہو چکی ہیں:

۱۔ معاش السالکین ۲۔ کشف الحقائق ۳۔ نوریہ ۴۔ انسان نامہ

[ملخصاً مقدمہ ''کتاب الاعتقادیہ، سید نوربخش'']

38- **شاہ رخ مرزا یا شاہ رخ تیموری** (20 اگست 1377ء/12 مارچ 1447ء) تیموری سلطنت کا حکمران، امیر تیمور کا چوتھا اور سب سے چھوٹا بیٹا تھا تیمور نے اپنی سلطنت کو اُس زمانے کی رسم کے مطابق اولاد میں تقسیم کر دیا تھا خراسان شاہ رخ کو ملا. تیمور کی وفات کے بعد اس کی اولاد میں خانہ جنگی ہوئی جس میں کامیابی شاہ رخ کو حاصل ہوئی. شاہ رخ نے 1406ء میں ماژندران، اس کے اگلے سال سیستان اور 1409ء میں ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا. 1414ء میں شاہ رخ نے فارس اور 1416ء میں کرمان بھی فتح کر لیا. اس طرح شاہ رخ نے اپنے باپ کی وفات کے 12 سال بعد تیموری سلطنت کی حدود کو پھر بحال کر دیا. وسط ایشیا میں نئے دور کا آغاز ہوا خوشحالی، تعمیر و ترقی اور علوم و فنون کو فروغ حاصل ہوا. شاہ رخ اپنے باپ سے بالکل مختلف طبیعت کا حامل تھا وہ ظلم و جبر کے بجائے رحم، محبت، عدل اور نیکی کو پسند کرتا تھا. وہ متقی اور عبادت گذار حکمران تھا. شاہ رخ اپنی فطرت کی نیکی اور شرافت کے باوجود

کمزور حکمران نہ تھا.اس نے سلطنت کی وحدت اور سالمیت کی پوری قوت سے حفاظت کی اور بغاوتوں کو پوری قوت سے کچل دیا.اس کے لئے اسے تین مرتبہ تبریز اور تین مرتبہ شیراز تک جانا پڑا.

اس کے عہد میں فارسی میں کئی یادگار کتابیں لکھی گئیں.صرف اس کے دربار میں فنون لطیفہ یعنی عمارت سازی، مصوری اور موسیقی کے 400 باکمال لوگ موجود رہتے تھے.اس کو عمارتیں اور باغات بنانے سے خاص دلچسپی تھی.اس کے عہد میں کثرت سے مسجدیں، مدرسے، خانقاہیں اور مسافر خانے تعمیر ہوئے اور ان کے اخراجات کے لئے اوقاف قائم کئے گئے.اس کے علم دوست بیٹے الغ بیگ نے جو سمرقند کا گورنر تھا شہر میں ایک عالیشان مدرسہ اور خانقاہ تعمیر کی.سمرقند کی مشہور رصدگاہ بھی اسی دور میں تعمیر ہوئی جہاں فلکیاتی تجربات کئے جاتے تھے.

شاہ رخ کا دوسرا بیٹا بائے یسنغر (1393ء تا 1433ء) مصوری اور کتابوں کی تزئین و آرائش کا ماہر اور بہترین خطاط تھا.اس کے کتب خانے میں چالیس خطاط کتابوں کی نقلیں کرنے پر مقرر تھے.

شاہ رخ کے وزیروں میں خواجہ غیاث الدین کا نام قابل ذکر ہے جس نے تیس سال وزارت کی اور خراسان اور عراق میں رفاہ عامہ کی بکثرت عمارات تعمیر کی.شاہ رخ نے ہرات میں ایک بڑا کتب خانہ بھی قائم کیا.وہ فارس میں ایک سفر کے دوران وفات پا گیا.اس کے بیٹے الغ بیگ نے اس کی جگہ تخت سنبھالا.

[ملخصاً وسط ایشیا کے مغل حکمران، قاضی محمد اقبال چغتائی: چغتائی ادبی ادارہ، لاہور، 1983ء صفحہ 63-64]

57- قزوین: اب ایران کے صوبہ قزوین کا دارالحکومت ہے.اس کے شمال میں صوبہ گیلان، شمال مشرق میں صوبہ مازندران، مشرق میں صوبہ البرز، جنوب مشرق میں صوبہ مرکزی، جنوب مغرب میں صوبہ ہمدان اور مغرب میں صوبہ زنجان واقع ہے.اس کے قدیم نام باب الجنہ، میندور، کشوین، کاسپین اور قسوین ہیں.مشہور مقامات میں چہل ستون، مسجد جامع قزوین، دروازہ تہران قدیم، حمام بلور، انبار حکیم، خانہ فرہنگ امیر کبیر، مزار حمد اللہ مستوفی،

مقبرہ سلطان قیس، اور برج ہای خرقان ہیں. مشہور شخصیات میں محمد حسین صفی قزوینی ملقب بہ عماد الکتاب، عارف قزوینی، علامہ دھخدا قزوینی، عبید زاکانی، میر عماد قزوینی، مستوفی قزوینی اور میر عماد حسنی شامل ہیں. مشہور لائبریریوں میں کتابخانہ مام خمینی (18ہزار کتب)، کتابخانہ عارف قزوینی (21ہزار کتب)، کتابخانہ علامہ رفیع (42ہزار کتب) ہیں. [مرآت البلدان: اعتماد السلطنہ ،تاریخ گزیدہ: حمداللہ مستوفی، مشاہیر قزوین: مہدی نور محمدی]

57- **علیناق** (Alinaq)، تکودار ابن ہلاکو خان برادر اباقا خان کا امیر لشکر تھا یہ جارجیا کا رہنے والا اور تکودار کا سالا تھا (ص365) تکودر پہلے عیسائی تھا پھر مسلمان ہو گیا اور اپنے نام احمد رکھا. اباقا خان کے بیٹے ارغون نے اُس کے مسلمان ہونے پر تاتاری امراء برانگیختہ کیا مگر احمد تکودار نے یہ شورش دبادی اور ارغون کو قید میں ڈال دیا. کچھ مدت بعد تاتاری امراء نے پھر بغاوت کر دی اور ارغون کو قید سے نکال کر بادشاہ بنا دیا. 1284ء میں آق خواجہ (سمگان) کے مقام پر جنگ ہوئی، ارغون فاتح ہوا. بعد ازاں علیناق اور تکودار قتل کر دیے گئے.

[The Cambridge History of Iran:The Saljuq and Mongol Periods\365-70]

58- **خانقاہ حسن سکاک**: یہ خانقاہ سمنان سے بیابانک جانے والے راستے پر تقریباً10 کلومیٹر کے فاصلے پر صوفی آباد کے مقام پر واقع ہے. جمال الدین عبدالوہاب جو سلطان محمد خدابندہ اولجایتو کا وزیر تھا کے حکم پر شیخ عمادالدین سمنانی کی عبادت کے لیے یہ خانقاہ بنائی گئی چنانچہ یہ اُنہی کے نام پر خانقاہ عمادالدین کے نام سے معروف ہوئی. یہ ساتویں اور اوائل آٹھویں صدی ہجری کے فن تعمیر کا حسین نمونہ ہے. یہ دو حصوں میں ہے. ایک مربع شکل کی عمارت ہے جس پر ایک عظیم گمبد تھا جواب نہیں رہا. دوسرا راہداریاں اور ایوان ہے جو اب بھی موجود ہیں. اسی ایوان کے باہر شیخ کا مزار ہے. اس خانقاہ کے اردگرد جو قبرستان بعد میں وجود میں آیا وہ بھی قبرستان عمادالدین کہلایا. [دیکھیے نقشہ صفحہ نمبر 10]

64- **لطائف ستہ**: جسم انسانی میں چھ مرکز ہیں جن پر فیوض وانوار و برکات الہیہ کا نزول ہوتا رہتا

ہے۔اسے یوں سمجھ لیں کہ عناصر اربعہ سے پیدا ہونے والی مخلوق کو عالم خلق کہا جاتا ہے جیسے فلکیات وارضیات یہ پانچوں لطائف نفس، ہوا، پانی، آگ اور مٹی سے مرکب ہیں۔عالم خلق عرش کے نیچے سے لے کر تحت الثریٰ تک ہے۔عالم خلق کے پانچوں لطائف کی جڑ عالم امر کے پانچوں لطائف ہیں۔یعنی نفس کی جڑ قلب، ہوا کی جڑ روح، پانی کی جڑ سر، آگ کی جڑ خفی اور خاک کی جڑ اخفیٰ ہے۔عالم خلق کو عالم اسباب، عالم اجسام، عالم شہادت اور عالم ناسوت سے بھی موسوم کرتے ہیں

لطیفۂ قالبی-اسکی تاثیر تمام بدن میں ظاہر ہوتی ہے مگر رزائل بشریہ اور علائق دینویہ سے مکمل رہائی لینے کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔

لطیفۂ نفسی-نفسانیت وسرکشی مٹ جاتی ہے عجز وانکساری کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ذکر میں ذوق وشوق بڑھ جاتا ہے۔

لطیفۂ قلبی-ماسوا اللہ تعالیٰ کے نسیان اور ذات حق کے ساتھ محویت اس کی تاثیر ہے۔اس لطیفہ کا حرکت کرنا دفع غفلت اور دفع شہوت ہے۔

لطیفۂ سری-اللہ تعالیٰ کے شیونات اور اعتبارات کا ظہور ہے۔یہ مشاہدہ اور دیدار کا مقام ہے۔حرص کا خاتمہ اور دینی معاملات میں فیاضی اور فکر آخرت کی بیداری پیدا ہوتی ہے۔

لطیفۂ روح-اسم ذات کی تجلی ء صفات کا ظہور ہے۔اس کی حرکت سے غصہ وغضب کی کیفیت میں اعتدال اور طبیعت میں سکون پیدا ہوتا ہے۔

لطیفۂ خفی-صفات سلبیہ تنزیہہ کا ظہور ہے۔حسد، بغض، کینہ، غیبت وغیرہ سے نجات ملتی ہے۔

لطیفۂ اخفیٰ- مرتبہ تنزیہہ کا ظہور اور مرتبہ احدیت مجردہ کے درمیان ایک برزخی مرتبے کے ظہور شہود سے وابستہ ہے بلا تکلف ذکر جاری ہوتا ہے۔تکبر، فخر وغرور اور خود پسندی وغیرہ سے نجات حضور واطمینان کا حصول ہوتا ہے۔

66- **حضور قلب** کا مطلب یہ ہے کہ ذاکر ذات حق کی طرف متوجہ رہے کہ کس کے سامنے حاضر ہے، ایک طرف خدا کی عظمت اور بزرگی کو اور دوسری طرف اپنے ناچیز ہونے اور نیازمند ہونے کو مدنظر رکھے، اس سے خضوع اور خشوع پیدا ہوگا۔حضور قلب نہ ہونا غافل ہونے کی علامت ہے۔ذاکر کا اپنی طلب کہ اے اللہ میرا مطلوب صرف تو ہی ہے کو مدنظر

رکھنا رعایت معنی ہے.

71- شیخ کی ولایت: چونکہ نبی جملہ مخلوقات میں برگزیدہ ہوتا ہے اس لیے اُس کی اتباع پر کمال انسانیت کا دارومدار ہوتا ہے یا اُن پر جنھوں نے اُس کا کمال درجے اتباع کیا جیسے امت محمدیہ ﷺ میں خلفائے راشدین، ائمہ اطہار، اولیائے کرام. اس اتباع کی دو اقسام ہیں، ظاہری اور باطنی: متابعتِ ظاہری مرتبۂ نبوت سے متعلق ہے اور متابعتِ باطنی مرتبۂ ولایت سے. نبوت سے اُن احکامِ شریعت کی جانب اشارہ سے جو آپ ﷺ عالمِ قدس سے بواسطۂ جبریلؑ حاصل فرما کر خلق کو پہنچاتے ہیں. ولایت وہ فیضانِ اسرارِ توحید ہے جو آپ مقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ میں بلاواسطہ جبریلؑ براہِ راست حق سبحانہ تعالیٰ سے اخذ فرماتے ہیں. اسی لیے ہر نبی، ولی اور کوئی ولی نبی نہیں ہوتا. ولی انوارِ ولایت کا استفاضہ کمالاتِ نبی سے کرتا ہے. لیکن ہر نبی نورِ نبوت اور کملاتِ نبوت کو اپنی ہی ولایت کے آفتاب سے اخذ کرتا ہے، کسی غیر کا محتاج اور تابع نہیں ہوتا. جیسے آفتاب، جو خود بھی روشن ہے اور دوسروں کو بھی روشنی بخشتا ہے اور ولی مثلِ ماہتاب کہ آفتابِ نبوت سے نور اخذ کرتا ہے اور متابعتِ آفتاب اُس پر لازم ہوتی ہے.

ولایت کی دو اقسام ہیں. عام اور خاص، ولایتِ عامہ تمام ایمان والوں کے لیے ہے ﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾، ولایت خاصہ جب وہ ایمان والا حضورِ حق میں بشریت کو مقہور کر کے فنائیت حاصل کر لے اور اپنی جہتِ خاص کو درجہ کمال تک پہنچائے کہ یہ ولایت خاصہ کا لازمہ ہے. یہ ولایتِ خاصہ کا ادنے درجہ ہے جبکہ اعلیٰ درجہ فنا الفناء ہے چاہے یہ تجلی اُس پر ساری عمر میں ایک بار پڑے. اس درجہ میں کاملیت یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندہ پر اپنے اسماء وصفات بطورِ علم ویقین وحال کے ظاہر فرما کر اُسے اُن کے ذریعے تصرفات کی قوت عطا فرمادے.

صاحب سرِّ دلبراں سید محمد ذوقی شاہ فرماتے ہیں ولایت خاصّہ کی دو انواع ہیں، وَلَایَتْ اور وِلَایَتْ. وَلَایَتْ (واؤ پر زبر) سے مراد اُن تصرُّفات کا حاصل ہونا ہے جس سے سالکانِ راہِ طریقت کو مقاماتِ قرب تک پہنچایا جاتا ہے. اور وِلَایَتْ (واؤ پر زیر) سے مراد وہ تصرُّفات ہیں جنھیں خوارق وتصرفاتِ تکوینی کہا جاتا ہے تا کہ خلق کے کام آسکیں.

(ص378) یادرہے کمالاتِ ولایت کی کوئی انتہا نہیں. [ملخصاً معجم اصطلاحاتِ تصوف]

76- صمت: [صَ] (ع مص) خاموش ہونا. (منتہی الارب) خاموش ہو جانا. (تاج المصادر، بیہقی) سکوت، خاموشی (غیاث اللغات)

78- ملامسہ: دوانوار یا دواجسام کے ملنے کو کہتے ہیں.

78- عالم ارواح: سے مراد عالم ملکوت ہے. عالمِ ملکوت کی فرع عالمِ محسوس ہے. ملکوت میں عالم محسوس کا مرکز ہے کہ جو چیز ملکوت میں ہوتی ہے اس کا اظہار عالمِ محسوس میں وقت و ترتیب و حال کی مناسبت سے وقوع پذیر ہوتا ہے. عالمِ ارواح میں معانی محسوس صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں اور عالم محسوس میں ظاہر تر اور قوی تر ہوتے ہیں. (معجم اصطلاحاتِ تصوف)

79- عالم جبروت: عالمِ صفات ہے. اس پر غیریت اسمِ سوائیہ کا اطلاق نہیں ہوتا یعنی یہ عالم نہ عین ہے نہ غیر. یہاں اعیانِ ثابتہ جبرِ وجود اختیار کرتا ہے. کشف و کرامات عالمِ جبروت کی چیزیں ہیں. یہ برزخ ثانی کے قطر کے اندر ایک دائرہ ہے اور قطر بسم اللہ کی ب سے لے کر یوم الدین تک ہے. اس قطر کی شرح حدیثِ تقسیمِ صلواۃ سے عیاں ہے. (ملخصاً معجم اصطلاحاتِ تصوف)

79- مقام محو و اثبات: محو نام ہے صفاتِ عادی کے ادا ہو جانے کا اور اثبات نام ہے احکام عبادت کے قائم ہو جانے کا. پس جس نے اپنے احوال سے صفاتِ بد کو دور کر دیا اور ان کی بجائے افعال و احوالِ حمیدہ پر قائم ہو گیا وہ صاحب مقامِ محو و اثبات ہے. (الفقر فخری/308)

79- قامتِ حبیب کے قلم کی تجلیات: یہ ایک بڑا لطیف اشارہ ہے، مصطلحاتِ تصوف میں قامت یا قد برزخ بین الوجوب و امکان کو کہتے ہیں. جس طرح زلف رُخ کو مخفی کر دیتی ہے اور درازئی زلف سے مراد عالم ظہور میں اسماء اور صفات کے پردے کا ذات کو پنہاں کر دینا مراد ہے اسی طرح راستیِ قد سے اعتدال کی جانب اشارہ ہے اور قد یا قامت سے اُس برزخ کی طرف اشارہ ہے جو اجتماعِ ضدین کا جانبین یا طرفین ہے کیونکہ قد و قامت میں بھی جانبین یا طرفین ہوتی ہیں. یہاں قامتِ حبیب کے قلم سے مراد بھی یہی لیں گے کہ سالک کے افعال کے باطن میں حق جلوہ گر ہے. قلم اور عقل ایک معنی میں ہیں جیسے عقل اول کو قلم اوّل بھی کہتے ہیں کہ یہ ایک ہی نور کے دو نام ہیں. قلم بمعنی نور جب عبد کی جانب اس

نور کی نسبت کی جاتی ہے تو اسے عقلِ اوّل اور جب حق سبحانہ تعالیٰ کی جانب اس کی نسبت کی جاتی ہے تو قلم اعلیٰ کہتے ہیں یہ دراصل نور محمدی ﷺ ہے کہ ازل میں جبریل اس سے پیدا کیے گئے اور اُن کا نام روح الامین رکھا گیا کہ آپ ایسی روح ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کے علم کا خزانہ بطور امانت سپرد کیا گیا ہے. قلم، عقل اوّل اور رُوحِ محمدی ان تینوں کی تعبیر ایک ہی ہے. (ملخصاً سّرِ دلبراں و معجم اصطلاحاتِ تصوف)

82- **نفس پائمال اور اُس کی ہوا وہوس مغلوب نہ کرو:** یہ قول میر سید علی ہمدانی جب وہ شیخ محمود مزدقانی کی خدمت میں پہنچے تو چند ملاقاتوں کے بعد آپ نے فرمایا: اے سیّد اگر آپ مخدومیت کی غرض سے اس خانقاہ میں تشریف لائے ہیں تو میں آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہوں تا کہ مرید سے خدمت میں تقصیر نہ رہ جائے اور اگر یہاں خادم بن کر آئے ہیں تو اس کالے خاکروب غلام کی جوتی اس کے سامنے رکھا کریں تا کہ اپنے مقصد کو پاسکیں.

فرمایا: رسم طلب ترک ہستی میں ہے. چونکہ میں خدمت کی غرض سے گیا تھا صورت ادب میں اقدام کیا اور خدمت کو قبول کرتے ہوئے شیخ کی بیعت کی اور خانقاہ دین پناہ میں ملازم (خلوت نشین) ہو گیا. ایک سال تک ذکر کرتا رہا مگر حضور قلب نصیب نہ ہوئی. ایک دن میں شیخ کے پاس آیا اور ان سے عرض کیا کہ مجھے خاکروب کی خدمت پر مامور کر دیں اور غلام کو میری جگہ خلوت میں بٹھا دیں تا کہ وہ ذکر میں مشغول ہو جائے. شیخ نے فرمایا: یہ خاکروب غلام خانقاہ کا کوڑا کرکٹ کو صاف کرتا ہے لیکن تم اپنے نفس کو صاف نہیں کر سکے؟ جاؤ! خلوت میں بیٹھو، ہمت بلند رکھو تا کہ تمہیں تمہاری مراد مل جائے.

میں شیخ کے حکم اور ہمت کے ساتھ خلوت میں جا بیٹھا اور ذکر میں مشغول ہو گیا. مجھے تھوڑا سا حضور قلب حاصل ہونا شروع ہو گیا اور پھر میں حضوری حق میں غرق ہو گیا حتیٰ کہ مجھے ذکر سننے کی طاقت نہ رہی. چنانچے شیخ نے خانقاہ والوں سے کہہ دیا کہ سیّد کے آس پاس کوئی ذکر نہ پڑھے کیونکہ روح نکل جانے کا خوف ہے. تین ماہ تک مجھے زنجیر سے باندھ کر رکھا گیا اور پورا کھانا دیا گیا یہاں تک کہ میرے وجود کو سکون حاصل ہو گیا.

یاد رہے، حالانکہ شیخ محمود مزدقانی آپ کے ماموں عارف کبیر علاء الدولہ سمنانی کے خلیفہ تھے جبکہ میر علی ہمدانی سادات میں سے اور ملوک ہمدان کے خاندان میں سے تھے مگر شیخ اُن کے نفس کو پائمال کرنے کے بعد ذکر کی طرف لائے.

87- **فیوضِ الٰہی کے تنزلات کی حقیقت ترتیب:** جب وجود نے مرتبہ 'وراء الوریٰ سے جن سیڑھیوں پر سے علی الترتیب نزول فرما کر باغ و بہار کائنات کی گلشن آرائی فرمائی، اُنہیں تنزلات کے نام سے موسُوم کرتے ہیں. یہ ایک اصطلاح ہے اور اپنے استعمال میں لغوی معنی سے ہٹی ہوئی ہے. لغت کے اعتبار سے اُوپر کی منزل کو چھوڑ کر نیچے کی منزل میں آ جانے کا نام "تنزُّل" ہے. مگر اصطلاحِ تصوف میں تنزل کی ہر منزل میں وجود جیسا تھا ویسا ہی ہے اُس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا یعنی یہ تنزلات اعتباری ہیں حقیقی نہیں خواہ علمی ہوں یا عینی.

اس نزول میں اختلاف ہے. شیخ ابن عربی کے نزدیک اعیانِ ثابتہ حقیقتِ محمدیہ کا عین اور حقیقتِ محمدیہ ذاتِ باری تعالیٰ کا عین ہے، کیونکہ شیخ کے ہاں صفاتِ ذاتِ حق، عین ذاتِ حق ہے، بلکہ شیخ کے ہاں صفتِ علم، صفتِ قدرت کا عین اور صفتِ قدرت، صفتِ علم کا عین ہے. چونکہ شیخ ابن عربی کے نزدیک صفتِ علم بھی عین ذات ہے لہٰذا صفتِ علم میں تنزل سے مراد عین ذات میں تنزل ہے. اس کے برعکس دوسرے گروہ کا قول ہے کہ اللہ کی ذات میں تو تنزل نہیں ہوا لیکن کلمہ "کن" یعنی اللہ کی صفت کلام جو نہ عین ذات ہے اور نہ غیر ذات یا من وجہٍ عین ذات ہے اور من وجہٍ غیر ذات ہے، اس میں تنزل ہوا ہے، لیکن جب اس کلمہ "کن" نے تنزلات کی صورت میں مخلوق کی صورت اختیار کی تو اب مخلوق اللہ کا غیر اور حادث ہے" لہٰذا ذاتِ باری تعالیٰ کا وہ کلمہ "کن" بھی جو موجودہ کون و مکان کے کل سلسلہ تکوین و تخلیق کا نقطہ آغاز بنا، ابتداء میں لازماً 'مطلق' 'لامحدود' اور 'کیف' 'کم' کے جملہ تصورات سے ماوراء تھا. البتہ اسی کلمہ کن نے 'تنزلات' کی منزلیں طے کرنی شروع کیں جن کے ذریعے 'وجوب' سے 'امکان' اور 'قدم' سے 'حدوث' کی جانب سفر شروع ہوا. گویا تنزلات کی نسبت ذاتِ باری تعالیٰ کی جانب نہیں اس کلمہ 'کن' کی جانب ہے".

تو سادہ عبارت میں ترتیب تنزلات یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ ذات لاتعین نے پہلے اجمالی تنزل فرمایا پھر تفصیلی. اس تفصیل کے بعد صُورتِ آدم میں پھر اجمال اختیار فرمایا. اب ان تنزلات کو سمجھنے کے لیے ہم اپنے شیخ سیدنا قلندر علی سہروردی کی کتاب الفقرُ فخری کی طرف رجوع کرتے ہیں، فرماتے ہیں: اس تنزلِ ذات کے تین مراتب ہیں.

(۱) احدیت (۲) وحدت (۳) واحدیت.

احدیت: (لاتعین) یہ ذات ربّ العزت کے بے مثل و بے چون ہونے کا وہ مرتبہ ہے

جسے اصطلاح صوفیہ میں احدیت، ہُوِیّت، غیب، ذاتِ بحت، احدیتِ ذاتیہ، احدیتِ مطلقہ، چشمہ کافور، لاتعین، ذاتِ بے اسماء وصفات، مرتبہ ھو وغیرہ کہتے ہیں. گویا یہ وہ بلند مرتبہ ذات ہے جہاں تک کسی کے علم وادراک اور خیال وفکر کی رسائی نہیں.

وحدت: (تعینِ اوّل) ذات کو جب اپنے ظہور کا شوق ہوا تو یہ مرتبہ وحدت ہے.

واحدیت: (تعینِ دوّم) جب تک حقیقتِ محمدیہ ذات کے علم وارادہ میں تھی، تو اس کا نام وحدت تھا. اور جب مقام محمدی ﷺ میں تنزل فرمایا اور نورِ محمدی پیدا فرمایا (اول ما خلق اللہ تعالیٰ نوری) اسی کو حقیقتِ محمدی بھی کہتے ہیں. تو اس مرتبہ کا نام واحدیت ہو جائے گا.

اسے اس ادنیٰ مثال سے سمجھیں کہ ایک کاریگر ہے جس میں مختلف اشیاء بنانے کی قدرت و مہارت ہے وہ جو چاہے بنا سکتا ہے مگر اس نے ابھی کوئی خواہش وارادہ کاریگری کے ظہور کا نہیں کیا اسے **احدیت** کہیں گے. پھر اُس میں خیال وشوق پیدا ہوا کہ میں اپنی قدرت کو ظاہر کروں تو اس کو **وحدت یا حقیقت محمدی ﷺ** کہیں گے. پھر جب اس نے اپنے اس علم کے مطابق جو خیال وارادہ کیا تھا اپنی کاریگری کو ظاہر فرما دیا تو اسے واحدیت کہیں گے. جب ذاتِ حق کے ان تینوں مراتب کا علم ہو چکا تو اب ظہورِ ذات کے پانچ تنزلات کو بھی معلوم کر لینا چاہیے. اِن کو پانچ تعین اور حضرات خمسہ بھی کہتے ہیں اور ساتوں مرتبہ انسانِ کامل ہے. اس صورت میں انسان دائرہ نزول کا آخر اور دائرہ عروج کا اوّل بنے گا، اس کی تفصیل اس جدول سے ظاہر ہے.

دائرہ نزولی			دائرہ عروجی
احدیت	لاتعین	X	انسان کامل
وحدت	تعین اوّل	X	عالم اجسام
واحدیت	تعین دوم	X	عالم مثال
عالم ارواح	تعین سوم	X	عالم ارواح
عالم مثال	تعین چہارم	X	واحدیت
عالم اجسام	تعین پنجم	X	وحدت
انسان کامل		X	احدیت

اِن پانچ تنزلات وتعینات سے دو کی نسبت یعنی وحدت اور واحدیت کی اللہ تعالیٰ کی طرف

کرتے ہیں اور تین کی نسبت یعنی عالم ارواح، عالم مثال، عالم اجسام کی خلقت کی طرف ہے جس پر ذات کا ظہور یوں ہوا کہ عالم ارواح سے عالم مثال میں زیادہ اور عالم مثال سے عالم اجسام میں اور زیادہ ہوا جس کی مختصر سی تشریح پہلے گزر چکی ہے.(الفقر فخری/224)

92- **موالید ثلاثہ:** جمادات، نباتات اور حیوانات.

99- **تجلیات آثاری:** وجود جسمانیات کی صورت میں متمثل ہوتا ہے. جس پر تجلی کی جاتی ہے وہ جان لیتا ہے اور اُس کے دل میں اس بات کا پختہ یقین ہو جاتا ہے کہ وہ حضرت حق کو اس صورت تمثیلی میں دیکھ رہا ہے جیسے موسیٰؑ پر ابتداء میں تجلی بصورت نار ہوئی. پھر انہوں نے یہ بھی پہچان لیا کہ اِس صورت میں کون متجلی ہے.

خواب بھی تجلی صُوری ہے جو عالمِ خیال میں وارد ہوتی ہے اور تعبیر کی محتاج رہتی ہے. تعبیر وہ علم ہے جس سے معلوم ہو کہ اُس تجلی صوری سے حق تعالیٰ کی کیا مراد ہے؟ تجلیات آثاری میں اکمل تجلی صورت انسان پر ہوتی ہے.(ملخصاً سّر دلبراں و مجم اصطلاحات تصوف)

99- **تجلیات افعالی:** اس تجلی میں سالک صفات فعلیہ ربوبیہ میں سے کسی صفت کے ساتھ حق تعالیٰ کو متجلی پاتا ہے اس مشہد میں بندہ سے قول و فعل و ارادہ سلب ہو جاتا ہے اور وہ ہر چیز میں قدرت کے جاری ہونے کو دیکھتا ہے.(سّر دلبراں\145)

99- **تجلیات صفاتی:** اس تجلی میں سالک حق تعالیٰ کو اُمہات صفات میں متجلی پاتا ہے. اُمہات صفات، حیات، علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر، کلام ہیں جنہیں صفات سبعہ ذاتیہ بھی کہتے ہیں.(سّر دلبراں\145)

99- **تجلیات ذاتی:** اس تجلی میں سالک فانی مطلق ہو کر اپنے علم و شعور و ادراک سے بے تعلق ہو جاتا ہے. عبد گم ہو جاتا ہے اور حق باقی رہتا ہے، اس بقائے حق سے باقی ہونے کو بقاباللہ کہتے ہیں. اس میں جملہ ذرات کائنات کو سالک مشاہدہ کرتا ہے اور وہ خود جمیع صفات الٰہیہ سے متصف ہو جاتا ہے اور کسی چیز کو غیرِ خود یا اپنے سے خارج نہیں پاتا. یاد رہے کمالِ توحید عیانی سے بھی یہی مراد ہے.(سّر دلبراں\146)

☆☆☆☆☆

اشاریہ

شخصیات

ابا قا خان:176،177،180،221

ابراہیم ادہم: 26،137، 199

ابراہیم بن اسماعیل المسعدی:169

ابراہیم سنائی، سید:13،28،169،202

ابراہیم شیخ:183،

ابراہیم غزنوی، سلطان:195

ابرو، حافظ:172

ابن بابویہ:218

ابن بطوطہ، محمد:170

ابن تیمیہ:191

ابن خذیمہ:193

ابن خلکان:183،185

ابن رافع:172

ابن عاجل یمنی: 26

ابن عباس:122

ابن عجیل یمنی:169،174

ابن قیم:193

ابن ملجم:192

ابن نصیر:185

ابواسحٰق اسفو، شیخ:208

ابوالموحد محسن الدین الاحمدی:27،207

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت:218

ابوسعید بہادر خان:20،170،179،180،181،203،205،
206،207

ابوطاہر سلفی:195

ابوعبدالرحمٰن سلمی:183،200،204

ابوعبداللہ بحری:200

ابوعثمان المغربی:24

ابوعثمان حیری:199

ابوعلی الرودباری:24

ابوعلی الکاتب:24

ابوعلی ثقفی:200

ابوعلی سندی:182

ابومحمد طباخ:195

ابومحمد عثمان بن عبداللہ بن حسن عراقی حنفی:189

ابومحمد مرتعش:200

ابوموسیٰ:182،

ابوموسیٰ، شیخ:182

ابونعیم:193

ابویزید، محدث:185

ابویعلیٰ:193

ابوالبرکات تقی الدین علی دوستی سمنانی:27،205،206،207،

ابوالجناب:(دیکھیے نجم الدین کبریٰ)

ابوالحسن البستی:184

ابوالحسن خرقانی، شیخ:184، 214

ابوالحسن محمد بن ابی عبداللہ احمد بن سالم بصری:185

ابوالحسنات محدث دکن:194

ابوالطفیل عامر بن واثلہ:197

ابوالعباس الآملی:184

ابوالعطا محمود بن علی بن محمود معروف بہ خواجوی کرمانی:28،208

ابوالعلاء عطار:195

ابوالعلاء، حافظ:186

ابوالفتح قطب الدین یحییٰ:28،212

ابوالفضل عبدالرحمان:212

ابوالفضل فیضی:198

ابوالفضل محی:206

ابوالقاسم بغدادی:26

ابوالمجد محمد بن مسعود تبریزی:212

ابوالمعالی زرلوی:195

ابوبکر ابہری:201

ابوبکر النساج:24

ابوبکر سہروردی:196

ابوبکر صدیق:59، 189، 191، 193، 196

ابوبکر کتانی:174

ابوبکر مقدری:197

ابوجعفر احمد بن حمران:200

ابوحفص الحداد نیشاپوری:26، 199

ابوحفص سراج الدین عمر قزوینی فاسی:213

ابوحفص عمر قزوینی، محدث:213

ابو رضا رتن ہندی، بابا:25، 158، 192، 194، 197، 198، 199

ابوزید محدث:184

ابوسعید ابوالخیر:174، 220

ابوسعید خدری:192

ابوسعید مہنی، شیخ:135

ابوسعید، شیخ:137

ابوطالب مکی:15، 26، 185

ابوطفیل عامر بن واثلہؓ:197، 198

ابوفرح، طلعت:216

ابومروان اندلسی:197

ابومنصور حفدہ:195

ابونجیب عبدالقاہر سہروردی:24، 196، 200، 201

ابونصر سراج:187

ابویاسر عمار بن یاسر بن مطر بن سحاب یدلیسی:24، 196

ابویزید بسطامی:14، 26، 51، 58، 138، 182، 183، 214

ابویعقوب خواجہ یوسف ہمدانی:184

احسان اللہ استخری:196

احمد الغزالی:24، 196

احمد بن حمران:200

احمد بن حنبل:193، 218

احمد بن خضرویہ بلخی:182

احمد بن سالم بصری:185

احمد جلائر:210

احمد جورپانی (جوزقانی، جورقانی، گورپانی، گورپانی):23، 25، 194

احمد خان سلطان (تکودار اغلن):57، 177، 180، 209، 221

احمد سعید ہمدانی:206

احمد سوس:170

احمد شیرگان:197

احمد علی مستکفی باللہ (عباسی خلیفہ):170

احمد غزالی:24، 196

احمد کاکوروی، مشیر:201

احمد لائق چشتی غوری:42

احمد مصری سلطان:209

احمد یسوی:194، 202

احمد سرہندی مجدد الف ثانی:11، 171

اخش، صدر الدین:13، 169، 171

اخی تقی الدین علی دوستی سمنانی، ابوالبرکات:27، 205، 206، 207،

اخی شمس الدین الآحمدی:204

اخی عز الدین عبداللہ الفرج: 26، 40، 54، 55

اخی علی دوستی:27، 205، 206، 207

اخی علی روی:27، 208

اخی علی سیستانی:28، 208

ارسطالوس:173

اردشیر:175

ارغون:13، 14، 15، 17، 18، 20، 169، 170، 171

ازہار احمد الازہری:197

اسماعیل المقدری:169

اسماعیل سیسی:28، 212، 213

اسماعیل قصری:195

اسماعیل، امامزادہ:174

اشرف بخاری، سیدہ:206

اشرف جہانگیر بن سید محمد ابراہیم سمنانی:27، 28، 169، 198، 202، 203

اشاریہ

اقبال آشتیانی:181
اقبال سیستانی، جلال الدین شاہ:26،28،216
الجایتو خان:170،176،179،181،189،221
الحمد اولیفا پوری:26
الغو، امیر:179
امام الدین علی بن مبارک البکری:28
امیر چوپان:21،170،179،180
امیر نوروز:21،170،177،178
امیر شرف الدین ابراہیم بن صدر الدین محمد:28
امین الدولہ گازرونی:208
انوشیروانی:174
اوزبک خان:180
اویس خان جلائر، سلطان:209،210،211
اویس علی سہروردی، سید:12،204
اویس قرنی: 183
اُم خالد:187

آ

آذری، شیخ:172،205،206

ب

بایزید بسطامی:14،26،51،58،138،182،214
بخشیان:13،181
بدر الدین برامی:28
بدیع الزمان تبریزی:186
برکہ خان:176
بشوت:176
بغداد خاتون:179،180
بہاء الدین ولد:195
بیدو (بایدو) خان:170،178،180

پ

پور حسن، شیخ:174

ت

تاج الدین:171
تاج الدین تبریزی شافعی:186
تاج الدین علی شاہ:181
تاج الدین کرکانی:26،35،201
تاج الدین محمد القشیری:27،208
توبان بہادر ابن سونجاق:176
توران:176
تجاق امیر:179
تیقشین:176
تیمور گورگانی، امیر:180،210،214،217،219

ج

جعفر سلطان القرابلی:196
جعفر الصادقؑ، امام:24،174،183
جلال الدین آشتیانی:191
جلال الدین جہانیاں جہاں گشت:203
جلال الدین رومی:176،181
جلال الدین سمنانی:169،171
جلال الدین شاہ مسعود:208
جلال الدین عتیقی:28،212
جلال الدین، ملک:169
جمال الدین احمد جوزقانی:191
جمال الدین الدرگزینی:26،202
جمال الدین دہخوردانی:180
جمال الدین زنجانی:180
جمال الدین سلمان ساوجی:28،208
جمال الدین سمنانی:169،173
جمال الدین سید:201
جمال الدین عبدالوہاب وزیر:189،221
جمال الیاس:5،42،54،208
جنید بغدادی:24،40،51،170،183،199،200

جوجی خان:179

چ

چنگیز خان:173، 176، 206

چوپان سلدوز، امیر:179

ح

حاجی ابہری:13، 14، 169، 174

حاجی حیدری:13، 14

حافظ شیرازی:181، 210

حبیب عجمی:25، 183

حسن البصری:25

حسن البلغاری:26، 35، 198

حسن بن عبداللہ قیروانی:14،

حسن جلائر، امیر:179، 180، 182، 206، 207

حسن جوری:206

حسن سکاک:15، 17، 58، 183، 184

حسن سمنانی، شیخ:184

حسین بایقرا، سلطان:213

حسین بن محمد:197

حسین بیگ، امیر:179

حسین سقاء:201

حسین کوکلی:216

حسین واعظ کاشفی، ملا:204

حسینؓ، امام:25

حسین، سلطان:209، 210، 211

حماد الدباس، شیخ:196

خ

خالد بن ولید:192

خضر:115، 215

خلیفہ مازندرانی:27، 206

داؤد بن قفال تجروری:197

داؤد الطائی:25

دولت شاہ سمرقندی:29، 172، 211، 213

ذ

ذوالخویصرہ تمیمی:192

ذوالنون مصری:123، 137

ر

رجب علی تبریزی، ملا:186

رشید الدین فضل اللہ ہمدانی، خواجہ:180، 182، 183، 206، 209

رضی الدین علی لالا:24، 25، 41، 112، 116

رکن الدین سجاسی:199، 212

رکن الدین صاین:169، 171، 181

رکن الدین قزوینی:28، 213

رمضان، امیر:179

روزبہان بقلی شیرازی:182، 195

ز

زرتشت:172

زید بن علی:191

زین الدین:174

زین الدین، امام زادہ:174

زین العابدین علی، امام:25

س

سابکتگین، سبکتگین (حکمران):172

سراج الدین قزوینی:28

سری سقطی:19، 24، 170

سعد الحق، امیر:218

سعد الدولہ ابہری:180

سعد الدین حموی:194، 195، 201

سعد اللہ ابہری، وزیر:180، 182

سعد اللہ حموی: 192، 193، 198
سعد الدین ساوجی، وزیر: 180
سعدی شیرازی، مصلح الدین: 176، 181، 208، 214، 215
سعید سوبلی نژاد: 172
سعید کریمی: 212
سعید نفیسی: 41، 42، 54، 202
سکندر اعظم: 173
سلطان احمد: 57، 177، 179، 209
سلطان، امیر: 179
سلمان ساوجی: 38، 217، 219، 220
سونج، امیر: 179
سیاوش الشیر وانی: 13
سیف الدین باخرزی: 195

ش

شاہ رخ مرزا: 39، 214، 216، 219
شاہ سلیمان: 174
شاہ شجاع: 181، 209، 211
شاہ علی فراہی: 27
شجاع کرمانی، شاہ: 200
شرف الدین حسن بن عبداللہ شیروانی، اخی: 15، 16، 18، 20،
58، 61، 169، 173، 221
شرف الدین درگزینی: 202
شرف الدین سمنانی، وزیر: 180
شرف الدین محمود مزدقانی: 27، 205، 206، 225
شرف الدین محمود مزدقانی: 27، 20، 23، 205
شرف الدین ملک: 169، 174، 176
شرف الدین ابراہیم: 28، 169
شمس الدین جوینی: 176، 180
شمس الدین ساوجی ششتری: 169، 174
شمس الدین گیلانی: 27
شہاب الدین تبریزی: 201
شہاب الدین عمر سہروردی: 186، 196، 200، 204
شہاب الدین محمد ہمدانی: 23
شہاب الدین محمود تقی ابہری: 212
شیخ احمد سرہندی: 11، 171

ص

صدر الدین ابراہیم حموی: 170، 178
صدر الدین زنجانی، خواجہ: 178، 180
صلاح الدین حسن البلغاری: 26، 200

ط

طاہر مقدسی: 187
طہورث: 172

ع

عباس اقبال: 181
عباس مرزا فیض کاشانی: 169
عبدالرزاق کاشانی: 11، 12، 26، 35، 171، 202
عبدالرفیع حقیقت: 5، 30، 42، 202، 206، 213
عبدالصمد صارم: 197
عبدالرحمن اسفرائنی: 13، 21، 23، 25، 26، 35، 51، 54، 62،
عبدالرحمن جامی: 181، 184، 185، 196، 201، 205، 208
عبدالقاسم الجورجانی: 24
عبداللہ بکری: 196
عبداللہ بن جعفر فارسی: 185
عبداللہ بن حسن عراقی حنفی: 189
عبداللہ بن محمد خراز: 200
عبداللہ بن مہدی ابیوردی (بوردی): 199
عبداللہ تستری: 185
عبداللہ جرجی، شیخ: 184
عبداللہ بحری: 200
عبداللہ فرجی: 207
عبداللہ مزدقانی: 205

عبداللہ نسائی:174

عبداللہ یافعی:196

عبداللہ الحباشی:27

عبیداللہ بیاری:28، 208

عبید زاکانی:181، 221

عثمان بن عفان:186، 190، 193

عثمان بن علی ہجویری:183، 187، 200

عزالدین عبداللہ بن عمر بن الفرج الفاروثی:26

علاء الدولہ بخشی شاہ فازی اسرائینی:213

علاء الدولہ سمنانی، شیخ سمنان:5، 11، 12، 13، 15، 16، 18، 19، 20، 21، 23، 25، 26، 28، 31، 50، 51، 53، 107

علاء الدین گنج حیات:203

علاء الدین محمد:208، 209

علاء الدین ہندو:28

علاء الدین، شیخ:189

علی ابن ابی طالب، امام:25، 144، 185، 191، 192، 193، 204

علی ابن شعیب سقا:200

علی اصغر حلبی:197

علی اکبر دہخدا:186

علی الرضا، امام:24، 214، 217

علی بن ابی بکر ہوازن:204

علی بن اشرف، امامزادہ:174

علی بن جعفر الصادق، امام زادہ:174

علی بن شہاب الدین محمد ہمدانی، میر سید:27، 41، 186، 204، 205، 206، 217

علی بن عبدالرسول:204

علی بن محمد خراسانی:197

علی حسن فاعور:190، 191

علی حکیم، ملا:214

علی دوستی:27

علی راحتی:35، 201

علی ربانی گلپایگانی:191

علی رضا، امام:24

علی رومی:27، 208

علی سیستانی:27، 208

علی فراہی، شاہ:27

علی قلتق، شیخ:207

علی کشمیری:208

علی لالا، رضی الدین:24، 25، 26، 41، 116، 145، 150، 154، 155، 191، 192، 194، 198

علی محمد ہادی، مفتی:11، 12، 37، 38، 108، 166

علی مکتفی باللہ عباسی:170

علی مہتا، میر:190، 191

علی بہانی:196

علی نسائی:26، 198، 201

علی نصرآبادی:199

علی نصرآبادی:199

علی، سید:218

علیاق:13، 57، 218، 225

عمادالدین سہروردی:202

عمادالکتاب، سیفی قزوینی:221

عماد حسنی، میر:221

عماد قزوینی، میر:221

عمادالدین عبدالوہاب:21، 122

عمار بن یاسر بدلیسی:24، 195، 196

عمر بن محمد احمد شیرگان:197

غ

غازان خان، محمود خان، سلطان:19، 169، 171، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182

غلام احمد لائق چشتی غوری:42

غلام حسن حسو:11، 12، 13، 43، 219

اشاریہ

غلام حسین ہنڈلی: 108، 166
غلام رسول براہوی: 37
غلام سرور لاہوری سہروردی، مفتی: 196
غیاث الدین ابن رشید الدین فضل اللہ ہمدانی: 181، 203، 208،
210، 211، 220
غیاث الدین ہبۃ اللہ حموی: 206

ف

فرید الدین عطار: 181، 195
فولاد، امیر: 179

ق

قاسم انوار، ملا: 186
قتلق شاہ، امیر: 181
قطب الدین ابوالفضل: 212
قطب الدین ابوبکر ابہری: 201
قطب الدین یحییٰ نیشاپوری، ابوالفتح: 212
قطران تبریزی: 186
قوبلا خان: 176

ک

کمال الدین الرافعی: 177

گ

گیخاتو خان: 176، 177، 180

م

مبارز الدین محمد: 181
مجد الدین بغدادی: 136، 194، 195
مجد الدین فیروز آبادی: 198
مجدد الف ثانی: 194
مجد الدین اسماعیل سیسی: 28، 213
محمد ابراہیم سمنانی: 28، 202
محمد ابراہیم فیضی: 38
محمد ابراہیم، سید: 202
محمد باقرؑ، امام: 24
محمد باقر ساعدی خراسانی: 196
محمد بن عبد الکریم شہرستانی: 190، 191
محمد بن عبد اللہ الرشید بن ابوالقاسم المطہر اوی: 26
محمد بن حمویہ سہروردی: 196
محمد پارسا، خواجہ: 198
محمد حموی جوینی: 184
محمد خدا بندہ سلطان: 179، 181، 189
محمد خورد: 27، 204، 207
محمد ذوقی شاہ، سید: 223
محمد صالح حائری مازندرانی: 213
محمد علی حسین اشرفی: 203
محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ، سرور کونین: 14، 25، 49، 58، 59، 89،
محمد نعیم، غازی: 43
محمد نوربخش، سید: 38، 39، 196، 219
محمود شکری آلوسی: 170
محمود شیخ: 219
محمود عابدی: 175، 183، 185، 194، 196، 205، 221
محمود تقی ابہری: 212
محمود مزدقانی، شیخ: 205، 206، 225
محمود بحری: 218
محی الدین ابن العربی، شیخ اکبر: 11، 171، 184، 227
مصطفیٰ جواد: 170
مظفر، امیر (آل مظفر): 181، 208، 209
معاویہ، امیر شام: 192
معروف الکرخی: 24
مغیث الدین، فقیر: 42
مناظر احسن گیلانی: 197، 199
منہاج بن محمد السرائی: 28
موسیٰ الکاظم، امام: 24، 170، 174
موسیٰ بن یحییٰ: 159

موسیٰ صدر:5،42

مہدی حاجی:13،14

مہرتاق نویان برلاس:176

ن

ناصر بن منصور عرضی:195

نجم الدین دایہ رازی:195

نجم الدین زرکوب:204

نجم الدین کبریٰ:24،25،40،194،195،196

نجم الدین محمد زکانی:206

نجم الدین محمد الدعکانی الاسفرائنی:27،203

نجم الغنی رامپوری:198

نجیب الدین علی بزغش شیرازی:200

نجیب مایل ہروی:5،11،181،196،202،207،215،216

نظام الدین تبریزی شافعی:186

نظیف محسن اوگلو:5،30

نکودار اغلن سلطان:[illegible]

نواز حسین شاہ، سید:37

و

وجیہ الدین عبداللہ غرجستانی:27

ہ

ہلاکو خان:173،174،176،179،180،206،221

ہیش خاتون:176

ی

یحییٰ بن زکریا:175

یحییٰ بن معاذ رازی:182

یحییٰ بن موسیٰ الکاظم، امام زادہ:174

یحییٰ منیری:203

یزدگرد:173

یوسفؑ:52

یوسف خان:210

یوسف محمد جاجی:200

یوسف ہمدانی:184

اماکن

اسلام آباد: 43

افغانستان: 42، 174، 218

انگوئیہ آق خواجہ: 14، 182

ایجان: 17، 169

امریکہ: 43

برج احرار: 21، 188، 189

بغداد: 18، 19، 21، 23، 26، 51، 62، 63، 64، 102، 120،
170، 171، 174، 175، 176، 179، 185، 196، 197،
200، 208، 209، 210،

بلتستان: 12، 206، 218، 219

بنوری ٹاؤن: 37

بیابانک: 13، 20، 170، 171، 172، 189، 221

تبریز: 57، 169، 170، 186، 195، 201، 209، 210،
211، 212، 220

تبریز: 17، 169

تبت: 18، 189

ترکی: 54، 169، 174، 175، 186، 199، 203

تہران: 41، 42، 170، 172، 175، 183، 196، 197، 200

ٹکسالی گیٹ: 42

جامعہ امجدیہ: 37

خانقاہ سکاکیہ: 17، 20، 58، 184

دکن، حیدرآباد، بھارت: 42، 194

سکردو: 38

سکمیدان: 38

سمنان: 12، 13، 16، 17، 18، 19، 20، 23، 51، 58، 120،
169، 171، 172، 173، 174، 182، 183، 184، 185،
189، 202

شگر: 37

شونیزیہ: 19، 170

صوفی آباد: 20، 21، 170، 172، 189، 221

قاہرہ: 41، 54، 200، 216

قبرستان عمادالدین عبدالوہاب: 21، 189، 221

قزوین: 14، 179، 182، 186، 213، 220

قزوین: 57، 179، 182، 186، 220

کراچی: 37، 194، 204

کشمیر: 18، 206

گلاب پور: 37

گلگت: 38، 108، 166

لاہور: 42، 43، 183، 204، 208، 220

مدینہ منورہ: 19، 199، 212

مسجد خلیفہ: 19

مصر: 41، 54، 178، 208، 209، 218

مکہ، مکہ معظمہ، مکرمہ: 61، 153، 185، 195، 197، 199،
212

ہرات: 42، 170، 175، 180، 220

ہمدان: 18، 62، 186، 195، 220، 225

ہند، ہندوستان: 15، 18، 25، 194، 198، 199

یونان: 15

فہرست مآخذ

1- تاریخ جہانگشای: عطا ملک جوینی، میرزا محمد خان قزوینی، گیب موریل

2- دائرہ-المعارف-بزرگ-اسلامی/ http://www.aftabir.com/glossaries/view/deba

3- سیری در شعر پارسی: زرین کوب، عبدالحسین، انتشارات نوین، تہران، 1363 ش

4- مجمل فصیحی: محمد فصیح خوانی، بہ کوشش محمود فرخ، مشہد، 1340 ش

5- اصول الملامتیہ وغلطات الصوفیہ: ابوعبدالرحمان سلمی تصحیح عبدالفتاح احمد فاوی محمود، مطبعہ الارشاد، بغداد، 1405ھ.

6- اصول تصوف از احسان اللہ استخری، تہران ۱۳۳۸ش

7- الذریعہ الی اصول الشریعہ: مرتضی علم الھدی، تصحیح وتعلیقات ابوالقاسم گرجی، انتشارات تہران یونی ورسٹی، تہران

8- الفہرست: محمد بن اسحق ابن ندیم، بہ کوشش رضا تجدد، تہران 1350 ش

9- الملل والنحل، محمد بن عبدالکریم الشہرستانی، تحقیق میر علی مہنا-علی حسن فاعور، دار المعرفۃ

10- اوضاع سیاسی و اجتماعی ایران در قرن ہشتم ہجری: ابوالفضل عمی، انتشارات دانشگاہ فردوسی مشہد

11- تحفۃ الاحباب (تاریخ فرقہ نوربخش): محمد علی کشمیری، اردو ترجمہ علامہ محمد رضا، اورینٹل پبلی کیشنز، لاہور

12- تذکرۃ الاولیاء: فرید الدین عطار، طبع دکتر نیکلسن در دو جلد

13- تذکرۃ الشعراء: دولت شاہ بن علاء الدولہ سمرقندی، بہ تصحیح براون، لیدن، 1318ھ

14- حدایق الحنفیہ: فقیر محمد جہلمی، لکھنو، 1906ء

15- خزینۃ الاصفیاء، غلام سرور لاہوری، لکھنو، 1290ھ

16- دانشمندان آذربایجان: محمد علی تربیت، تہران

17- دائرۃ معارف طہور: www.tahoordanesh.com

18- رشحات عین الحیات: علی واعظ کاشفی، چاپ علی اصغر معینیان، تہران 1356ش.

19- شذرات الذہب فی اخبار من ذہب: عبد الحی بن احمد بن محمد ابن العماد العکری الحنبلی، ابوالفلاح عبد القادر الأرناؤوط-محمود الأرناؤوط، دار ابن کثیر، 1986ء

20- شیخ خلیفہ: سید حسین، رئیس السادات، مجلّہ مشکوۃ، پاییز 1369، شمارہ 28.

22- فرہنگ سخنوران: دکتر عبد الرسول خیامپور، انتشارات طلایہ، تہران، 1968ء

23- کتاب دلیل خارطۃ بغداد المفصل: مصطفیٰ جواد و احمد سوسہ، المجمع العلمی العراقی، 1958ء

24- مجلّہ فرہنگ رشت، رسالہ مستقل شمارہ 2، از انتشارات مجلّہ فرہنگ رشت، سال 1307ش.

24- مجمل فصیحی: احمد بن محمد فصیح خوافی، تصحیح و تحقیق سید محسن ناجی نصر آبادی، اساطیر، 2007ء

25- معجم المؤلفین: عمر رضا کحالہ، موسستہ الرسالۃ، 1993ء

26- مآثر الکرام: میر غلام علی بن نوح آزاد بلگرامی، آگرہ 1910ء

27- نخل بند شعرا: آرش مشفق، کیہان فرہنگی، سال نوزدہم. شہریور 1381، پیاپی 191، ص54

28- مصنفات فارسی، نوشتہ علاء الدولہ سمنانی: تہران: شرکت انتشارات علمی وفرہنگی، 1990

29- ہدیۃ العارفین: اسمٰعیل بغدادی، بیروت

30- اخبار الاخیار: عبدالحق بن سیف الدین عبدالحق دہلوی، دہلی 1914

31- الاعلام: خیر الدین زرکلی، بیروت، 1986ء

32- الانساب: عبدالکریم بن محمد سمعانی، حیدرآباد دکن ۱۹۶۲ء

33- الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ تقی الدین ابی العباس امام ابن تیمیہ، دار المعالی، عمان

34- العروہ لاہل الخلوہ والجلوہ: احمد بن محمد بن احمد بیانکی معروف بہ علاء الدولہ سمنانی، بہ تصحیح نجیب مایل ہروی، انتشارات مولی، تہران، 1963ء

35- العلام: خیر الدین زرکلی، دار العلم، بیروت

36- الفقر فخری: سیّد ابوالفیض قلندر علی سہروردی، اورینٹل پبلی کیشنز، لاہور، 2005ء

37- اللمع فی التصوف: عبداللہ بن علی ابونصر سراج، رنولد الن نیکلسون، لیدن، 1914ء

38- النور من کلمات ابی طیفور: محمد بن علی سہلگی،

39- انسائیکلوپیڈ ا ایرانکا: http://www.iranicaonline.org/

40- تاج المصادر: ابوجعفر احمد بن علی بن محمد المقری البیہقی، تحشیہ وتعلیق ہادی عالم زادہ، مرکز

علوم انسانی ومطالعات فرہنگی، 1375ء

41- تاریخ ادب ایران: اڈوارڈ گرانویل براؤن، ترجمہ وحواشی وتعلیقات علی پاشا صالح، تہران 1358 شمسی

42- تاریخ ادبیات ایران: ذبیح اللہ صفاء، انتشارات دانشگاہ تہران، 1356

43- تاریخ بغداد: احمد بن علی خطیب بغدادی، مصطفیٰ عبدالقادر عطا، بیروت 1997ء

44- تاریخ جنبش سربداران ودیگر جنبش ہای ایرانیان درقرن ہشتم ہجری،: عبدالرفیع حقیقت، انتشارات کومش، 1374

45- تاریخ روضۃ الصفا فی سیرۃ الانبیاء والملوک والخلفاء: محمد بن خاوند شاہ بن محمود (میر خواند)، بہ تصحیح وتحشیہ جمشید کیان فر، انتشارات اساطیر، تہران

46- تاریخ سمنان: عبدالرفیع حقیقت، سمنان، 1313ش

47- تاریخ علماء بغداد المسمی منتخب المختار: ابن رافع، تصحیح وحواشی عباس العزاوی، الدار العربیۃ للموسوعات، 1440ھ

48- تاریخ علمای نیشاپور (از قرن اول ہجری تا کنون): ابوالقاسم کمالی، نشر طلایی، 1386ش، تہران

49- تاریخ فرق اسلامی ومذاہب کلامی: غلام علی آریا، انتشارات پایا، 1382ش

50- تاریخ گزیدہ تالیف 730ھ: حمد اللہ ابن ابی بکر احمد مستوفی قزوینی، تحقیق عبدالحسین نوائی انتشارات امیر کبیر

51- تاریخ مساجد بغداد وآثارھا: محمود شکری الآلوسی؛ عبداللہ الجبوری، 2006

52- تاریخ مغول: عباس اقبال آشتیانی، اساطیر، تہران، 1990ء

53- تاریخ مغول و اوایل ایام تیموری: عباس اقبال آشتیانی، تہران، نشر نامک، 1376 شمسی

54- تاریخ نامہ ہرات: سیف بن محمد سیفی ہروی، تصحیح غلام رضا طباطبائی مجد، موقوفات دکتر محمود افشار، چاپ اول، 1381 شمسی

55- تاریخ نامۂ ہرات: سیفی ہروی، بہ کوشش محمد زبیر صدیقی، کلکتہ، 1362ھ/1943ء

56- تاملی در تذکرہ روز روشن: پرویز بیگی حبیب آبادی، انتشارات امیر کبیر، تہران، 1387

57- تتمہ الاعلام للزرکلی محمد خیر رمضان یوسف، دار ابن حزم، بیروت

58- تذکرہ ہفت اقلیم: امین احمد رازی، با تصحیح و تعلیقات سید محمد رضا طاہری (حسرت)، انتشارات سروش، تہران، 1378 ش

59- تذکرہ مجالس النفائس: میر نظام الدین علی شیر نوائی، علی اصغر حکمت، کتابخانہ منوچہری، 1363 ش

60- تذکرہ ی شعرای سمنان: نصرت اللہ نوح، بہ اہتمام پناہی سمنانی، انتشارات زال، 1379، تہران

61- تذکرۃ المشائخ: علاء الدولہ سمنانی، بہ کوشش نجیب مایل ہروی، تہران، 1369 ش

62- تذکرۃ المشائخ (مکتوبات): مصنفات فارسی علاء الدولہ سمنانی، بہ کوشش نجیب مایل ہروی، تہران، 1369 ش

63- تذکرۂ روز روشن: محمد مظفر حسین صبا، بہ کوشش محمد حسین، انتشارات کتابخانہ رازی، تہران، 1343 ش

64- تذکرۂ مجالس النفائس: امیر علی شیر نوائی، علی اصغر حکمت، تہران 1363 شمسی

65- تذکرۃ میخانہ: عبدالنبی بن خلف فخر الزمانی، احمد گلچین معانی، تہران 1362 شمسی.

66- تعلیم الاسلام: کفایت اللہ دہلوی، 1388ھ

67- تلبیس ابلیس: حافظ جمال الدین ابی فرج عبدالرحمٰن بن جوزی بغدادی، دار القلم، بیروت

68- جامع التواریخ (در تاریخ مغول): رشید الدین فضل اللہ ہمدانی، بہمن کریمی، اقبال۔ تہران، چاپ چہارم، 1374 شمسی

69- جغرافیای تاریخی سرزمین ہای خلافت شرقی: گای لسترنج، مترجم محمود عرفان، انتشارات علمی وفرہنگی، تہران، 2004ء

70- جواہر الاسرار: شیخ آذری اسفراینی، تصحیح وشرح مقالہ ڈاکٹری زہرا فردو، دکتر مہدی محقق، دانشگاہ آزاد کرج-1383ش

71- چہل مجلس: ملفوظات شیخ علاء الدّولہ سمنانی، املاء امیر اقبال شاہ بجستانی، نسخہ خطی بہ اہتمام عبدالرفیع حقیقت، تہران 1358 شمسی

72- حاشیہ ابن القیم علی سنن ابی داود: محمد بن ابی بکر بن قیم الجوزی، دار الکتب العلمیہ - بیروت، الطبعہ الثانیہ، 1415ھ

73- حبیب السیر: خواندمیر، غیاث الدین، بہ کوشش محمد دبیر سیاقی، تہران، 1362ش

74- حضرت شاہِ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی، حیات وتعلیمات، احمد سعید ہمدانی، اورینٹل پبلی کیشنز، 2012ء

75- حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: ابونعیم اصفہانی، اشاعتِ پنجم، دار الکتب العربی، بیروت، 1407ھ

76- خزینۃ الاصفیاء، غلام سرور لاہوری، لکھنو، 1290ھ

77- خلاصۃ المناقب (مناقب میر سید علی ہمدانی): نور الدین جعفر بدخشی، با مقدمہ و تصحیح و تعلیقات سیّدہ اشرف ظفر بخاری مقالہ پی ایچ ڈی، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، 1995ء

78- دانشنامۂ جہان: ttp://www.encyclopaediaislamica.com/

79- دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی: http://www.cgie.org.ir/

80- دایرۃ المعارف فارسی: سرپرستی غلام حسین، فرینکلین بک پروگرام، تہران، 1968ء

81- در شطحات الصوفیہ از عبد الرحمٰن بدوی، کویت ۱۹۷۸

82- ذیل جامع التواریخ رشیدی: شہاب الدین عبد اللہ بحافظ ابرو، مقدمہ و حواشی و تعلیقات خانبابا بیانی، شرکت تضامنی علمی، 1417ھ

83- رسالہ قشیریہ: قشیری، عبد الکریم بن ہوازن، با تصحیحات و استدراکات بدیع الزمان فروزانفر، شرکت انتشارات علمی و فرہنگی، تہران، چاپ ہفتم

84- رسالہ ملامتیہ: ابو عبد الرحمان سلمی، در مجموعہ آثار ابو عبد الرحمٰن سلمی، ج2، گرد آوری نصر اللہ پور جوادی، مرکز نشر دانشگاہی، تہران، 1372.

85- رسالۃ القشیریہ: امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن القشیری (م 465ھ)، بولاق، 1284ھ

86- روضات الجنان: حافظ حسین ابن کربلایی، بہ کوشش جعفر سلطان القرایی، تہران، 1349ش

87- سخنوران آذربایجان: عزیز دولت آبادی، انتشارات ستودہ، تہران، 1977ء

88- سفینہ تبریز: گرد آوری و بہ خط ابوالمجد محمد بن مسعود تبریزی تاریخ کتابت 3-721 ھ، عکسی اشاعت از نسخہ کتابخانہ مجلس شورای اسلامی، با مقدمہ عبدالحسین حائری و نصر اللہ پور جوادی، تہران، مرکز نشر دانشگاہی، 1381 ش

89- سفینۃ الاولیاء: محمد دارا شکوہ شاہزادہ ہند، لکھنو، 1878

90- سلسلۃ الاولیاء: محمد نوربخش قہستانی، جشن نامۃ ہانری کربن، بہ کوشش حسین نصر، تہران، 1356 ش

91- سمط العلی للحضرۃ العلیا: ناصرالدین منشی کرمانی، چاپ عباس اقبال آشتیانی، تہران 1362 ش

92- سیمای استان سمنان: محمد رضا دربیگی، دفتر امور اجتماعی و انتخابات استان سمنان، مجلد سوم (مشہیر و مفاخر فرہنگی قومس)، 1379 ش

93- سر دلبراں: محمد ذوقی شاہ، الفیصل، لاہور

94- شذرات الذہب: عبدالحی ابن عماد، قاہرہ، 1351 ھ

95- صحیح بخاری: الامام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری، تحقیق الشیخ قاسم الشماعی الرفاعی، دارالقلم، بیروت، لبنان

96- صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج القشیری النیشاپوری، بہ تصحیح محمد فواد عبدالباقی، دار احیاء الکتب العربیہ، قاہرہ

97- طبقات الصوفیہ: ابوعبدالرحمان سلمی، تحقیق نورالدین شریبہ، دار الکتاب النفیس، حلب، 1406 ق.

98- طبقات الصوفیہ: خواجہ عبداللہ انصاری، مقدمہ و تصحیح دکتر محمد سرور مولائی، انتشارات

توس، 1386، تہران.

99- طبقات سلاطین اسلام: استانلی لین پول، مترجم: عباس اقبال آشتیانی، اساطیر، تہران، 1990ء

100- علاء الدولہ سمنانی: شرح زندگی، اندیشہ و سلوک: مقالہ نگار سعید رسولی نژاد، تہران یونیورسٹی، مرکز الہیات و معارف اسلامی، 1376 شمسی

101- غیاث اللغات: مولوی غیاث الدین محمد بن جلال الدین مصطفیٰ آبادی رامپوری، منشی نول کشور، ۱۸۸۲ء

102- فرق و مذاہب کلامی، علی ربانی گلپایگانی، مرکز جہانی علوم اسلامی، قم، 1377 ش

103- فرہنگ جغرافیائی ایران، خراسان: ترجمہ کاظم خادمیان، بنیاد پژوہشھای اسلامی مشہد، 2001ء

104- فرہنگ عامرہ: محمد عبداللہ خویشگی قصوری، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1989ء

105- فرہنگ فرق اسلامی مقدم: محمد جواد شکور، استاد کاظم شانہ چی، انتشارات آستان قدس رضوی، 1375 ش

106- فرہنگ لغات و اصطلاحات و تعبیرات عرفانی: سید جعفر سجادی، طہوری، تہران، 1375 ش

107- فرہنگ معین: دکتر محمد معین، انتشارات امیر کبیر

108- فصل الخطاب فی تحریف کتاب ربّ الارباب: محمد زکریا الاہردی، موسسۃ النجف الاشرف، جرمنی

109- فواتح الجمال: نجم الدین کبری، ترجمہ محمد باقر ساعدی خراسانی، تہران، 1368 ش

110- قوت القلوب: امام ابوطالب المکی، بہ تحقیق ڈاکٹر عبدالمنعم الحفنی، دارالرشد، 1991ء

111- کاشف الاسرار: اسفراینی، عبدالرحمان (پاسخ بہ چند پرسش، فی کیفیۃ التسلیک والاجلاس فی الخلوۃ)، بہ کوشش ہرمان لندلت، تہران، 1358ش= ہمو و علاء الدولۃ سمنانی، مکاتبات، بہ کوشش ہرمان لندلت، تہران، 1351ش/1972م

112- کتاب الاعتقادیہ: سید نور بخش، اورینٹل پبلی کیشنز، لاہور، 2012ء

113- کتاب تذکرۃ الاولیاء: محمد بن ابراہیم عطار، چاپ نیکلسون، لیدن ۱۹۰۵-۱۹۰۷

114- کشف الظنون عن اسامی الکتب و الفنون: مصطفیٰ بن عبداللہ حاجی خلیفہ، دارالاحیاء التراث العربی، بیروت

115- کشف المحجوب: علی بن عثمان ہجویری، چاپ ژوکوفسکی، لنین گراد ۱۹۲۶، چاپ افست تہران ۱۳۵۸ش

116- کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال: علامہ علاء الدین علی المتقی الہندی، موسستہ الرسالہ، قاہرہ، مصر

117- لطایف اشرفی: سید اشرف جہانگیر سمنانی، دہلی

118- لغت نامہ دہخدا: علی اکبر دہخدا www.loghatnaameh.org

119- مبانی عرفان واحوال عارفان: علی اصغر حلبی، تہران، اساطیر، 1385ء

120- مبداء ومعاد: مجدد الف ثانی، زوار اکیڈمی، کراچی

121- مثنوی اسرار الشہود: سرودہ شیخ محمد، اسیری لاہیجی (متوفی: 912 ہ.ق)، بہ تصحیح دکتر برات زنجانی، انتشارات امیر کبیر 1365ء

122- مثنوی معنوی (بر اساس نسخہ نیکلسون): جلال الدین محمد مولوی بلخی، دکتر سعید

حمیدیان، انتشارات قطرہ، تہران 1382 شمسی

123- مجلہ ادبیات عرفانی: مجلہ زبان و ادبیات فارسی ڈیپارٹمنٹ، دانشگاہ الزہرہ، شمارہ 4، 2007

124- مجموعہ آثار ابوعبدالرحمٰن سلمی: ابوعبدالرحمان سلمی، گردآوری نصراللہ پورجوادی، مرکز نشر دانشگاہی، تہران، 1369.

125- مرآت البلدان: اعتمادالسلطنہ محمد حسن بن علی، دارالطباعہ دولتی، تہران، 1297ء

126- مرآۃ الجنان، عبداللہ یافعی، بیروت، 1970ء

127- مسند احمد بن حنبل: دارالحدیث، القاہرہ، مصر

128- مشاہیر قزوین: مہدی نورمحمدی، انتشارات سایہ گستر، تیسرا ایڈیشن، 1389ء

129- مصنفات علاءالدولہ سمنانی: بہ کوشش نجیب مایل ہروی، تہران، 1369

130- مطلع سعدین و مجمع بحرین: کمال الدین عبدالرزاق سمرقندی، بہ تصحیح عبدالحسین نوایی، پژوہشگاہ علوم انسانی و مطالعات فرہنگی، تہران، 2004ء

131- معجم اصطلاحات تصوف: مرتبہ سیّد اویس علی سہروردی، زیر طبع اورینٹل پبلی کیشنز لاہور

132- معجم الادباء: یاقوت بن عبداللہ یاقوت حموی، دارالمأمون، مصر

133- مقالات مولوی محمد شفیع جلد دوم: مرتب احمد ربانی مجلس ترقی ادب، لاہور

134- مقالاتِ حافظ محمود شیرانی: مجلس ترقی ادب، کلب روڈ، لاہور

135- منتہی الارب فی لغۃ العرب: عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری، بمبئی

136- مواعظ حسنہ: ابوالحسنات محدث دکن، ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، حیدرآباد دکن

137- نفحات الانس من حضرات القدس: نورالدین عبدالرحمٰن جامی، مقدمہ تصحیح و تعلیقات محمود

عابدی، انتشارات اطلاعات، تہران، اشاعتِ چہارم، 1382

138- وسط ایشیا کے مغل حکمران، قاضی محمد اقبال چغتائی: چغتائی ادبی ادارہ، لاہور، 1983ء

139- وفیات الاعیان: احمد بن محمد ابن خلکان، بہ کوشش احسان عباس، دار الثقافہ بیروت، 1971ء

140- ہدیہ العارفین (اسماء المولفین و آثار المصنفین): اسماعیل بغدادی، داراحیاء التراث العربی، بیروت

142- ہندوستانی صحابی: مناظر احسن گیلانی، لکھنو

142- A Literary History of Persia: Edward Granville Browne, T. G. Unwin, London

143- Hasan Celal Guzel, The Turks: Middle ages, Yeni Turkiye, 2011

144- The Cambridge History of Iran, V4: p.91, Cambridge-uk 1975

145- The Mongols in Iran, Judith Kolbas, Routledge - NY, 2006

146- The Cambridge History of Iran:The Saljuq and Mongol Periods

147- The Cambridge History of Iran:The Saljuq and Mongol Periods

☆☆☆

سپریم کونسل علمائے صوفیہ نوربخشیہ پاکستان

(ایک غیر سیاسی، غیر گروہی مگر خالص ایک دینی تنظیم)

فہرست مطبوعات

1- فقہ احوط: میر سید محمد نوربخش، ترجمہ علامہ محمد بشیر (اب تک ۴-ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں)

2- دعوات الصوفیہ: میر سید محمد نوربخش، اردو علامہ محمد بشیر (اب تک ۹-ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں)

3- دعوات الصوفیہ (فارسی): میر سید علی ہمدانی، یہ درسی کتاب کی حیثیت سے پڑھائی جاتی ہے۔

4- حل عقدین: علامہ محمد بشیر (نکاح خوان حضرات کی سہولت کے لیے)

5- توضیح الفرائض: مفتی محمد عبداللہ (ورثاء کے درمیان تقسیم وراثت کے لیے)

6- اوراد امیریہ: میر سید علی ہمدانی، غلام حسن حسو

7- معاش السالکین: میر سید محمد نوربخش، غلام حسن حسو

8- کتاب الاعتقادیہ: میر سید محمد نوربخش، ترجمہ علامہ محمد بشیر (۴-ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں)

9- کتاب الاعتقادیہ: میر سید محمد نوربخش، علامہ محمد علی شبیری

10- خلاصہ المناقب: جعفر بدخشی، سیدہ اشرف ظفر

11- تحفۃ الاحباب: محمد علی کشمیری، ترجمہ محمد رضا (نوربخشی تاریخ پر بہترین کتاب)

12- نجم الہدیٰ: میر سید محمد نوربخش، ترجمہ مفتی علی محمد ہادی

13- انوار الحج: غلام حسن حسو (حجاج کی راہنمائی کے لیے)

14- مناسک حج: علامہ عارف حسین (حجاج کی راہنمائی کے لیے)

15- آثار شاہ ہمدان: علامہ محمد رضا

16- تاریخ بلتستان: غلام حسن حسو (اس کی اشاعت کے ذریعے نوربخشی تاریخ کو محفوظ کیا گیا)

17- آئینہ اسلامی: مولانا شکور کوروی (چودہ روحانی نعروں کی تشریح و توضیح)

18- کتاب الفتوت: میر سید علی ہمدانی: علامہ عارف حسین

19- چہل اسرار: میر سید علی ہمدانی، غلام حسن حسو

20- دہ قاعدہ: میر سید علی ہمدانی، غلام حسن حسو

21- کتاب ذکریہ: میر سید علی ہمدانی، غلام حسن حسو

22- مجموعہ رسائل شاہ ہمدان: میر سید علی ہمدانی، غلام حسن حسو

23- انسان نامہ: میر سید محمد نوربخش، غلام حسن حسو

24- الطالقانیہ: میر سید علی ہمدانی، علامہ علی محمد محمدی

25- مرات التائبین: میر سید علی ہمدانی، غلام حسن حسو

26- نوریہ: میر سید محمد نوربخش، غلام حسن حسو

27- نوربخشیہ: علاؤالدین نوربخش، غلام حسن حسو

28- سلوۃ العاشقین: علاؤالدولہ سمنانی، غلام حسن حسو

29- دینیات برائے: جماعت سوم تا پنجم، علامہ محمد بشیر، یہ درسی کتاب سکولوں میں رائج ہے

30- مکارم اخلاق: میر سید محمد نوربخش، مفتی علی محمد شگری

31- نماز صوفیہ نوربخشیہ، علامہ عارف حسین

ان کے علاوہ مناجات شاہ ہمدان، تین عدد مختلف ابتدائی قاعدے
اور نوائے صوفیہ بھی اس سلسلے میں شامل ہیں.

زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے امید ہے کہ قارئین کرام ضرور پسند فرمائیں گے
اس تعاون کے لیے ہم اورینٹل پبلی کیشنز کے مدیر سید اویس علی کاظمی سہروردی کے مشکور ہیں
کہ انہوں نے نہایت عرق ریزی اور اعلیٰ معیار سے یہ کتاب شائع کی
اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے.

علاء الدولہ نام احمد بن محمد بن احمد: ابو المقارم تاریخ تصوف میں اپنی ولایت (بزرگی) کے علاوہ اپنی علمی و فکری سرگرمیوں کی وجہ سے بھی مشہور ہیں. شیخ اکبر کے شارح اور ارادتمند شیخ عبد الرزاق کاشانی (م: 735ھ) کے ساتھ توحید وجودی و شہودی پر اُن کے درمیان مباحث ہوئے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ احمد سرہندی (م: 971ھ) سے تقریباً سوا دو سال بیشتر اُنہوں نے نظریہ وحدت الوجود پر اپنا اختلاف بڑی شد و مد سے ظاہر کیا.

659ھ بیابانک میں پیدا ہوئے. آپ کا خاندان ملوکِ سمنان اور ایلخانی امراء میں سے تھا. آپ کے والد ملک شرف الدین، ارغون خان اور اُس کے بیٹے غازان خان کے دربار میں بڑی قدر و منزلت تھی. آپ کی والدہ رکن الدین صاین کی ہمشیرہ تھیں جو ایلخانی دربار کے معتمد، عالم اور قاضی تھے. ابتدائی تعلیم مقامی محلہ مکتب سے اور اپنے ماموں رکن الدین صاین سے فقہ اور حدیث کی تعلیم حاصل کی. 15 سال کی عمر تک علوم عقلی و نقلی پڑھ چکے تھے. بعد ازاں اپنے چچا ملک جلال الدین سمنانی کے کہنے پر ارغون خان کی ملازمت اختیار کر لی، جلد ہی ایلخانی سلطنت کے مقربین میں شمار ہونے لگے. 26 سال کی عمر میں ملازمت چھوڑ کر سلوک کا راستہ اپنایا. ادبیاتِ عرب سیّد اخفش سے، علم فقہ سیّد تاج الدین سے، روایت حدیث شیخ رکن الدین صاین اور رشید ابن ابی قاسم سے حاصل کی. سیر و سلوک اخی سیّد شرف الدین سعد اللہ ابن حمویہ سمنانی کی وساطت سے شیخ عبد الرحمٰن اسراینی جو بغداد میں قیام پذیر تھے سے حاصل کیا. دو دفعہ حجازِ مقدس کا سفر بھی اختیار کیا. 736ھ میں وصال ہوا اور بیابانک کے قریب صوفی آباد میں اپنی خانقاہ کے باہر مدفون ہوئے.

شیخ کی چھوٹی بڑی پینسٹھ کے قریب کتابیں ہیں جن میں کئی ایک چھپ چکی ہیں. اس مجموعہ میں آپ کے دو رسائل کا پہلی دفعہ اردو ترجمہ شایع کیا جا رہا ہے. یاد رہے برصغیر میں آپ کے خلیفہ اشرف جہانگیر سمنانی اور آپ کے بھانجے اور میر سید علی ہمدانی معروف بہ شاہ ہمدان مشہور بزرگ گزرے ہیں.

اورینٹل پبلی کیشنز

35 - رائل پارک، لاہور پاکستان

فون: 0333-4262450